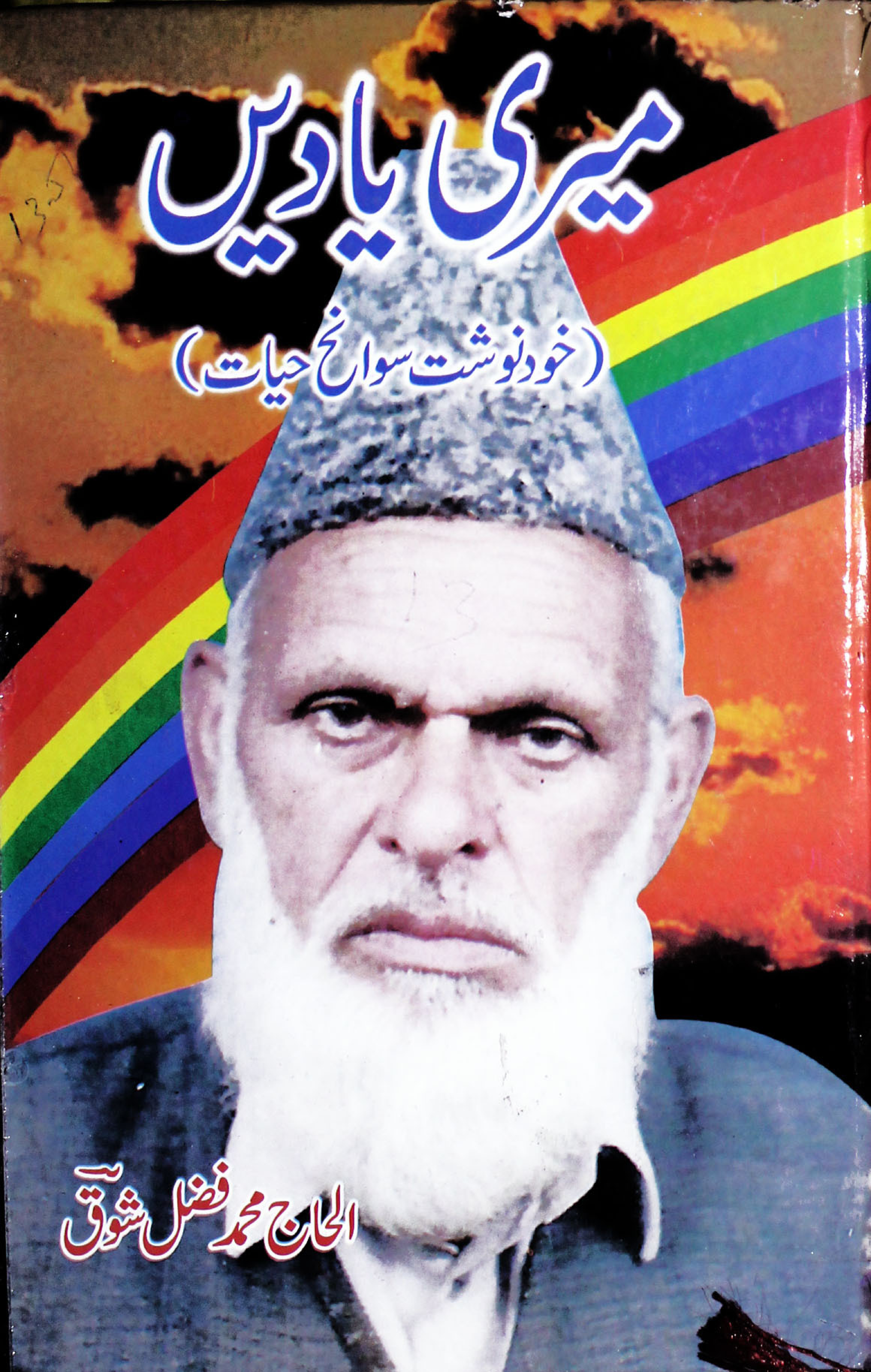

میری یادیں
(خودنوشت سوانح حیات)
الحاج محمد فضل شوق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میری زندگی کی یادیں ، میری زندگی کے ترانے
چند روزہ حقیقت ، چندہ روزہ افسانے
(شوق)

Marfat.com

مصنف کی تصنیفات

۱۔ سوانح حیات خطیبِ کشمیر علامہ محمد یوسف خان قادری بنالوی (مرحوم)

۲۔ خودنوشت سوانح حیات مولانا محمد ابراہیم خان دُرّانی کابلی (مرحوم)

۳۔ جموں وکشمیر کی پہاڑی ریاستیں (حصہ اول/دوم)

۴۔ میری یادیں (خودنوشت سوانح حیات)

۵۔ تاریخ گکھڑاں ریاست جموں وکشمیر (زیرِ تکمیل)

۶۔ نغمہ ہائے شوق (شاعری) (زیرِ تکمیل)

۷۔ مقالاتِ شوقؔ (زیرِ تکمیل)

۸۔ بنامِ شوقؔ (زیرِ تکمیل)

۹۔ گکھڑ قوم کی شاخیں مؤلفہ راجہ غلام رضا خان نور پور شاہاں مرتبہ محمد فضل شوقؔ

۱۰۔ تاریخ فیروزالاں، (زیرِ تکمیل)

Marfat.com

میری یادیں

(خودنوشت سوانح حیات)

الحاج محمد فضل شوق
ریٹائرڈ پرنسپل

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ــــــ میری یادیں (خودنوشت سوانح حیات)

مصنف ــــــ الحاج محمد فضل شوق (ایم اے (تاریخ)، بی ایڈ (ریٹائرڈ پرنسپل)

پتہ ــــــ بنالہ کالونی نکیال، تحصیل فتح پور تھکیالہ، ضلع کوٹلی آزاد جموں وکشمیر

فون نمبر: 058675-42272

84099

کمپوزنگ/سرورق ــ طلعت محمود قادری

پبلشرز ــــــ کاشر پبلشرز، میرپور آزاد کشمیر

اشاعت ــــــ دسمبر 2008ء

تعداد ــــــ 500

قیمت ــــــ 250/- روپے

ملنے کا پتہ

۱۔ ماسٹر محمد اشتیاق خان کیانی مکان نمبر 126، سیکٹر F-4 پارٹ فرسٹ میرپور آزاد کشمیر

۲۔ شاردا بک ڈپو، چوک شہیداں میرپور آزاد کشمیر

۳۔ شاہین کتاب گھر، کالج روڈ کوٹلی آزاد کشمیر

۴۔ نیو شاہین بک ڈپو، سکندر مارکیٹ نکیال آزاد کشمیر

۵۔ لاثانی جنرل سٹور بالمقابل فوجی فاؤنڈیشن سکول فتح پور تھکیالہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر

۶۔ بسم اللہ بک ڈپو، کالج گلی نکیال ضلع کوٹلی آزاد کشمیر

۷۔ ارشد بک سیلرز، چوک شہیداں میرپور آزاد کشمیر

Marfat.com

اِنتساب

والدین کریمین مرحومین

محترم سردار فرمان علی خان و محترمہ عبدل بانو

اور

محترم اساتذہ کرام واحباب کے نام

جن کی شفقت، محبت اور رہنمائی میں تعلیم و تربیت

حاصل کر کے علمی و ادبی شعور پایا۔

الحاج محمد فضل شوق

مصنف

Marfat.com

Roll No. 6766

The University of Jammu & Kashmir

THE MATRICULATION EXAMINATION

Session 1958

This is to certify that Mohd. Fazal

son ~~daughter~~ of Farman Ali Khan

of the Govt. High School, Surankote (Poonch), passed the

MATRICULATION EXAMINATION

in this University, held in the year 1958, in the Second Division.

Passed also in One Additional Subject.

Date of birth [illegible]-1941 ([illegible] December,
One Thousand Nine Hundred and [illegible]-one).

[illegible]

The University Office,
Srinagar
The 25th of July, 1958.

REGISTRAR

Marfat.com

حکومت ریاست جموں و کشمیر مظفر آباد
سیکرٹریٹ تعلیم

حکم

[illegible]

۱	[illegible]	الحاج سردار محمد فضل شوق
۲	[illegible]	عبدالرزاق بے کل
۳	[illegible]	عبدالرزاق بے کل

سیکشن آفیسر تعلیم سکولز
(انتظامیہ)

2(45)/2008 .... مورخہ 23 ستمبر 2008

نقل بخدمت:

۱۔ [illegible] تعلیم سکولز۔
۲۔ [illegible] فنانس۔
۳۔ [illegible] جموں و کشمیر۔
۴۔ [illegible] مظفر آباد۔
۵۔ [illegible]

سیکشن آفیسر تعلیم سکولز
(انتظامیہ)

تعمیل بخدمت:-
جناب الحاج سردار محمد فضل شوق صاحب
ریٹائرڈ پرنسپل
[illegible] AJK۔

فہرست

پیش لفظ	11
پیدائش۔علاقائی پس منظر	16
علاقہ ناڑ فیروزالاں تحصیل مینڈر پونچھ	18
شجرہ نسب فیروزال گکھڑاں تحصیل مینڈر پونچھ	21
علاقے کی سیاسی اور معاشرتی حیثیت	23
علاقہ فیروزالاں کی تعلیمی حالت	24
بچپن کا زمانہ	25
ابتدائی تعلیم	29
ایک یادگار واقعہ	30
دوبارہ پرائمری سکول ناڑ دھوڑیاں میں	31
شادی خانہ آبادی اور ایک واقعہ	34
یک نہ شُد دو شُد	36
گورنمنٹ ہائی سکول سُرن کوٹ میں	38
عملی زندگی کی تلاش میں	40
سری نگر ہائی کورٹ میں پیش کیے جانے والے دو مُلزم	42
ملازمت کی تلاش میں	44
محکمہ تعمیرات عامہ اور محکمہ تعلیم میں نوکری	45
پاک بھارت جنگ 1965ء اور ہجرت	46

Marfat.com

ٹیچرز ٹریننگ سکول پونچھ میں حاضری	48
ہجرت کا سفر	49
اہل خانہ سے ملاقات	50
کوٹلی......میر پور کے لئے روانگی	52
آزاد جموں و کشمیر میں ملازمت کی تلاش میں	53
گورنمنٹ ہائی سکول افضل پور میں تعیناتی	55
گورنمنٹ ہائی سکول چکسواری میں تبادلہ	56
میر پور میں مہاجرین کی آمد اور آبادکاری	60
مہاجرین کے مسائل	61
سینئر گریڈ میں ترقی اور مڈل سکول کھنڈ ہار میں بطور صدر معلم تعیناتی	63
بی۔ایڈ ٹریننگ کے لئے گورنمنٹ ٹریننگ کالج ملتان ماموری	70
تعیناتی بحیثیت اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر تحصیل نکیال	72
گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول نمبر 1 میر پور میں	74
میر پور کا تاریخی پس منظر/ حالات	77
دوبارہ تعیناتی اے۔ای۔او، نکیال	81
نکیال غربی سے موضع بنالہ بکناڑ ار ہائش کی منتقلی	83
سرد جنگ اور سازشیں	88
اولیائے شرقپور شریف کے حضور باریابی	91
فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی کے تبلیغی دورے آزاد کشمیر	102
شجرہ نسب حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ	112
ترقیابی بحیثیت صدر معلم گورنمنٹ ہائی سکول کریلہ مجہان ضلع کوٹلی	113

Marfat.com

بیٹی پرویز بیگم اور بیٹے محمد اشتیاق خان کی شادیاں 115
گورنمنٹ ہائی سکول سلون میں تبادلہ 118
گورنمنٹ ہائی سکول جندروٹ میں تبادلہ 119
گھر سے گھر تک ...... دورہ مقبوضہ کشمیر 1988ء کے حالات 121
ایک یادگار محفل میلاد النبی ﷺ 127
گورنمنٹ ہائی سکول فتح پور تھنڈ ہار میں حاضری 129
الوداعی تقریبات بسلسلہ پروموشن پرنسپل ہائیر سیکنڈری سکول 131
ہائیر سیکنڈری سکول سنگولہ ...... پونچھ اپنا دیس 133
منجھلے بیٹے ماسٹر محمد اشفاق خان اور بیٹی معلمہ نازیل شوق کی شادیاں 135
گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول دھنواں ضلع کوٹلی میں 136
ملازمت سے ریٹائرمنٹ اور الوداعی تقریب 138
حج شریف کی سعادت فروری/ مارچ 2003ء 142
سفر سعادت 2003ء کی روداد 143
کچھ گہرے زخم 162
انجینئر بیٹے محمد اتفاق خان اور بیٹی مسرت شوق کی شادیاں 166
زخموں پر زخم 168
آزاد کشمیر سے مقبوضہ کشمیر تک (روداد، دورہ مقبوضہ کشمیر بہار 2008ء) 170
متفرقات: ا)۔ دنیا کے دھندے، ب)۔ زندگی کا سفر، ج)۔ اُس پار سے واپسی کے بعد،
د)۔ چند بزرگ و احباب، پسندیدہ مناجات، مرکزی گھکھڑ کنونشن میں مقالہ
حصہ دوم ...... تصویری یادیں

Marfat.com

ابتدائیہ

مَن کُجا و نغمہ کُجا سازِ سخن بہانہ ایست
سوئے قطار مے کشم ناقۂ بے زمام را

''یادیں انسان کا سرمایۂ حیات ہیں''

خودنوشت سوانح ایک قسم کی مستند تاریخ ہوتی ہے کیونکہ یہ کسی شخصیت کی ڈائری کی مانند ہے اور ڈائری میں کسی خاص وقت کا تجربہ اُسی وقت لکھا جاتا ہے۔ ڈائری کی سچائی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ڈائری گویا اپنے لئے لکھی جاتی ہے۔ اِس میں لکھنے والا اپنے آپ سے مخاطب ہوتا ہے۔ بقول مولانا عبدالستار طاہر مصنف رونقِ حیات میں سمجھتا ہوں کہ اِس دنیا میں جو آیا ہے اُس کو خلوص کے ساتھ اپنے تجربات، مشاہدات اور محسوسات قلمبند کر دینے چاہئیں تاکہ آنے والوں کے کام آئیں اور جانے والے کی زندگی آنے والوں کے لئے کارآمد ہو۔

ایسا کچھ کر کے چلو یاں...... کہ بہت یاد رہو

تاریخ قوموں کا تشخص ہوتی ہے۔ پہچان اور شناخت کی علامت مانی جاتی ہے جس طرح ہر فرد کو اپنے آباؤ اجداد کے حسب و نسب، کارہائے نمایاں وغیرہ جاننے کا تجسس ہوتا ہے ویسے ہی قوموں کو یہ شوق دامن گیر ہوتا ہے کہ وہ اپنے علاقے کے ماضی، اجداد کی تاریخ، تہذیب و ثقافت کے بارہ میں روشناس ہوں۔ تاریخ ہمیں گزشتہ نسلوں کے کارناموں، اُن کی عظمت، بہادری اور جواں مردی کا سراغ دیتی ہے جس سے مستقبل کی سمت کا تعین ہوتا ہے۔ تاریخ محض عروج و کمال کا نام نہیں۔ وقت کے دامن میں شکستیں، ہجرتیں اور اطاعتیں بھی پنہاں ہوتی ہیں۔ وقت ہر قوم سے حساب لیتا ہے۔ کسی بھی قوم کی ترقی اور نشو و نما کے لئے اُس کے ثقافتی اور تاریخی ورثے کا فروغ نہایت ضروری ہوتا ہے۔ آج جو حال ہے کل ماضی ہو کر تاریخ کی شکل اختیار کر جائے گا۔ قبائل کے عروج و زوال کی کہانی تاریخ کا اہم جزو ہوتا ہے۔ تاریخ قوم کا حافظہ

Marfat.com

ہوتا ہے۔ ماضی کا مطالعہ حال کو سمجھنے اور مستقبل کو بہتر بنانے میں بڑی مدد دیتا ہے۔ بزرگ نسل اپنے عمل سے جو روایات چھوڑتی ہے، نئی نسل اُن کو ہی بطور ورثہ اپناتی ہے۔ عہدِ حاضر کے شہری کے لئے ضروری ہے کہ وہ گذشتہ ادوار کی تاریخ کو سامنے رکھے کیونکہ اس سے اپنے اسلاف کے سنہری کارناموں کو یاد کر کے اور اُن کے نقشِ قدم پر چل کر اپنے طرزِ عمل سے اپنے بزرگوں کے اسمائے گرامی کو زندہ و تابندہ رکھیں۔ تاریخ ایک سائنس ہے۔ کسی بھی قوم کے ماضی کی داستان اِس کے لئے عروج و زوال کی روئیداد تاریخ کہلاتی ہے۔ جو قوم اپنی تاریخ بھول جاتی ہے دُنیا اُس کا جغرافیہ بھلا دیتی ہے۔ ایک مورخ کے بقول

''اگر انسان ماضی سے کٹ جائے تو وہ جاہل ہو جائے گا۔ قومیں فکر سے محروم ہو کر تباہ ہو جاتی ہیں۔ تاریخ قومی فریضہ ہے اِس کو اخذ کرنے کے لئے ایثار و قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ مشہور محقق وین ڈیلن کے مطابق ''تحقیق ایک محتاط تنقیدی جستجو ہے جس کی معرفت ان مسائل کا حل تلاش کیا جاتا ہے جو پوشیدہ ہوتے ہیں۔ قرآن پاک کی روشنی میں ''جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے وہ سب سے اچھا انسان ہے۔''

حدیث شریف میں آیا ہے۔ ''برکت تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے۔''

مقولہ: جو قومیں اپنے محسنوں کو بھلا دیتی ہیں وہ جلد مٹ جاتی ہیں۔ بقول حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ''سب سے بڑی خیانت قوم سے غداری ہے۔''

انسانیت ایک مشترکہ دولت ہے جس کی حفاظت کرنا تمام انسانوں کا کام ہے۔ حقائق کی تلاش میں بڑی محنت کارفرما ہوتی ہے۔ زندگی خدا کی امانت ہے جو ایک روز اُسے واپس کرنی ہے۔ انسان کی فکر، کردار اور شخصیت پر اُس کے حسب نسب کے گہرے اثرات ہوتے ہیں۔ انسان کو ہمیشہ ماضی سے لگاؤ رہا ہے۔

ایک مورخ کے مطابق ''وہ شریف النفس انسان تعریف و توصیف کے قابل ہے جو ماضی کے حقائق قلم بند کرتے وقت ایک منصف کی طرح محبت یا نفرت سے ممرّا رہے۔''

Marfat.com

بہرحال اپنے ماضی میں جھانکنے کی تمنا انسان کی فطری خواہش رہی ہے اور اِس کتاب کی اشاعت اِسی خواہش کا ایک حصہ ہے۔

؎ یادِ عہدِ رفتہ میری خاک کو اکسیر ہے
میرا ماضی میرے استقبال کی تفسیر ہے

انسان کو ہمیشہ ماضی سے لگاؤ رہا ہے اور یہی حالت مجھ ناچیز پر بھی صادق آتی ہے۔

؎ دامانِ باغباں سے کفِ گل فروش تک
بکھرے پڑے ہیں سینکڑوں عنوان میرے لئے

ابتدائی تعلیم گورنمنٹ پرائمری سکول ناڑ فیروزالاں اور میٹرک گورنمنٹ ہائی سکول سرن کوٹ مینڈر سے پاس کرنے کے بعد کچھ عرصہ بابو محکمہ تعمیرات عامہ پونچھ اور پھر 14 مئی 1959ء سے محکمہ تعلیم میں عملی زندگی کا آغاز کیا۔ پرائمری سکول تراڑ انوالی اور ٹی ٹی سکول پونچھ میں ڈیوٹی انجام دیتے رہے۔ سال 1965ء میں آزاد جموں وکشمیر میں ہجرت کی۔ 23 نومبر 1965ء سے محکمہ تعلیم آزاد جموں وکشمیر کا سفر شروع کیا اور جونیئر مدرس، سینئر مدرس، ہیڈ ماسٹر مڈل سکول، اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر، ہیڈ ماسٹر ہائی سکول اور پرنسپل ہائیر سیکنڈری سکول کے عہدوں پر کام کر کے مجموعی طور پر بیالیس سال چھ مہینے سترہ دن سروس کر کے ریٹائر ہوا۔ اِس عرصہ میں بے شمار مسائل و مشکلات کا شکار رہا جو کہ کتاب ہذا کے مطالعہ سے روشناس ہو سکتے ہیں۔

الحمدللہ کہ بحیثیت اُستاد ہر مرحلہ پر انسان دوستی اور محکمہ تعلیم کا وقار زیر نظر رہا۔ انتظام والصرام، درس و تدریس، اساتذہ کرام، طلباء اور عوام الناس سے تعلقات کما حقہ انجام دیئے۔ احباب و محکمہ میں نیک نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ہمیشہ دیانتداری اور فرض شناسی کو اولیت دی جس کی وجہ سے اطمینانِ قلب نصیب ہوا ہے۔ تعلیمی اداروں میں تقریبات منعقد کروانے کے علاوہ ٹیچرز ایسوسی ایشن تحصیل نکیال کا صدر، ہیڈ ماسٹرز ایسوسی ایشن ضلع کوٹلی کا جنرل سیکرٹری، مرکزی

Marfat.com

مجلس عاملہ کا ممبر اور ہیڈ ماسٹرز ایسوسی ایشن کا مرکزی ترجمان رہنے کے علاوہ انجمن اساتذہ جموں وکشمیر کی نصابی کمیٹی کا صدر اور میر پور ڈویژن کا صدر رہا۔ اِن سب میں اراکین تنظیم ہا کی فلاح و بہبود کے لئے کام کیا۔ کبھی بھی ذاتی مفاد کو آڑے نہیں آنے دیا۔ مذہبی عقائد میں راسخ العقیدہ سُنی حنفی بریلوی مسلک پر بحمدِ تعالیٰ کاربند رہا۔ اہلسنت وجماعت تحصیل فتح پور تھکیالہ کا ناظم، دارالعلوم قادریہ اسلامیہ فتح پور تھکیالہ کا جنرل سیکرٹری، مسجد کمیٹی وجامع مسجد انوار مدینہ بٹالہ کالونی کا صدر، جمعیت اشاعت اہل سنت پاکستان کا رُکن، آستانہ عالیہ شرق پور شریف ضلع شیخوپور پاکستان کا گدا اور مشائخ کرام وعلماء کرام اہل سنت جموں وکشمیر کا خادم رہا۔ مہاجرین جموں وکشمیر کی مختلف رفاعی تنظیموں میں کام کرتا رہا۔ ملکی اخبارات ورسائل میں مختلف عنوانات کے تحت مضامین، نظمیں، غزلیں، نعت شریف وغیرہ لکھیں۔ کتب سوانح عمری علامہ محمد یوسف خان قادری بٹالوی مرحوم مہتمم دارالعلوم اسلامیہ قادریہ فتح پور تھکیالہ۔ سوانح عمری مولانا محمد ابراہیم خان دُرّانی کابلی مرحوم تاریخی کتاب ''جموں وکشمیر کی پہاڑی ریاستیں'' حصہ اول چھپ چکی ہیں جبکہ ''میری یادیں''، ''تاریخ گکھڑاں جموں وکشمیر'' اور ''نغمات شوق'' شاعری زیرِ طبع ہیں۔ محکمہ تعلیم آزاد جموں وکشمیر سے کئی تعریفی اسناد اور سابق وزیر اعظم آزاد جموں وکشمیر کے دستِ مبارک سے غازی کشمیر ایوارڈ ملا۔ شاگردوں میں ڈاکٹر، انجینئر، وکلاء، جج، اساتذہ کرام، صدر معلمین، پروفیسرز، پرنسپل، انتظامی آفیسران، محکمہ مال، پولیس، تعلیم وغیرہ میں مصروف عمل ہیں۔ اہل خانہ میں ایک محنتی، صاف دل، کفایت شعار، مہمان نواز اور سب کا خیال رکھنے والی اہلیہ محترمہ مساۃ برکت بانو، چار بیٹے ماسٹر محمد اشتیاق ایم۔اے، بی۔ایڈ، ماسٹر محمد اشفاق خان ایم۔اے، بی۔ایڈ سول انجینئر، محمد اتفاق خان اور سب سے چھوٹے محمد ارفاق خان ہیں جبکہ تین بیٹیاں پرویز بیگم معلمہ، نازیل شوق معلمہ اور مسرت شوق شادی شدہ ہیں۔ پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کی مجموعی تعداد درجن بھر سے زیادہ ہے اللہ تعالیٰ ترقی دے۔ آمین

بزرگ احباب کی ایک لمبی فہرست ہے جو احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ بعض حوالوں سے

Marfat.com

کچھ کا ذکر کتاب میں آیا ہے باقی سے معذرت۔

مقبوضہ کشمیر علاقہ ناڑ فیروزالاں مینڈر میں مقیم اہل خاندان، دیگر برادریوں کے احباب بالخصوص دورہ بہار 2008ء میں ملنے والوں کا تہہ دل سے ممنونِ احسان اور ترقی درجات کا متمنی۔ میری یادوں کے لئے مواد، فوٹو وغیرہ دینے کا شکریہ۔ کتاب کے مندرجات میں کوئی سچ بات تلخ لگے تو نظر انداز کرنے کی گذارش۔ بحیثیت اُستاد سب سے پیار، سب سے محنت کرنے کی تلقین اور سب کی ترقی، درجات کی دُعا۔ کفایت شعاری، دیانتداری، فرض شناسی، بزرگوں کا ادب کرنے اور چھوٹوں سے پیار کر کے اُن کی زندگیاں دینی اور دنیاوی دونوں لحاظ سے سنوارنے، خدا تعالیٰ اور اُس کے رسولِ برحق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت دِل میں رکھنے اور اُن کی تعلیمات پر پُرخلوص عمل کرنے کی دِلی استدعا۔ بقول مشہور شاعر و ادیب پروفیسر محمد اکرم طاہر

''اچھے اُستاد کو ریٹائر ہو کر پیر و مُرشد کا منصب حاصل ہو جاتا ہے۔ شاگردوں کا ادب واحترام مجھے اِس قول کی صداقت کا پتہ دیتا ہے۔''

ڈوبنا شرط ہے دریائے تجسس میں رضاؔ
ورنہ منہ کا نوالہ، دُر نایاب نہیں

۳۰ جون 2008ء

محمد فضل شوق
بنالہ کالونی نکیال
آزاد جموں وکشمیر

Marfat.com

پیدائش/علاقائی منظر

موضع بھاٹہ دھوڑیاں علاقہ ناڑ فیروزالاں تحصیل مینڈر ریاست پونچھ۔

ریاست پونچھ کشمیر کی پہاڑی ریاستوں میں ایک قدیم ریاست ہے جس پر ایک عرصہ تک گھش خاندان، مسلمانوں، سکھوں اور ڈوگروں نے حکومت کی۔ قدیم زمانہ میں ریاست پونچھ دریائے پونچھ، توشی اور اِس کے معاونوں کے درمیان واقع تھی۔ شمال میں کوہ پیر پنجال، مغرب میں دریائے جہلم، جنوب میں میدانوں اور مشرق میں راجوری کے درمیان واقع تھی۔ اِس ریاست کا قدیم نام پرونس تھا جس سے پونچھ کا لفظ نکلا ہے۔ اِس ریاست کا قدیم دارالخلافہ قصبہ پونچھ کے شمال مشرق میں لوہر کے مقام پر تھا۔ آج کل لوہریں کہتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں اِس علاقہ میں عظیم گھش خاندان آباد تھا۔ اِس لئے راجوری اور لوہر کے راجگان (گھش راجگاں) کہلاتے تھے۔ ہیون سانگ کے مطابق پرونس کا نام اِس تمام پہاڑی ریاست کے لئے مشہور ہوگیا جو اُس زمانہ میں معاون کشمیر تھی۔ ریاست لوہر کی بنیاد مقامی سردار نارا نے رکھی جو گھش خاندان سے تھا۔ کلہن نے پرونس کی بنیاد رکھنے کے سلسلہ میں للتادتیہ کا ذکر کیا ہے مگر پرونس کا نام للتادتیہ سے بہت پہلے کا ہے۔ گھش خاندان نے کشمیر پر قبضہ کرکے اُس پر حکمرانی کی ہے۔ اِس طرح پرنتوس یعنی پونچھ کی سرحدیں پھیلتی اور سکڑتی رہی ہیں۔ پرونس کا ذکر تاریخ کشمیر میں بارہا آیا ہے۔ ہیون سانگ، فرشتہ، کلہن وغیرہ مورخین نے ذکر کیا ہے۔ یہ ریاست صدیوں پرانی ہے۔ پونچھ پر مدتوں مختلف حکومتیں برسرِاقتدار رہیں۔ ہندوؤں کا عرصہ کافی لمبا ہے۔ مسلمانوں نے تقریباً پانچ سو سال حکومت کی۔ پونچھ کا علاقہ نہایت سرسبز و شاداب و حسین خطہ ہے۔ یہ وادی کشمیر کے عین جنوب میں ہے جو پیر پنجال کے دامن میں پُر کیف قدرتی مناظر کی حامل ہے۔

اگرچہ اِس علاقہ پر مسلمانوں کی باضابطہ حکومت قائم ہونے سے قبل بھی مسلمان گکھڑ قوم کے حملوں کا ذکر ملتا ہے تاہم مورخین نے مسلمان دورِ حکومت 1452ء تا 1819ء تصور کیا ہے۔ مسلمان خاندان کا بانی راجہ مان سنگھ راٹھور تھا جس کے بیٹے سلطان سراج الدین کے نام سے

Marfat.com

حکومت کی ابتداء کر کے راٹھور خاندان حکمراناں پونچھ کی بنیاد ڈالی۔ تاریخ پونچھ کے مصنف خوش دیو مسینی نے 1452ء تا 1819ء مسلمانوں کا دور لکھا ہے۔ اِس دوران پونچھ کا علاقہ دو حصوں میں تقسیم تھا۔ مشرقی حصہ وادی پنج سراں مینڈر پر جاگیردار حکومت کرتے تھے جو کم وبیش 1819ء تک قائم رہی۔ اِس سال مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کشمیر پر حملے کے وقت وادی پنج سراں ناڑ کے حکمران زبردست خان فیرزال گکھڑ اور پونچھ کے گوجر حکمران میر باز کو شکست دے کر پونچھ کے سارے علاقہ پر قبضہ کرلیا۔

یہ سلسلہ 1846ء کے معاہدہ امرتسر تک برقرار رہا جبکہ سکھ دورِ حکومت ختم ہوا اور ڈوگروں نے اِس علاقہ میں آپ راجی کا خاتمہ کیا۔ 1850ء میں ایک معاہدہ کے تحت پونچھ کا علاقہ راجہ دھیان سنگھ کے فرزند موتی سنگھ کو عطا ہوا اور جموں وکشمیر سے علیحدہ ریاست پونچھ قائم ہوئی۔ آپ راجی کے زمانہ میں پونچھ میں سُدھن، ملدیال، تیزیال، فیروزال، ڈولی، ڈومال، خواجگان، ڈھونڈ، تھکیال، گوجر وغیرہ اقوام نے حصے بخرے کر لئے تھے۔

مہاراجہ موتی سنگھ ڈوگرہ کی قائم کردہ ریاست پونچھ چار تحصیلوں پر مشتمل تھی۔ تحصیل سدھنوتی، تحصیل باغ، تحصیل حویلی، تحصیل مینڈر، ریاست پونچھ کا کل رقبہ 1627 مربع میل تھا۔ اِس سے قبل آپ راجی کے زمانہ میں تحصیل سدھنوتی میں سُدھن اور بڑھن قوم کے مختلف قبائل قابض ہو گئے۔ تحصیل باغ میں ڈھونڈ، تیزیال اور ملدیالوں نے قبضہ کرلیا۔ صدر پونچھ پر علاقہ کہوٹہ سے دیگوار تک راٹھور راجگان سدھرون کی راجگی قائم رہی۔ پونچھ صدر مقام کے نزدیک شمس خان ملدیال نے اپنی حکومت کا اعلان کردیا۔ حویلی میں بھی راٹھور اور گوجروں وغیرہ نے قبضہ کرلیا۔

تحصیل مینڈر

یہ تحصیل 1947ء سے قبل درہ پیر پنجال سے منڈہول تک 35 میل لمبی ہے اور اِس کی چوڑائی 8 میل سے 15 میل تک ہے۔ تحصیل قدرتی طور پر وادی سُرن اور وادی مینڈر میں منقسم ہے۔ اِس کا کل رقبہ 372 مربع میل ہے۔ اِس میں 75 گاؤں ہیں۔ نالہ سُورن اور نالہ

Marfat.com

مینڈر اِس کے دو مشہور نالے ہیں۔ وادی سُورن کی آب و ہوا سرد اور وادی مینڈر کی گرم ہے۔

وادی سُرن میں گوجر، ملک، گکھڑ، سید، منہاس، جرال، برہمن، افغان وغیرہ قبائل بستے ہیں جبکہ وادی مینڈر میں فیروزال، تھکیال، ڈومال، ملک، پٹھان، برہمن، منگھرال، سید، مغل اور گوجر وغیرہ رہتے ہیں۔ 1947ء سے پہلے علاقہ تھکیالہ پڑاواہ بھی تحصیل مینڈر ریاست پونچھ میں شامل تھا۔ اِس کے 24 گاؤں ہیں۔ یہ علاقہ 14 میل لمبا اور 11 میل چوڑا ہے۔ کل رقبہ ساڑھے 93 مربع میل ہے۔ اِس علاقہ کی بڑی قومیں تھکیال، ڈومال، گوجر اور ملک ہیں۔ دیگر اقوام کی بھی معمولی آبادی پائی جاتی ہے۔

1947ء کے بعد تحصیل مینڈر کے کچھ حصے علاقہ تھکیالہ پڑاواہ موجودہ تحصیل فتح پور تھکیالہ و دیگر علاقے آزاد جموں و کشمیر میں آ گئے ہیں جبکہ وادی مینڈر اور سُرن پر مشتمل علیحدہ علیحدہ دو تحصیلیں مینڈر اور سُرن کوٹ بن چکی ہیں۔

علاقہ ناڑ فیروزالاں تحصیل مینڈر

یہ علاقہ تحصیل مینڈر کے تحصیل ہیڈ کوارٹر دھرم سال مینڈر سے تین چار میل مشرق کی جانب نالہ مینڈر کے دونوں جانب دیہات ہرنی، گلھوتہ، نکہ منجھاڑی، ناڑ خاص، کلر موہڑہ، بھانہ دھوڑیاں، سنگھوٹ وغیرہ پر مشتمل ہے۔ اِس علاقہ میں صدیوں سے فیروزال گکھڑ قوم کی اکثریت آباد ہے جس کی وجہ سے یہ علاقہ ناڑ فیروزالاں کے نام سے موسوم ہے۔ یہ قوم گکھڑوں کی مشہور شاخوں سکندرال، بگیال، آدمال، فیروزال وغیرہ میں سے ایک ہے جنہوں نے علاقہ پوٹھوار بشمول میر پور، اندرہل وغیرہ پر 412ھ تا 1186ھ تقریباً 774 سال تک حکومت کی۔ فیروزال قوم کے جدِ امجد سلطان فیروز خان گکھڑ جن کے نام پر فیروزال قوم منسوب ہے۔

تاریخ گکھڑاں و دیگر تاریخی کتب کے مطابق تقریباً 859ھ میں سلطان سکندر خان حکمران پوٹھوار نے اپنے چھوٹے بھائی فیروز خان کو بغاوت کے شبہ میں گرفتار کر کے کشمیر کے بادشاہ کے پاس روانہ کر دیا لیکن کشمیر کے بادشاہ سلطان زین العابدین عرف بڈشاہ نے فیروز خان

Marfat.com

کو قید رکھنے کے بجائے عزت و احترام سے رکھا اور علاقہ مینڈر جاگیر میں دے دیا جہاں آ کر انہوں نے نکہ منجہاڑی میں محلات وغیرہ تعمیر کیے اور عرصہ پانچ سال تک اس علاقہ میں رہے۔ یہ بات تاریخ کا حصہ ہے کہ مشہور گکھڑ جرنیل جسرتھ خان نے سلطان زین العابدین کے بڑے بھائی کشمیر کے بادشاہ علی شاہ کو شکست دے کر شاہی خان یعنی سلطان زین العابدین کو تخت کشمیر حاصل کرنے میں مدد دی تھی۔ جسرتھ خان گکھڑ سلطان گل محمد خان گکھڑ کے بھائی اور فیروز خان کے چچا تھے اور جسرتھ خان کے دو بیٹے جنرل کمال خان گکھڑ اور جنرل ابراہیم خان گکھڑ سلطان زین العابدین کی فوج میں جرنیل تھے۔ جنرل کمال خان گکھڑ قلعہ تھروچی گل پور علاقہ کوٹلی میں تعینات تھے جہاں اُن کے چچازاد بھائی فیروز خان بھی اکثر رہائش رکھتے تھے۔ آخر پانچ سال کے بعد جرنیل بھائیوں و دیگر برادری کی مدد سے انہوں نے بڑے بھائی سکندر خان حکمران پوٹھوہار کے خلاف جنگ چھیڑ دی۔ کافی قتل و غارت کے بعد سلطان سکندر خان حکومت چھوڑ کر دریام کی طرف چلے گئے اور فیروز خان نے پوٹھوہار کی حکومت پر قبضہ کر کے سلطان فیروز خان کے طور پر 869ھ تا 881ھ کل بارہ سال تک حکومت کی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان فیروز خان نے قلعہ تھروچی علاقہ کوٹلی قیام کے دوران کوٹلی کے منگھرال خاندان کے رئیس کی بیٹی سے شادی کی جس میں سلطان زین العابدین بادشاہ کشمیر، ملک مسعود ٹھاکر وزیر اعظم کشمیر اور اعلیٰ حکام نے شرکت کی۔ پوٹھوہار واپس جانے کے وقت اُنہوں نے اپنے نابالغ بیٹے متولی خان اور اُس کی ماں کو نکہ منجہاڑی مینڈر جاگیر پر قائم رکھا اور پہلی بیوی کے پانچ بیٹے تاتار خان، جھنڈا خان، دولت خان، دینا خان، عیسیٰ خان علاقہ پوٹھوہار میں رہے۔

سردار متولی خان کی اولاد علاقہ ناڑ فیروز الال دیہات سنگھوٹ، بھاٹہ دھوڑیاں، ناڑ خاص، کلر موہڑہ، نکہ منجہاڑی، گلھوتہ، ہرنی اور کچھ نقل مکانی کر کے منکوٹ، پونچھ، پمروٹ، چڑالاں، درابہ وغیرہ میں آباد ہیں اور برسرِ اقتدار چلے آ رہے ہیں۔ مختلف وقتوں میں جاگیر کا سلسلہ پشت در پشت جاری رہا۔ چنانچہ اٹھارویں صدی عیسوی میں جب پونچھ کی مرکزی حکومت

Marfat.com

کمزور ہوگئی تو اپنی خودمختار حکومت قائم کر کے قلعے وغیرہ تعمیر کیے۔ مشہور و معروف راجہ زبردست خان نے 1819ء میں سکھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوجوں کا مقابلہ کیا اور راجہ اگر خان جرال اور راجہ زبردست خان فیروزال، راجہ میر باز خان حکمران پونچھ کی حکومتوں کا خاتمہ ہوا۔ راجہ زبردست خان کے بیٹے سردار ہاشم علی خان نے آپ راجی کے زمانے میں علاقہ مینڈر پونچھ میں حکومت قائم رکھی جنہیں 1846 کے معاہدہ امرتسر کے ذریعہ مہاراجہ گلاب سنگھ کو اقتدار ملنے پر انگریزوں اور سکھوں کی فوجوں نے ملک بدر کر کے حکومت چھین لی اور سردار ہاشم علی خان نور پور شاہاں ضلع راولپنڈی میں رہائش پذیر ہوئے۔ انگریزوں نے اُن کے حق میں بحیثیت سٹیٹ رولر پنشن مقرر کی۔ ان کی اولاد نور پور شاہاں نزد دربار عالیہ امام برّی رحمتہ اللہ علیہ آباد ہے۔ بقیہ قوم فیروزال علاقہ ناڑ فیروزالاں میں آباد چلی آ رہی ہے۔ ڈوگرہ حکومت نے دلجوئی کے لئے دیہات ناڑ فیروزالاں کی نمبرداریاں وغیرہ عطا کیں جو کہ اب تک قائم ہیں۔ موجودہ زمانے کے مطابق کاروبار زندگی، سیاست، معیشت، ملازمت وغیرہ میں حصہ لے کر بہ وقار زندگی بسر کر رہے ہیں۔

راقم الحروف محمد فضل شوق بن سردار فرمان علی خان بن سردار گوہر خان نمبردار موضع بھاٹہ دھوڑیاں علاقہ ناڑ فیروزالاں تحصیل مینڈر ریاست پونچھ کشمیر میں مورخہ یکم دسمبر سن انیس صد اکتالیس (1-12-1941) عیسوی میں پیدا ہوا۔ ذاتی طور پر سلطان فیروز خان گوت فیروزال کے حوالے سے شجرہ نسب ذیل ہے۔

محمد فضل شوق بن فرمان علی خان بن گوہر خان بن شمس خان بن سلطان خان بن پینڈا خان بن جیا خان بن بہادر خان بن محمد صالح خان بن سردار ملو خان بن سردار پنجاب خان بن سردار متولی خان بن سلطان فیروز خان گوت فیروزال۔

(نوٹ): فیروزال گکھڑاں علاقہ ناڑ فیروزالاں تحصیل مینڈر پونچھ کی چند شاخ ہائے کلاں کا شجرہ نسب نیچے درج کیا جا رہا ہے۔ تفصیل کے لئے میری کتاب ''جموں و کشمیر کی پہاڑی ریاستیں'' حصہ اول کا مطالعہ فرمائیں۔

Marfat.com

شجرہ نسب گوت فیروزال گکھڑاں علاقہ ناڑ فیروزالاں تحصیل مینڈر ریاست پونچھ کشمیر

قابل شاہ ← گکھڑ شاہ ← نج شاہ ← مہپال خان ← مومن خان ← عاصی خان ← راجڑ خان
سپہر خان ← منگ خان ← لوہر خان ← مکھن خان ← قدو خان ← سلطان گل محمد خان

سلطان گل محمد خان ↓
- سکندر خان
- فیروز خان
- بگا خان
- بیر خان

فیروز خان ↓
- تاتار خان — لاولد
- دولت خان — علاقہ سکھو
- متولی خان — مینڈر
- دینا خان — جمال رنگولہ
- جھنڈا خان — راولپنڈی
- عیسیٰ خان — گوجر خان

متولی خان ↓
- فرقداد خان
- پنجاب خان

پنجاب خان ↓
- گلاب خان ← نادو خان ← سیف اللہ خان ← مل خان ← پیندا خان ← معزاللہ خان
- ملو خان ← محمد دلیل خان

محمد دلیل خان ↓
- مٹھا خان
- محمد صالح خان ← بہادر خان ← جیا خان ← پیندا خان ← سلطان خان (آگے)

مٹھا خان ↓
- شیرا خان ← سرمست خان
- معظم خان ← زبردست خان
- عظمت اللہ خان ← منصور خان

زبردست خان ↓
- اکبر علی خان (آگے)
- ہاشم علی خان (آگے)

Marfat.com

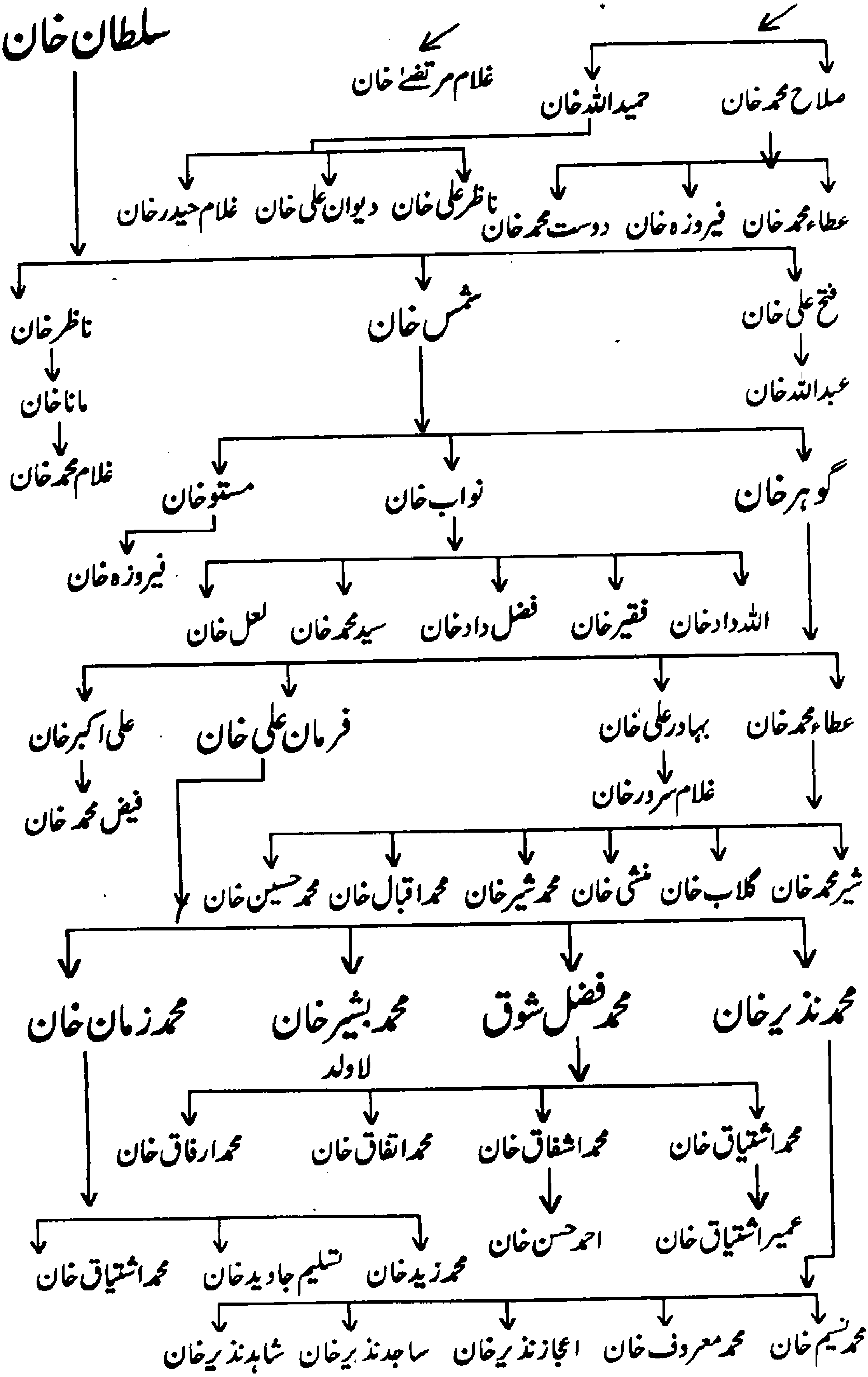

84094

Marfat.com

علاقے کی سیاسی اور معاشرتی حیثیت

1819ء سے قبل جموں وکشمیر کی پہاڑی ریاستوں پر مختلف قوموں کی خودمختار حکومتیں تھیں۔ ریاست بھمبر میں راجہ سلطان خان چب، پوٹھوہار میرپور میں راجہ مقرب خان گکھڑ کے ورثاء، راجوری میں راجہ اگر خان جرال، مینڈر میں راجہ زبردست خان فیروزال گکھڑ، پونچھ میں راجہ میر باز گوجر، سدھرون میں راجہ شیر باز خان راٹھور، مظفرآباد میں راجہ زبردست خان مظفرآبادی اور کوٹلی میں راجہ شہسوار خان منگھرال حکومت کرتے تھے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سکھ فوجیوں نے مقامی حکمرانوں کو یکے بعد دیگرے شکست دے کر کشمیر پر قبضہ کرلیا۔ 1819ء تا 1846ء کا ستائیس سالہ سکھ دورِ حکومت علاقے کی تباہی و بربادی کا دور تھا۔

ہر طرف لوٹ مار، ظلم وستم اور بے راہ روی کا دور دورہ تھا۔ سکھوں نے بالخصوص مسلمانوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا اور اُن کی ماضی کی عظمت کو پارہ پارہ کیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد مرکزی سکھ حکومت کے کمزور ہوتے ہی مقامی قوموں نے اقتدار پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ سکھوں کی انگریزوں کے ہاتھوں شکست کے بعد میاں گلاب سنگھ ڈوگرہ نے جنہیں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے 1822ء میں جموں کا علاقہ جاگیر میں دیا ہوا تھا۔ انگریزوں سے ساز باز کر کے معاہدہ امرتسر 16 مارچ 1846ء کی رُو سے جموں وکشمیر کا علاقہ پچھتر لاکھ نانک شاہی کے عوض خرید لیا اور انگریزوں کی مدد سے جموں وکشمیر کی لگ بھگ پچیس ریاستوں پر یکے بعد دیگرے قبضہ کر کے ریاست جموں وکشمیر کی بنیاد ڈالی۔ علاقہ پونچھ کاغذی طور پر راجہ دھیان سنگھ برادر اکبر میاں گلاب سنگھ کے بیٹوں کی جاگیر تھی اِس پر بھی گلاب سنگھ نے قبضہ کرلیا۔ چنانچہ دھیان سنگھ کے بیٹوں نے انگریز حکومت کے پاس اپنے حقوق کے حصول کے لئے دعویٰ دائر کیا۔ چنانچہ انگریز حکومت کے ثالثی فیصلہ کے بعد 1950ء میں علیحدہ ریاست پونچھ کا قیام عمل میں آیا۔ میاں گلاب سنگھ کا بھتیجا اور میاں دھیان سنگھ کا بیٹا راجہ موتی سنگھ نئی ریاست کا پہلا راجہ بنا۔ ان کے بعد راجہ بلدیو سنگھ بن راجہ موتی سنگھ، راجہ سکھدیو سنگھ بن بلدیو سنگھ اور راجہ جگت دیو سنگھ بن راجہ بلدیو سنگھ یکے بعد

Marfat.com

ڈوگرے 1935ء تک ریاست پونچھ کے حکمران رہے۔ اِس کے بعد ریاست جموں وکشمیر کے مہاراجہ ہری سنگھ نے ریاست پونچھ کا الحاق ریاست جموں وکشمیر سے کرلیا۔

ڈوگروں نے ایک صدی تک اِس علاقہ میں حکومت کی تھی۔ اُن کی طرزِ حکومت شخصی تھی جس میں مہاراجہ کی حکومت کے مفاد میں فیصلے کیے جاتے تھے۔ سکھ شاہی دور کی تباہی کے بعد ڈوگرہ دورِ حکومت میں معاشی بدحالی، افراتفری اور تعلیمی پسماندگی کا دور دورہ رہا۔ رعایا بالخصوص مسلمانوں کے لئے سخت قوانین بنائے گئے تھے بے گار لی جاتی تھی۔ حکومت کا کام چلانے کے لئے آپ راجی کے دور کی حکمران قوموں کے بااثر حضرات کو جاگیریں، ذیلداریاں اور نمبرداریاں وغیرہ مراعات دے کر اپنا معاون بنایا گیا تھا۔ عوام الناس کی معاشرتی، معاشی اور تعلیمی حالت دگرگوں تھی۔ بعض مراعات کے بل بوتے پر جاگیردار، ذیلدار، نمبردار وغیرہ غریب عوام کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے تھے۔ معاشی حالت دن بدن خراب ہو رہی تھی۔ تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی۔ پونچھ راجدھانی میں ایک کالج اور چند سکول تھے۔ باقی ریاست میں جہاں کہیں ہندو آبادی تھی وہاں پر پرائمری/مڈل سکول اِکا دُکا دیئے گئے تھے۔ چنانچہ 1947ء سے قبل تحصیل مینڈر بھر میں دو مڈل سکول ایک دھرم سال مینڈر اور دوسرا سرن کوٹ میں تھا۔ چند پرائمری سکول درابہ، ہرنی وغیرہ میں ہندو آبادی کے نزدیک قائم تھے حتیٰ کہ پرائیویٹ طور پر سکول قائم کرنے کے لئے راجہ پونچھ سے پیشگی اجازت لینا پڑتی تھی۔

علاقہ ناڑ فیروزالاں کی تعلیمی حالت

اِس علاقہ میں کوئی تعلیمی ادارہ نہیں تھا۔ چنانچہ ہمارے بزرگوں راقم الحروف کے تایا جان سردار عطا محمد خان نمبردار بھاٹہ دھوڑیاں اور والدم سردار فرمان علی خان نے وادی سُرن میں درابہ کے مقام پر پرائمری تعلیم حاصل کی۔ کلر موہڑہ کے سردار پینڈا خان، سردار سید محمد خان پسران سردار دیوان علی خان وغیرہ نے پرائمری سکول ہرنی سے پرائمری تعلیم حاصل کی حالانکہ علاقہ ناڑ فیروزالاں کے ساتھ نمبردار فیروزال برادری سے تھے اور حکومت پونچھ کے ساتھ اُن کے

Marfat.com

تعلقات بھی مناسب تھے۔ 1925ء میں نمبرداراں علاقہ ناڑ فیروزالاں بالخصوص سردار عبداللہ خان نمبردار ناڑ خاص کی کوششوں سے مہاراجہ پونچھ نے پرائیویٹ پرائمری سکول کھولنے کی اجازت مرحمت فرمائی جو کہ سردار سید حسن خان تحصیلدار مینڈر کی خصوصی رپورٹ کی مرہون منت تھی۔

اِس سکول کو پرائیویٹ طور پر اپنی مدد آپ کے تحت چلایا گیا۔ نمبرداراں ماسٹر صاحب کی تنخواہ نقد جنس وغیرہ میں ادا کرتے تھے۔ ماسٹر فیروز دین خان آف بھمبر گلی سال 1935ء تک پرائیویٹ طور پر پڑھاتے رہے۔ 1935ء میں اِس سکول کو سرکاری تحویل میں لیا گیا اور سال 1947ء تک علاقہ ناڑ فیروزالاں کے سات آٹھ دیہات کی آبادی کے لئے واحد گورنمنٹ پرائمری سکول ناڑ دھوڑیاں ہی رہا۔ اسی ادارہ سے راقم الحروف نے بھی ابتدائی تعلیم کا آغاز کیا۔

بچپن کا زمانہ

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے راقم الحروف یکم دسمبر 1941ء کو سردار فرمان علی خان بن سردار گوہر خان نمبردار بھاٹہ دھوڑیاں کے گھر پیدا ہوئے۔ موضع بھاٹہ دھوڑیاں وادی مینڈر کے مشرق میں آخری گاؤں ہے۔ اس کے پیچھے گجاں پہاڑی، پرت پال، جنو پہاڑی وغیرہ جنگلات اور ڈھوکیں ہیں۔ بھاٹہ دھوڑیاں، بھاٹہ کوٹ کے پاس سردار سیف اللہ خان المعروف سوفی خان فیروزال کی اولاد دراولاد رہائش پذیر ہے۔ یہ وہی سوفی خان ہیں جن کی لڑائی مقدم نورا چیچی سے ہوئی تھی اور اِس لڑائی کی گوجری زبان میں بارِیعنی رزمیہ نظم اِس علاقہ میں زبان زدِعام ہے۔

تاریخ پونچھ کے مصنف شری خوش دیو مینی نے ''صوفی خان فیروزال اور چوہدری نورا چیچی کی لڑائی۔'' کے عنوان سے اِس لڑائی کے حالات تحریر کیے ہیں۔ پُشت در پُشت روایات بھی موجود ہیں۔ مزید برآں سردار سلطان خان فیروزال کی اولاد دراولاد بھی اِس گاؤں میں آباد اور پُشتوں سے نمبردار چلے آ رہے ہیں۔ بھاٹہ میں بیرو خان، ہاشو خان، راجو خان، علی گوہر خان قوم ڈومال کے چار گھر، شاہولی خان بکپال، لالہ گوجر اور تکیہ کے نزدیک بابا ماموں مرحوم، عزیزہ

Marfat.com

وغقارہ کشمیری اور بھاٹہ میں خواجہ سلطان جو کے گھر ہیں۔ ہٹاں میں بابا فیروز لوہار، بابا نخی ترکھان، بابا جھلا وشیرا برادراں، سبحانہ، عقلا کشمیریوں کے گھر ہیں د۔ دھوڑیاں گلی کی طرف ٹڈیالہ میں چوہدری صاحب، فیروزہ وغیرہ گوجر اور گلی کے نزدیک بابا چھتہ فضلا وغیرہ کل آٹھ دس گھر ہیں۔ شرقی دھوڑیاں کی جانب جمعہ، لسہ، حبیب، محمد ا۔ رست لتاں، رست شیخ، بابا عارفہ، جمعہ، خوجہ، فتح وغیرہ اور چنانی نابن میں رست، محمد ا۔ حبیب وغیرہ کشمیری اولا د در اولا د آباد ہیں۔ سنگھوٹ گلی کے ساتھ سُلا وغلامان مغل، میر رہائش پذیر تھے۔ اب اُن کی اولادیں ہیں۔ بقیہ فیروزال برادری کے افراد ہیں۔

گاؤں کے لوگوں کی مالی حالت اچھی نہیں تھی ۔ زمین بہت کم تھی ۔ لوگ مال مویشی، بھینس، بھیڑ بکریاں، گائے وغیرہ پال کر گزارہ کرتے تھے ۔ فیروزالوں کے پاس اراضی زیادہ تھی لیکن ان میں بھی غربت کی کمی نہ تھی ۔ نمبرداروں کا کنبہ اراضیات، مال مویشی وغیرہ کے لحاظ سے خوشحال تھا۔ دراصل اس زمانے میں سردار، چوہدری، خان، نمبردار، ذیلدار وغیرہ کے پاس پچاس پچاس بھینسیں، گائے بیل، بھیڑ بکریاں اور اراضیات وغیرہ ہوتی تھیں اور یہی بڑا ہونے کا معیار تھا۔ آج کل معیار کار، کوٹھی اور بینک بیلنس قرار دیا گیا ہے۔ بات دور چلی گئی ۔ گاؤں کی برادریوں کا آپس میں حد درجہ کا تعاون اور پیار ومحبت اور ہم آہنگی تھی ۔ بڑے بڑے کاموں، بیاہ شادی، مکان کی تعمیر، گھاس کٹائی لتیری وغیرہ میں اکٹھے ہو کر بلا معاوضہ کام کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے ۔ ایک دوسرے کے دُکھ درد میں حصہ لیتے تھے ۔ غریبوں کی ہر ممکن مدد کرتے تھے ۔ صاحب حیثیت لوگ جنس مکئی دھان وغیرہ غریبوں کو اُدھار دیا کرتے تھے اور ماہ منگھر میں فصل پر واپس لیتے تھے ۔ زیادہ غریبوں کو مفت مدد بھی کی جاتی تھی ۔

ہمارے بزرگ والد صاحب سردار فرمان علی خان، تایا سردار عطا محمد خان نمبردار بھاٹہ دھوڑیاں، تایا بہادر علی خان اور چچا علی اکبر خان چار بھائی تھے اور شادیوں کے بعد کثیر اولاد ہونے تک بھی کٹھے ہی رہائش اور ایک دستر خوان پر کھانا کھاتے تھے۔ آخرکار دادا محترم سردار گوہر خان

Marfat.com

مرحوم نے اپنے بیٹوں عطا محمد خان، علی اکبر خان کو ذاتی مکان منڈاڈپلی میں رکھا اور بہادر علی خان کو پٹیاں اور والد صاحب کو موہڑہ منجا کھنا مکانات دے کر علیحدہ کیا۔ امی بتایا کرتی تھیں کہ چار بڑی بہنیں فیروز بانو، سرور بانو، عطر بانو، صندل بانو اور بڑے بھائی سردار محمد نذیر خان جائنٹ فیملی مکان داداجان میں پیدائش ہیں اور راقم الحروف نئے مکان منجا کھنا میں پیدا ہوا ہے۔ پیدائش کے دور میں چار بڑی بہنیں، ایک بڑا بھائی اراضیات، بھینیس، گائے بیل، گھوڑے، بھیڑ بکریاں، نوکر، کاشت کار وغیرہ خاصا جنجال تھا۔ گھریلو کاموں میں والدہ صاحبہ کی مدد بڑی بہنیں، کاشت کاروں کی عورتیں، ہمسائیاں وغیرہ بھی کرتی تھیں خصوصاً خالہ عشمی، خالہ مالو اور خالہ زونی گھریلو کاموں میں خاصی مدد کرتی تھیں۔ اللہ مغفرت کرے کہ یہ بڑی نیک کشمیری خواتین تھیں اور ہمیں اپنے بچوں سے بھی زیادہ پیار کرتی تھیں۔ علاوہ ازیں والدہ محترمہ بڑی فراخ دل، مہمان نواز اور غریبوں کا خیال رکھنے والی بوا یعنی بڑی بی تھیں۔ ہمارے علاقے میں سرداروں، نمبرداروں کی بیگمات کو بوا اور بڑے چوہدریوں کی بیویوں کو بھری کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ یوں تو میری پیاری امی کی غریب پروری کی بہت سی مثالیں ہیں، طوالت سے بچنے کے لئے صرف ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے۔

بابا فتح محمد گوجرا اور اُس کا چھوٹا بھائی مجھے نام یاد نہیں رہا ہمارے ہاں نوکر تھے۔ بابا فتح محمد کی کوئی اولاد نہ تھی۔ چھوٹے بھائی کی دو چھوٹی چھوٹی بیٹیاں نگی، حسیناں اور ایک شیر خوار بچہ صدر دین المعروف صدرا تھے جبکہ وہ دونوں میاں بیوی چھ چھ ماہ کے وقفہ کے بعد وفات پا گئے۔ قائی صاحبہ یعنی بابا فتح محمد کی بیوی بھی وفات پا چکی تھیں۔ اب بچے بچیوں کو پالنے والا کوئی نہیں تھا۔ والدہ محترمہ نے ان تینوں کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ صدر دین کو اپنی بیٹی کے ساتھ دودھ پلانا شروع کیا۔ جب بچیاں بڑی ہوئیں تو انہیں اپنے خرچ پر اپنے گھر باراتیں بلا کر موضع نارہ دھروتی علاقہ تھکیالہ پڑاواہ محلہ بھرّ والاں میں شادیاں کر کے دے دیا اور جملہ اخراجات زمانہ کے رواج کے مطابق جہیز وغیرہ بھی دیا۔ یہ بہنیں 1947ء تک ہمارے ہاں ہی امی صاحبہ کے پاس ملنے جاتی رہیں۔ ان کی اولاد موضع نارہ موہڑہ بھرّ والاں تحصیل فتح پور تھکیالہ ضلع کوٹلی میں موجود ہے۔ ان

Marfat.com

کے بیٹے صوفی وزیر محمد چوہدری وغیرہ راقم الحروف کو ماموں جان کہہ کر پکارتے ہیں۔ 1965ء میں ہجرت کے بعد ان بہنوں سے میری ملاقات ہوتی رہی۔ اب دونوں وفات پا چکی ہیں۔ ان کے بیٹے، بیٹیاں اولاد در اولاد موجود ہے۔

قبلہ والد محترم مہمان نواز، فیاض اور غریبوں کے ہمدرد اور دیندار تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور تہجد گزار تھے۔ اُس زمانہ کے پرائمری پاس، عربی، فارسی پڑھے لکھے مولوی ٹائپ تھے اور گاؤں میں غیر شرعی رواجوں کو ختم کرنے کے درپے رہتے تھے۔ اس ضمن میں اہل برادری گاؤں کے دیگر لوگ ان کا بے حد احترام کرتے تھے۔ بالالفاظ دیگر وہ ننگی تلوار تھے اور دین کے معاملے میں کوئی کج روی برداشت نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے ہم بہن بھائیوں کو گھر پر ہی قرآن پاک، فارسی و دیگر عقائد کی کتابیں پڑھائیں۔ پکے راسخ العقیدہ سُنی مسلمان تھے اور غالباً پیر سید حبیب اللہ شاہ صاحب پرونڈی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ اوائل عمر سے ہمیں صوم وصلوٰۃ کی پابندی کی عادت ان کی مار کے ڈر سے پڑی۔ خصوصاً صبح کی نماز کے لئے آواز دے کر جگاتے تھے۔ اب بھی جبکہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں ان کے جگانے اور اسلامی احکام پر عمل کرنے کی آواز کانوں میں گونجتی ہے۔ ہمارے علاقہ میں دادا محترم سردار گوہر خان نمبردار بھاٹہ دھوڑیاں اور سردار عبداللہ خان نمبردار ناڑ خاص نے دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے خاصی کوششیں کیں۔ دینی تعلیم کے لئے مولانا محمد ابراہیم خان درانی کابلی رحمتہ اللہ علیہ کو اراضی جگہ اور مکان بنوا کر دیا۔ اپنے بیٹوں اور دیگر علاقہ کے لوگوں نے دینی تعلیم حاصل کی۔ مولانا سے بیٹوں اور دیگر علاقہ کے لوگوں نے دینی تعلیم حاصل کی۔ مولانا مرحوم عربی، فارسی اور قرآنی تعلیم کے جید عالم تھے اور ان کی تدریسی خدمات کی وجہ سے ہمارے ہاں عربی، فارسی دینی تعلیم چلی آ رہی ہے، الحمدللہ۔

تایا محترم سردار عطا محمد نمبردار بھاٹہ دھوڑیاں اور والد محترم دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے تبلیغی حد تک زور دیتے تھے۔ ان کی سعی جمیلہ اور دعاؤں کے نتیجے میں ہمارے علاقہ بالخصوص فیروزال برادری میں دینی اور دنیاوی تعلیم کو بام عروج حاصل ہوا۔

Marfat.com

ابتدائی تعلیم

ہمارے علاقے ناڑ فیروزالاں کا واحد سکول گورنمنٹ پرائمری سکول ناڑ دھوڑیاں مواضعات ناڑ خاص، بھاٹہ دھوڑیاں اور کلر موہڑہ کے اتصال پر تھا جو ہمارے گھر سے تقریباً دو میل دور تھا۔ راستہ پہاڑی چڑھائی ڈھلائی بھی تھی۔ راستے میں کچھ آبادی اور کچھ جنگل پڑتا تھا۔ والد صاحب نے مذہبی تعلیم قرآن پاک، فارسی کریما، پند نامہ وغیرہ ہم بہن بھائیوں کو گھر پر شروع کر رکھی تھی۔ تاہم وہ ہم دونوں بھائی سردار محمد نذیر خان اور مجھے سکول میں بھیجنے کے لئے بے تاب تھے۔ عام حالت میں دس بارہ سال کی عمر میں بچے سکول جا کر داخل ہوتے تھے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ انہوں نے بڑے بھائی صاحب 1947ء میں پہلی جماعت میں داخل کرایا اور مجھے ویسے ہی ساتھ بھیجنا شروع کیا۔ انہوں نے ہمیں سکول لے جانے اور واپس لانے کے لئے اپنے مزارع رسمت کے بیٹے سبحانہ نامی کو ساتھ لگایا اور اسے بھی سکول داخل کرایا۔ سبحانہ ہم سے بڑا تھا وہ ہمیں ساتھ لے جاتا اور واپس گھر لاتا تھا۔

مجھے یاد ہے کہ واپسی پر جب ہمیں بھوک لگی ہوئی ہوتی تھی حیلے بہانوں سے گھر لاتا تھا۔ پہلے وہ راستے میں بہکاں نامی جگہ کی طرف اشارہ کر کے کہتا تھا کہ وہاں پہنچ کر روٹی حلوہ ملے گا۔ جب وہاں پہنچتے اور گھر سامنے نظر آتا تو وہ کہنے لگتا گھر وہ سامنے ہے بُوا اماں نے روٹی پکا کر رکھی ہے جلدی چلو۔ اس طرح وہ روزانہ کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے ہمیں گھر لے آتا۔ 1988ء میں ویزہ پر بھاٹہ دھوڑیاں گیا تو بھائی سبحانہ فوت ہو چکا تھا۔ اس کے بچوں کے پاس فاتحہ خوانی کی۔

اسی دوران 1947ء میں تقسیم ہندوپاک اور ریاست جموں وکشمیر میں انقلاب برپا ہوا۔ ہم مہاجر ہو کر سہنسہ سرساوہ ضلع کوٹلی تک گئے۔ اگرچہ میری عمر چھ سات برس کی تھی لیکن مجھے یاد پڑتا ہے کہ ہم ڈیڑھ دو مہینے سہنسہ میں رہے۔ یہاں ہی مجھے ایک ماہ تک بڑا بخار ٹائیفائیڈ ہوا۔ یہاں سے ہی وطن واپسی ہوئی۔

Marfat.com

ایک یادگار واقعہ

سر ساوہ سے واپسی کے وقت میں کافی کمزور تھا۔ ہماری دو گھوڑیاں نیلی اور نکی ساتھ تھیں اس لئے والد صاحب نے بڑی گھوڑی نکی پر سامان کے اوپر مجھے بٹھا دیا۔ ہم چنہ گلی کے راستے تتہ پانی پہنچے۔ دوسرے دن رات اگلے پہر واپس وطن کے لئے روانہ ہوئے۔ میں گھوڑی پر سوار تھا غالبًا اس طرف سے مجاہد واپس نہیں جانے دیتے تھے اور دوسری طرف انڈیا والوں نے استقبال کے لئے امن کمیٹیاں بنائی ہوئی تھیں۔ اس لئے بزرگوں نے رات کو قافلہ میں سفر شروع کیا۔ موضع درہ شیر خان میں ایسی جگہ جہاں سے ایک راستہ نالے کے پار جاتا تھا اور ایک دائیں طرف کھیتوں کی طرف مڑتا تھا ہماری دونوں گھوڑیاں دائیں راستے سے کھیتوں میں چلی گئیں جبکہ باقی قافلہ گھوڑے، مرد عورتیں، بچے وغیرہ نالے کے پار سے ہوتے ہوئے راتوں رات بھارتی ایریا میں چلے گئے۔ میرے والد صاحب، والدہ صاحبہ، بھائی بہنیں بھی ساتھ تھے۔ وہاں پہنچ کر والد صاحب کو علم ہوا کہ ہماری دو گھوڑیاں اور بیمار بچہ کہیں رات کے اندھیرے میں گم ہو گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ اور اہل کنبہ رونے لگے۔ والد صاحب نے واپس پاکستان ایریا میں جا کر تلاش کرنے کا ارادہ کیا تو بھتیجوں وغیرہ نے کہا کہ بچہ رات کو گھوڑی سے گر کر مر چکا ہوگا آپ نہ جائیں، پکڑے جائیں گے لیکن والد صاحب نہ مانے اور پاکستانی علاقہ میں چلے آئے۔ رات کو بارش بھی ہوئی جس سے میرے اوپر کا کمبل بھیگ گیا اور میں تقریبًا نیم مردہ ہو گیا۔ البتہ گھوڑی کی پیٹھ پر اٹکا رہا۔ صبح کے وقت پاکستانی پکٹ سے گشت کے لئے فوجی آئے۔ انہوں نے مجھے گھوڑی سے اتار کر ایک مکان کے صحن میں رکھا۔ گھوڑیوں سے سامان اُتار کر رکھا اور ایک سنتری چھوڑ کر آگے چلے گئے۔ آگے والوں کو والد صاحب اور چند افراد مینڈر سے مکئی لانے والے مل گئے۔ ان سب کو اکٹھا کر کے شام کو پاکستانی پکٹ کی طرف لایا گیا جبکہ راستے میں والد صاحب نے مجھے دیکھتے ہی زور سے چیخ ماری اور اٹھا کر گلے سے لگا لیا۔ ہمیں پکٹ پر لایا گیا۔ رات بیت چکی تھی۔ ایک بنکر میں رکھا گیا۔ کھانا تو نہ مل سکا البتہ ہمارے علاقہ کے ایک سپاہی مکھن بکروال نے تھوڑا سا گڑ اور پانی

Marfat.com

ہمیں دیا۔ گڑ کھا کر پانی پیا اور رات بنکر میں بسر کی۔ صبح دن چڑھے پکٹ کمانڈر صاحب پکڑنے گئے۔ مجرموں کو ان کے پیش کرنے کا حکم دیا۔ پہلے مکئی لے جانے والوں کو پیش کیا گیا۔ اس کے بعد ہماری باری آئی۔ مجھے والد صاحب نے اٹھایا ہوا تھا اور ساتھ محمد حسین خان موہڑہ والا بھی تھا۔ پکٹ کمانڈر باہر دھوپ میں ایک چمڑے کی فولڈنگ کرسی پر بیٹھا تھا۔ چہرہ مونچھیں بارعب آفیسر لگتا تھا والد صاحب کو دیکھتے ہی وہ کرسی سے کھڑا ہو گیا اور قدرے چیخ کر کہا کہ بھائی صاحب آپ کدھر؟ یہ صوبیدار فیروز دین خان منہاس آف سورن کوٹ تھے۔ جلد ہی اُن کے بھائی جمعدار عطاء اللہ خان منہاس بھی آ گئے اور وہ ہمیں اپنے بنکر میں لے گئے اور خاطر مدارت کی۔ رات کو ہیڈکوارٹر لہڑی تتہ پانی میں کرنل صاحب کو پکڑے جانے والوں کی رپورٹ ہو چکی تھی اور انہوں نے وہاں لہڑی پیش کرنے کا حکم دیا ہوا تھا اسی لئے پکٹ کمانڈر صاحب نے مجھے اُٹھا کر لے جانے کیلئے فوجی سپاہی مقرر کیے جو ہمیں لہڑی تتہ پانی لے گئے اور بیان لے کر چھوڑ دیا۔ خالو صاحب سردار سیف علی خان آف کلر موہڑہ، ہمشیرہ سرور بانو اور چند دوسرے آدمی قافلے میں جانے سے رہ گئے تھے اور تتہ پانی میں ہی تھے ہم وہاں چلے گئے۔ بعد میں پتہ چلا کہ صوبیدار فیروز دین خان اور والد صاحب باہمی رشتہ دار تھے۔ گھوڑیاں بھی فوجیوں کی تحویل میں رہیں۔ انہوں نے سامان کی تلاشی کر کے والدہ صاحب کے زیور وغیرہ قیمتی چیزیں نکال لیں اور باقی سامان مع گھوڑیاں ہمیں دیا۔ اس کے بعد تقریباً تین ماہ بعد ہم وطن مالوف بھاٹہ دھوڑیاں پہنچے تو والدہ صاحبہ رو رو کر لاغر ہو چکی تھیں۔ نیاز وغیرہ صدقہ کیا گیا۔

دوبارہ پرائمری سکول ناڑ دھوڑیاں میں

1948-49ء میں مجھے پرائمری سکول ناڑ دھوڑیاں میں پہلی جماعت میں داخل کرایا گیا۔ بڑے بھائی سردار محمد نذیر خان دوسری جماعت میں تھے۔ چنانچہ ہم دونوں بھائی ابتداء سے دسویں جماعت تک ایک ایک سال کے وقفہ کے ساتھ پڑھتے رہے۔ بھائی صاحب اگلی جماعت میں جاتے تو میں ان کی کتابیں لے کر پڑھتا۔ میٹرک تک نئی کتابیں نہیں خریدیں، نہ ہم بھائی کسی

Marfat.com

جماعت میں فیل ہوئے۔ اچھے طالب علموں میں شمار رہا۔

مجھے معلوم ہے کہ 48-1947ء ہمارے خاندانی اُستاد ماسٹر فیروز دین صاحب آف بھمبر گلی ہجرت کر کے پاکستان چلے آئے تھے۔ اس کے بعد ماسٹر فتح محمد صاحب اور ماسٹر غلام محمد صاحب دونوں بھائی یکے بعد دیگرے ہمارے مدرسہ میں رہے۔ ہر دو بھائی محنتی، خوش اخلاق اور خوش نویس تھے۔ علاقہ ناڑ فیروز الاں کو ابتدائی طور پر زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کا سہرہ ان کے سر ہے۔ ماسٹر فتح محمد صاحب ویزہ پر آزاد جموں وکشمیر بھی آئے اور نکیال میرے غریب خانہ پر بھی تشریف لائے۔ میں ان دِنوں ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول جندروٹ تعینات تھا۔ استاد صاحب کی خدمت اور ایک دن ان کے منع کرنے کے باوجود بوٹ پالش کرنے سے ایسا سکون حاصل ہوا جو کسی بادشاہ کو تخت پر بیٹھ کر بھی حاصل نہ ہوتا ہو۔ اس سکول میں سینئر کلاس میں بھائی محمد نذیر خان، منشی محمد عزیز خان، منیر حسین خان آف موہڑہ اور اکبر علی کشمیری وغیرہ تھے جبکہ ہماری جماعت سے مجھے صرف غلام احمد کشمیری اب حاجی غلام احمد بل کالونی نکیال اور عطاء اللہ خان ولد علی اکبر خان فیروز الاں موہڑہ کے نام یاد ہیں۔

نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود مجھے پرائمری سکول میں ایک واقعہ اب بھی یاد ہے۔ اس وقت جماعت پنجم تک املاء وغیرہ تختیوں پر لکھنے کا رواج تھا اور نڑ کی قلمیں بنوا کر سفید مٹی سے لکھا کرتے تھے۔ ہماری سینئر کلاس کے محمد عزیز خان خوش نویس اور قلمیں بنانے میں ماہر ہوتے تھے۔ ایک دن ہم قلمیں بنوا رہے تھے اور اپنی اپنی قلم کا کت لگوانے کے لئے مکا مارتے تھے نہ جانے کس خیال سے جب ہمارے کلاس فیلو عطاء اللہ خان ولد علی اکبر خان سکنہ موہڑہ نے کت لگانے کے لئے مکا مارا تو میں نے پیچھے سے شرارت کی جس سے چاقو سیدھا ہو کر اُس کی اُنگلی کٹ کر خون بہنے لگا۔ اُستاد صاحب موجود تھے انہوں نے عطاء اللہ خان کو حکم دیا کہ وہ اِس شرارت کی سزا کے طور پر مجھے زور سے تھپڑ مارے۔ عطاء اللہ خان غصے میں تھا۔ اُس نے مجھے ایک کی بجائے دو تھپڑ مارے۔ اِس پر میں نے اُسے ایک تھپڑ رسید کیا۔ اُستاد صاحب نے مجھے پوچھا کہ آپ نے تھپڑ کیوں

Marfat.com

مارا ہے تو میں نے کہا کہ آپ نے عطاء اللہ کو ایک تھپڑ مارنے کے لئے کہا تھا دوسرے تھپڑ کا بدلہ میں نے لے لیا ہے۔ اِس پر اُستاد صاحب نے فرمایا کہ دیکھو یہ لڑکا بڑا ہو کر انصاف پسند اور بااُصول ہو گا۔ الحمدللہ کہ ان کی پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی۔ میں نے اپنی سرکاری اور نجی زندگی میں انصاف اور اصول پر چلنے کی کوشش کی جس پر میرے ساتھی، شاگرد وغیرہ گواہ ہیں۔

جماعت چہارم پاس کرنے کے بعد بخار ٹائیفائیڈ میں مبتلا ہو گیا اور سکول سے نام خارج ہوئے۔ زائد از ایک ماہ گزر گیا۔ قانون کے تحت ایک ماہ کے اندر ہی داخلہ ہو سکتا تھا۔ والد صاحب سخت پریشان ہوئے۔ تحصیل ایجوکیشن آفیسر پونچھ کے پاس درخواست دی لیکن کالا قانون آڑے آیا۔ بعد میں وہ جموں جا کر پنڈت رام لعل بسور ڈپٹی ڈائریکٹر سکولز صوبہ جموں کے پیش ہوئے جنہوں نے کافی اصرار کے بعد تحریری حکم دیا کہ تعداد بڑھانے کے لئے لوہر مڈل سکول دھرم سال مینڈر میں داخلے کی اجازت دی جاتی ہے۔ خیر والد صاحب ارادہ کے پکے تھے مجھے لے کر مینڈر داخل کرایا۔ گھر سے آٹھ دس میل دور ہونے کی وجہ سے سردار موہتا خان ڈولی آف ڈھرانہ کے ہاں رہنے کیلئے چھوڑا جو رشتہ دار اور واقف تھے۔ بعد ازاں سردار ولی داد خان ڈولی نمبردار ڈھرانہ اپنے گھر لے گئے اور اپنے بیٹے محمد معروف خان جو اُس وقت تیسری جماعت میں پڑھتے تھے اکٹھے سکول جایا کرتے تھے۔ میں گھر پر پڑھایا کرتا تھا۔ یہی سردار محمد معروف خان بعد میں پاکستان میں آ کر فوج میں صوبیدار بنے اور پاکستان آرمی کے ورلڈ کلر ہولڈر پہلوان بنے۔ بعد افسوس کہ گذشتہ برس وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

راقم الحروف نے مئی 1953ء میں گورنمنٹ لوئر مڈل سکول دھرم سال مینڈر سے پرائمری کا امتحان پاس کیا۔

غزل اُس نے چھیڑی مجھے ساز دینا
ذرا عمرِ رفتہ کو آواز دینا

Marfat.com

شادی خانہ آبادی اور ایک واقعہ

جیسا کہ پچھلے صفحات میں بیان کیا جا چکا ہے کہ ہم بھائیوں سے بڑی چار بہنیں تھیں۔ والد صاحب کی شادی کے اٹھارہ سال بعد تک کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ ہماری امی حقیقی چچا سردار نواب خان کی بیٹی تھیں اس لئے دوسری شادی کی صورت میں خاندانی ناراضگی کا خدشہ تھا۔ والد صاحب وقت کے بزرگوں کے پاس جا کر نرینہ اولاد کیلئے دعائیں منگواتے رہے۔ اسی ضمن میں راجوری میں گوجر برادری کے سائیں گنجی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بھی گئے۔ سائیں گنجی رحمتہ اللہ علیہ مستجاب الدعوات ولی اللہ تھے اور والد صاحب کی خوش الحان نعت خوانی پر فریفتہ تھے۔ نحیف کمزور تھے انہیں اٹھا کر لوگ اپنے اپنے علاقے میں لے جاتے تھے۔ وہ پھرتے پھراتے بھاٹہ دھوڑیاں سردار فرمان علی خان یعنی والد صاحب کے گھر آ گئے۔ اُن کی سن کر گاؤں کے کافی لوگ اکٹھے ہو گئے۔ ظہر کے وقت انہوں نے والد صاحب کو بلا کر کہا کہ دودھ پلاؤ چونکہ دودھ موجود نہ تھا اس لئے والد صاحب نے دہی کا بڑا گلاس بھر کر لایا لیکن سائیں صاحب نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ تازہ دودھ پیوں گا۔ بھینس دوہ کر لاؤ۔ پیشی کے وقت بھینس دوہنے کا وقت نہ تھا۔ والد صاحب نے ازراہِ مذاق کہہ دیا کہ کاچری نامی بھینس جو عرصہ دو تین ماہ سے دودھ دینا چھوڑ گئی تھی وہ شاید دودھ دے دے۔ اس پر سائیں صاحب جلال میں آ کر لال پیلے ہو گئے اور ہمارے نوکر فتح محمد کو بلا کر کہا کہ ڈولا یعنی برتن لے جاؤ اور کاچری کو کہو کہ دودھ دے دے۔ والد صاحب اور اہل محفل پریشان ہو گئے۔ چنانچہ فتح محمد سائیں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حکم سے کاچری کے پاس گیا اور تین ماہ سے چھوڑی ہوئی بھینس نے دودھ دے دیا۔ اسی غصہ میں برتن اپنے پاس منگوا کر اس پر بایاں ہاتھ رکھا اور دائیں ہاتھ سے گلاس بھر کر خود پی لیا۔ پھر گلاس بھر کر فی گلاس تمام اہل محفل کو پلایا۔ آخر پر دودھ ختم ہو گیا۔ یہ اُن کی کرامت تھی۔ رات کو لنگر خانے کے بعد اہل دیہہ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ سائیں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے والد صاحب کو پاس بلا کر حکم دیا کہ نعت مثنوی شریف بانسری کا قصہ ترنم کے ساتھ سناؤ کہ میں نے دو مصرعے ترنم سے پڑھے۔

Marfat.com

بشنواز نے چوں حکایت می کند
وز جدائی ہا خود شکایت می کند
ہر کسے کہ او دور ماندہ اصلِ خویش
باز جوید از روزگار وصلِ خویش

والد صاحب کہتے ہیں کہ سائیں صاحب نے مجھے دوسرا شعر بار بار ترنم کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا اور خود وجد میں آ گئے۔ اللہ اللہ کی صدائیں آنے لگیں۔ میں نے ناچار جاری رکھا یہاں تک کہ سائیں صاحب رحمتہ اللہ علیہ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو میں نے عرض کی میرے ہاں نرینہ اولاد نہیں ہے بیٹوں کے لئے دُعا فرمائیں۔ آپ نے مجھے نزدیک بلایا اور گوجری زبان میں گالیاں نکالتے ہوئے ڈنڈے مارنے شروع کیے۔ ساتھ کہتے جاتے تھے۔

''اللہ بچے دیا غو...... چنگا ہو دیں غا''

چار ڈنڈے کھانے کے بعد والد صاحب پہنچ سے دور ہو گئے۔ سائیں صاحب گالیاں نکالتے رہے۔ اِس دُعا کے بعد ہم چار بھائی پیدا ہوئے۔ والد صاحب افسوس کیا کرتے تھے کہ میں اور ڈنڈے کھاتا تو شاید زیادہ بچے ہوتے۔

بہرحال ہم بھائی چھوٹے ہی تھے کہ بڑی بہنوں کی شادیاں ہو گئیں۔ برادرم محمد نذیر خان چھٹی جماعت میں پڑھتے تھے اور میں پانچویں جماعت میں۔ امی صاحبہ نے والد صاحب سے مطالبہ کر دیا کہ گھریلو کام کاج میں مدد دینے کے لئے اِن دونوں کی شادیاں کی جائیں۔ اُنہوں نے ایک چچازاد بھائی کی بیٹی بھائی صاحب کی شادی کے لئے اور اپنے چھوٹے بھائی فضل داد خان کی بیٹی میری شادی کے لئے نظر میں رکھی ہوئی تھیں۔ والد صاحب کی ہزار کوشش کے باوجود وہ مُصر رہیں۔ چنانچہ پوچھنے کے بعد ہم دونوں بھائیوں کی شادیاں مئی 1953ء کے آخری ہفتہ میں مقرر کر دی گئیں۔ والدہ صاحبہ بھائی بہنوں میں اتنی ہر دلعزیز تھیں کہ اُن کی خواہش پوری کرنے کے لئے سب راضی ہو گئے۔ ہم بھائی تو کسی قطار میں نہیں تھے، نہ پوچھنے کی ضرورت تھی۔ یہ بھلے دنوں

Marfat.com

کی بات ہے۔ تیاریاں شروع ہو گئیں۔ تین چار دیہات کے لوگ شادی میں بلانے تھے۔ برادری بھی وسیع تھی۔ بہر حال یہ شادی کروانے والوں کی سر دردی تھی، ہم مسلسل سکول جا رہے تھے۔

یک نہ شُد دو شُد

شادی کی تیاریاں مکمل، مانیاں، تیل، میل کے دن/اوقات مقرر۔ مہمانوں کو بلاوے ہو چکے تھے کہ تحصیل ایجوکیشن آفیسر پونچھ شری پریم ناتھ گنجو نے پرائمری مدارس کے سالانہ امتحانات کا پروگرام جاری کر دیا۔ اِس پر مستزاد یہ کہ ہمارے سکول دھرم سال مینڈر کی پرائمری کلاسوں کا اُردو، حساب کا تحریری پرچہ اُس دن تھا جس دن شام کو میری مہندی کا دن تھا اور اگلے دن یعنی بارات والے دن زبانی مضامین کا امتحان تھا۔ شادی ملتوی کرنا ناممکن تھا۔ امتحان میں شامل نہ ہونا غیر ممکن۔ چنانچہ والد صاحب نے دونوں کام بروقت ہو جانے کی دُعا کر کے کام جاری رکھا۔

مہندی والے دن حسب پروگرام ریاضی اور اُردو کا تحریری امتحان ہوا۔ پرچے سو فیصد درست ہوئے۔ پرچے دینے کے بعد صدر معلم شری منوہر لعل کی وساطت سے ٹی۔ای۔او صاحب کو اگلے دن کی چھٹی کی درخواست دی۔ صاحب موصوف نے نگرانی کے دوران میرے پرچے دیکھ لئے تھے۔ اُنہوں نے افسوس کیا کہ مسلمان کم سنی میں شادیاں کرا دیتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ بچہ اتنا لائق ہے کہ اگر کسی ہندو کے گھر ہوتا تو ڈاکٹر یا انجینئر ہوتا۔ اِس کے بعد ٹی۔ای۔او صاحب نے مجھے سوال کیا کہ آپ پہلے شادی کریں گے یا پہلے امتحان دیں گے؟ میں نے بلا جھجک کہا کہ پہلے شادی کروں گا۔ اِس پر سب اساتذہ کرام ہنسنے لگے۔ پھر اُنہوں نے پہلے شادی کرنے کی وجہ پوچھی تو میں نے کہا دن مقرر ہے، تیاریاں مکمل ہیں، مہمان بلائے جا چکے ہیں۔ شادی کیسے ملتوی ہو سکتی ہے؟ آپ امتحان ملتوی کر دیں۔ اِس جواب پر انہوں نے سر ہلا کر کہا ٹھیک ہے تمہاری دلیل ٹھیک ہے۔ پھر سالانہ امتحان کا ٹور پروگرام دیکھ کر مجھے کہا کہ بیٹا زبانی امتحان کے لئے فلاں تاریخ کو پرائمری سکول ہرنی آ جاؤ۔ دیر سے گھر پہنچا۔ خالائیں، پھوپھیاں، بہنیں وغیرہ گیت گانے کا انتظار ہے۔ خیر اگلے روز میری بارات گئی۔ واپس آ کر دوسرے روز

Marfat.com

بھائی صاحب کی بارات گئی۔ یہ کام بھی ہو گئے۔ بقیہ امتحان مقررہ وقت پر دیا اور علاقہ کے مدارس میں امتیازی نمبرات لے کر پاس کیا۔

شادیوں کے سلسلہ میں ہمارے خاندان میں اپنی برادری میں شادی کرنے کا رواج چلا آ رہا ہے۔ اِکا دُکا شادیاں دیگر راجپوت برادریوں سے بھی ہوئی ہیں۔ ہمارے بزرگ تایا صاحب سردار عطاء محمد خان نمبردار بھانہ دھوڑیاں کی شادی سردار حشمت علی خان ملدیال نمبردار موہڑہ منجھاڑی کی بیٹی سے ہوئی تھی جبکہ دوسری شادی سردار دوست محمد خان فیروزال موہڑہ والا کی ہمشیرہ تھیں۔ تایا بہادر علی خان کی شادی ذیلداراں گلھوتی سردار عبداللہ خان نمبردار قوم گرنال ڈومال سکنہ گلھوتی راجوری کی ہمشیرہ تھیں۔ والدم سردار فرمان علی خان کی شادی حقیقی چچا سردار نواب خان کی بیٹی تھیں جبکہ چچا علی اکبر خان کی شادی اُن کے چچا سردار عبداللہ خان نمبردار ناڑ فیروزالاں کی بیٹی تھیں۔ ان چار بھائیوں کے علاوہ تین بہنیں تھیں جن میں سے ایک سردار ناظر علی خان فیروزال نمبردار موہڑہ، دوسری ہٹاں دھوڑیاں چچا کے بیٹے فیروز خان اور تیسری سیدا خان ولد بہادر علی فیروزال سکنہ تنگہ کوٹ سے شادی شدہ تھیں۔ ہم چار بھائی محمد نذیر خان، محمد فضل شوق، محمد بشیر خان اور محمد زمان خان تھے۔ برادرم محمد نذیر خان کی شادی چچا فیض محمد خان بن سردار عبداللہ خان کی بیٹی سے میری شادی حقیقی ماموں سردار فضل داد خان فیروزال دھوڑاں کی بیٹی سے ہوئی۔ بھائی محمد بشیر خان بارہ تیرہ برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ چھوٹے بھائی محمد زمان خان کی شادی پھوپھی زاد سردار ڈولو خان ولد سیدا خان سکنہ تنگہ کی بیٹی سے ہوئی۔ اِسی طرح پانچوں بہنوں میں سے بڑی بہن فیروز بانو کی شادی تایا زاد سردار گلاب خان ولد سردار عطاء محمد خان سے، دوسری بہن سرور بانو کی شادی خالہ زاد سردار محمد اعظم خان ولد سردار سیف علی خان فیروزال سکنہ موہڑہ، تیسری بہن عطر بانو اور چوتھی بہن صندل بانو کی شادیاں پھوپھی زاد جمعہ خان اور غلام حسن خان پسران فیروز خان سے ہوئیں جبکہ سب سے چھوٹی جمشید بانو کی شادی ماموں زاد غلام سرور خان ولد سردار فضل داد خان سے ہوئی۔ باقی برادری میں بھی تقریباً یہی حال تھا۔

Marfat.com

گورنمنٹ ہائی سکول سرن کوٹ میں

گورنمنٹ ہائی سکول سرن کوٹ پیر جماعت علی شاہ بخاری ممبر وڈپٹی ممبر قانون ساز اسمبلی جموں وکشمیر کی کوششوں سے 52-1951ء تحصیل مینڈر بھر میں پہلا ہائی سکول منظور ہوا لہذا تحصیل بھر سے طلباء اس ادارہ میں داخل ہوئے۔ ہماری اگلی یعنی سینئر کلاس میں محمد نذیر خان کلر موہڑہ سے محمد عزیز خان، منیر حسین خان، کرناہ منجھاڑی سے چوہدری محمد بشیر بکروال، سندوٹ سے مزمل حسین خان بعد میں پٹواری، محمد شریف خان ومحمد رزاق خان کھکیال تھے۔ امتدادِ زمانہ کی وجہ سے یہی نام یاد ہیں۔

ہماری کلاس میں چیدہ چیدہ چچا منیر حسین خان کوٹاں ناڑ خاص، خادم حسین خان سموتی ناڑ، ماموں زاد خادم حسین خان حال تاجر، محمد اخلاق خان حال ممبر لجسلیٹو کونسل (ایم۔ایل سی) جموں وکشمیر، گلاب خان حال ماسٹر محکمہ تعلیم، عبدالمجید خان فیروزال نکہ منجھاڑی دھیری حال صدر معلم، محمد شبیر خان ڈومال سوئیاں حال ماسٹر محکمہ تعلیم۔ محمد فاضل خان ٹِک سندوٹ، محمد لطیف خان کھکیال حال ڈاکٹر لطیف سندوٹ، بابو محمد امین خان کھکیال، چوہدری محمد دین پسوال پڑاٹ، چوہدری فتح محمد جڑانوالی گلی، چوہدری حاکم دین سرن کوٹ، قاضی نذیر احمد آف گورسائی حال ریٹائرڈ ایجوکیشن آفیسر، سید زمان علی شاہ آف گورسائی، خواجہ ظہور احمد آف پونچھ بعد میں ڈی ایس پی مرحوم، مسٹر عبدالشکور خان آف کوٹلی کالا بن راجوری حال فارسٹ رینج آفیسر، محمد ذاکر خان کھوکھر آف دہری ریلیوٹ بھمبر گلی حال ریٹائرڈ پرنسپل سیکٹر F-4 میرپور، راجہ نیاز احمد خان بن منشی بہادر علی خان منہاس آف پھروٹ حال ریٹائرڈ سیکرٹری قانون مقیم سی ون میرپور، خادم حسین خان فیروزال آف چڑالاں پھروٹ حال اکاؤنٹنٹ، ملک نصیر احمد خان بعد میں ماسٹر محکمہ تعلیم، ملک مروت حسین خان نمبردار ملک محمد اکرم خان، ماسٹر مرزا عبدالرشید خان اور مرزا فیض اللہ خان آف سرن کوٹ وغیرہ تھے۔ ہم اکثر کلاس فیلوز نے چھٹی جماعت سے اکٹھے تعلیمی سفر شروع کیا تھا۔ راجہ نیاز احمد خان جماعت ششم میں داخل ہوئے تھے۔ درسی کتابوں کے علاوہ نسیم حجازی کے ناول

Marfat.com

پڑھنے کے شوقین تھے۔ مَیں نے اُن سے لے کر "حیدر علی، ٹیپو سلطان، یوسف بن تاشفین" ناول پڑھے تھے۔

ہمارے ہم جماعتوں میں قاضی نذیر احمد، عبدالمجید خان، خادم حسین خان، محمد ذاکر کھوکھر نمایاں طالب علم تھے۔ خواجہ غلام احمد بٹ ہیڈ ماسٹر راقم الحروف محمد فضل کو ملا کر ہمیں سکول کے پانچ رتن کہا کرتے تھے۔ مغل شہنشاہ اکبر کے نورتن اور میرے سکول کے پانچ رتن کی مثال دیا کرتے تھے۔ اُستادِ محترم کا حسنِ ظن کہ ہم پانچوں نے بھرپور زندگی بسر کی۔ قاضی نذیر احمد صاحب تحصیل ایجوکیشن آفیسر، عبدالمجید خان ہیڈ ماسٹر ہائی سکول، خادم حسین خان اکاؤنٹنٹ محکمہ تعمیرات عامہ، محمد ذاکر کھوکھر پرنسپل اور راقم الحروف محمد فضل شوق پرنسپل ہائیر سیکنڈری سکول ریٹائر ہوئے اور ہر پانچ تاحال باحیات ہیں اور اِن میں سے ہم تین یعنی راجہ نیاز احمد صاحب، محمد ذاکر کھوکھر صاحب اور راقم الحروف میرپور شہر میں رہائش پذیر ہیں۔

ملاقات ہو نہ ہو...... قیام گاہ تو ایک ہے

مجھے یہ سطور لکھتے ہوئے افسوس ہو رہا ہے کہ عرصہ نصف صدی گذرنے کے بعد اکثر کلاس فیلوز کے نام بھول گیا ہوں۔ سکول فیلوز میں اپنے چند جونیئرز سید سرفراز شاہ بن سید جماعت علی شاہ بخاری ایم ایل اے، سید عاشق حسین بخاری بن سید ولایت علی شاہ بخاری پمرڈوی، سید جنید شاہ، ڈاکٹر سید ممتاز شاہ، انجینئر برکت حسین آف سنئی، عبدالعزیز خان، محمد امین خان وغیرہ سرداراں سموٹ خوش دیومنی کچھ نام یاد ہیں۔ 1965ء میں ہجرت کے بعد ملاقات بھی نہیں ہو سکی۔

ع آنکھیں ترستی ہیں دید کو

گورنمنٹ ہائی سکول سرن کوٹ کے پہلے ہیڈ ماسٹر خواجہ غلام محمد ٹاک تھے جو انتہائی لائق اور شفیق تھے۔ اُن کے بعد خواجہ غلام احمد بٹ غالباً بھدرواہ کشتواڑ کے رہنے والے تھے انتہائی قابل، ہمدرد، محنتی، چست و چالاک اور ڈسپلن کے پابند تھے۔ پھر خواجہ غلام محی الدین بہ تخلص خضر مغربی تشریف لائے۔ یہ نثر نویس، شاعر، مقرر، ڈرامہ نگار بلکہ ہر فن مولیٰ تھے۔ بعد میں تحصیل

Marfat.com

ایجوکیشن آفیسر پونچھ بھی رہے۔اُن کی نظمیں جو یاد تھیں بھول چکا ہوں۔البتہ نوری چھم سرن کے مقام پر اُنہوں نے ایک نظم لکھی تھی۔صرف ایک شعر یاد ہے،ہدیہ قارئین ہے۔

بنا بنا بوٹا بُوٹا ماضی کا اِک دفتر ہے

اے چلتے مسافر رُک ذرا یہ نُوری چھم کا منظر ہے

ہمارے اساتذہ کرام چھٹی سے دسویں تک ماسٹر شام لعل صاحب، ماسٹر حسام الدین صاحب بیتاب، ماسٹر دولت رام شرما صاحب، ماسٹر کندن لال صاحب، ماسٹر عبدالصمد شیخ بیلا والے، ماسٹر گردھاری لعل ڈوگرہ صاحب، ماسٹر دوار کا ناتھ صاحب، ماسٹر موتی لال بان، ماسٹر پیارے لعل رازدان صاحب، مولوی محکم دین صاحب، مولوی محمد دین صاحب مولوی محمد جمیل قریشی تھے۔کچھ نام شاید حافظہ سے اُتر گئے ہوں اس لئے شامل کرنے سے معذور ہوں۔

ہمارے سکول کے پہلے بیچ نے 1957ء میں سری نگر یونیورسٹی میں میٹرک کا امتحان دیا۔صرف چار طالب علم اخوانم محمد نذیر خان، چوہدری محمد بشیر آف کرناہ منجھاری، مسٹر نظام دین آف بٹھیاں راجوری اور سہوٹ کے ہندو طالب علم سائیں داس پاس ہوئے۔دوسرے یعنی 1958ء میں شامل امتحان 31 طلباء میں سے صرف 12 پاس ہوئے۔سکول میں خادم حسین خان آج حراالاں پیروٹ اول، محمد ذاکر کھوکھر دوم اور راقم الحروف محمد فضل شوق سوم پاس ہوئے۔

بکھر گئے جو ستارے تھے کہکشاں میں

کون کہاں ہے ؟ کسی کو کیا خبر

عملی زندگی کی تلاش میں

میٹرک کے نتائج جولائی 1958ء کے آخر میں برآمد ہوئے تھے۔تمام ساتھی بقول کسے۔"پرندے اپنے اپنے آشیانوں میں چلے گئے"۔بڑے بھائی سردار محمد نذیر خان اگلے برس یعنی 1957ء میں میٹرک پاس کر کے کشمیر آرمڈ پولیس میں بطور ہیڈ کنسٹیبل بھرتی ہو کر تربیت کے لئے پولیس ٹریننگ کالج بڑمالو سری نگر چلے گئے تھے۔اُن دنوں میٹرک بھی بڑی تعلیم سمجھی جاتی تھی۔

Marfat.com

ہمارے علاقے سے پہلے میٹریکولیٹ اخوانم محمد نذیر خان اور دوسرا میں تھا۔ والد صاحب کو مبارک بادیوں کا تانتا تھا اور گڑ، چھوہارے، مکھانے وغیرہ بطور مٹھائی تقسیم کیے جاتے تھے۔ والد صاحب کی دلی خواہش تھی کہ میں پونچھ شہر جا کر کالج میں داخلہ لے کر تعلیم جاری رکھوں لیکن نہ جانے کیوں میرے سر پر نوکری کا بھوت سوار تھا۔ اُن دنوں سری نگر میں کشمیر اسمبلی کا سیشن جاری تھا ہمارے ایم ایل اے پیر جماعت علی شاہ صاحب بخاری وہاں گئے ہوئے تھے۔ چنانچہ میں نے اپنے کلاس فیلو خادم حسین خان کے ساتھ مشورہ کر کے براستہ پیر پنجال سری نگر جا کر نوکری کے لئے کوشش کرنے کا پروگرام بنایا۔ ہمارا خاندان ایم ایل اے صاحب کے والد محترم پیر سید مولوی حبیب اللہ شاہ صاحب پیر دلوی کا مرید خاندان تھا۔ سیاست میں بھی ایم ایل اے صاحب کے ووٹرز تھے۔ لہذا اُن سے مدد کی اُمید تھی اِس لئے میں کوئی بہانہ کر کے خادم حسین خان کے گھر گیا۔

اگلے روز ہم دونوں نے مکئی کی روٹیاں، انڈے وغیرہ پکوا کر ساتھ رکھ لئے اور سفر پر چل پڑے۔ گرمیوں میں وادی سرن کی آبادی سے اوپر ڈھوکوں میں لوگ مال مویشی لے کر گئے ہوتے ہیں۔ لہذا خاصی آبادی ہے۔ ہم بغلیاز، بہرام گلہ، پشیانہ، پیر پنجال گلی کے راستے روانہ ہوئے۔ پشیانہ سے درہ پیر پنجال تک خاصی چڑھائی چڑھنا پڑتی ہے۔ یہاں پر ایک پولیس کانسٹیبل غلام حیدر ہمارے ہم سفر ہو گئے جو پونچھ کے کسی تھانے میں تعینات تھے اور چھٹی پر گھر بارہ مولہ جا رہے تھے۔ وہ بڑے خوش ہوئے کہ ساتھ ہو گیا۔ عین درہ پر پیر پنجال رحمتہ اللہ علیہ کا دربار ہے جہاں مجاور رشی موجود تھا۔ ہم نے فاتحہ پڑھی، نیاز پیش کی اور درہ کے دوسری جانب وادی کشمیر کی جانب چل پڑے۔ یہاں ہاڑ کے مہینے میں بھی گرم کپڑے استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ ہمارے پاس ایک ایک اُونی لوئی (کمبل) تھا، اوڑھ لیے۔ تھوڑی دور آگے بارش بھی شروع ہو گئی۔ سرائے علیا آباد میں مکئی کی ساتھ لی ہوئی روٹیاں قہوہ کے ساتھ کھائیں اور سفر جاری رکھا۔ ہمارے ساتھی نے بیگ میں کلچے رکھے ہوئے تھے۔ وہ کچھ دور جا کر ستانے بیٹھ جاتا اور کلچوں سے تواضع کرتا۔ بارہ ناڑیوں کا طویل سفر طے کرتے ہوئے "سرائے رانی سکھاں" کے پاس پہنچے جو مغل روڈ سے

Marfat.com

تھوڑی ہٹ کر دریا کے کنارے واقع ہے۔ یہاں گوجر بکروال لوگ گرمیوں میں مال مویشی لے کر جاتے ہیں اور اپنے ڈیرے سرائے میں رکھتے ہیں۔

رات کا اندھیرا چھا گیا تھا۔ ہمارے کپڑے لوئی وغیرہ بھیگ چکے تھے۔ ٹھٹھر رہے تھے۔ معلوم نہیں تھا کہ کہاں جائیں لیکن ہمارا ساتھی علاقے کا واقف تھا اُس نے کہا کہ رات کو سرائے رانی سکھاں میں چل کر ٹھہرتے ہیں صبح سفر جاری رکھیں گے۔ جب ہم سرائے کے پاس پہنچے تو اُس نے ہم دونوں کو رات رہنے کے لئے گوجروں سے جگہ مانگنے کے لئے بھیجا لیکن وہ جگہ دینے سے بالکل انکار ہو گئے۔ ہماری منت خوشامد بھی کام نہ آئی۔ واپس ساتھی کے پاس آ گئے۔

سری نگر ہائی کورٹ میں پیش کیے جانے والے دو ملزم

پولیس کنسٹیبل نے اپنی وردی تھیلے میں رکھی ہوئی تھی۔ اُس نے جلدی سے پولیس کی وردی پہنی اور چوہدریوں کو بلا کر کہا کہ میں پونچھ سے دو ملزم لے کر سری نگر ہائی کورٹ پیش کرنے کے لئے جا رہا ہوں۔ یہ بارش میں کانپ رہے ہیں۔ اگر یہ مر گئے تو تم سب باندھے جاؤ گے اور چودہ چودہ سال کی سزا ہو گی۔ ان کے رہنے کی جگہ بناؤ، آگ جلاؤ اور کھانا جو ہو سکتا ہے دے دو ورنہ تم سب صبح تھانہ دبجیاں میں ہو گے۔ بے چارے چوہدری ڈر گئے۔ ایک کمرے سے عورتوں کو دوسری جانب بھیجا، لوئیاں پٹو نیچے بچھائے۔ ہم نے آگ سینک کر کپڑے خشک کیے۔ انہوں مکئی کی تازہ روٹیاں اور دودھ ہمیں دیا۔ روٹی کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پولیس مین نے ہمیں محتاط رہنے کی ہدایت کی ہوئی تھی۔ ہم باہر چھوٹا پیشاب بیٹھنے جانا چاہتے تھے۔ ایک چوہدری صاحب کو ہمارے ساتھ سنتری لگا کر تاکید کی گئی کہ اگر ملزم بھاگ گئے تو تمہیں باندھ کر ہائی کورٹ پیش کیا جائے گا۔ بہر حال رات کو قیام کیا۔ صبح بھی انہوں نے دودھ گرم کر کے روٹیاں کھلائیں اور ہم سفر پر چل پڑے۔ دبجیاں سے گزر کر ہیر پورہ پہنچے۔ یہاں سے آبادی شروع ہوتی ہے اور کچی سڑک بھی ہے۔ شوپیاں شہر پہنچ کر کھانا کھایا اور سری نگر کے لئے روانہ ہوئے۔ شوپیاں سے سری نگر 32 میل ہے۔ اُس وقت کرایہ بس دو روپے فی سواری تھا۔ بادامی باغ سری نگر بس اسٹینڈ پر ہمارے

Marfat.com

ساتھی نے ہمیں الوداع کہا۔ ہم ٹانگہ پر بیٹھ کر سیدھے پولیس ٹریننگ کالج بڈمالو سری نگر بھائی صاحب کے پاس پہنچ گئے۔ یہاں ہمارے علاقے کے دیگر اشخاص سردار محمد صابر خان حال منشی محمد صابر خان عرائض نویس فتح پور تھکیالہ، سردار محمد اکبر خان حال ریٹائرڈ صوبیدار سکنہ موئل چھمب ضلع بھمبر وغیرہ بھی پولیس میں تعینات تھے۔ بطور مہمان ہماری رہائش اور لنگر مفت ہو گیا۔

اگلے روز نو روز ہوٹل لال چوک سری نگر میں ہمارے ممبر قانون ساز اسمبلی پیر جماعت علی شاہ بخاری کے پاس پہنچے۔ انہوں نے بھی مہمانوں کے لئے دوران اسمبلی سیشن کمرے بک کروائے ہوئے تھے۔ رہائش و لنگر مفت تھا جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ ہمارا خاندان مرید ہونے کے علاوہ ووٹر و سپورٹر بھی تھا اس لئے پیر صاحب نے ہمیں ہاتھوں ہاتھ لیا اور بطور مہمان ٹھہرنے کی اجازت دے دی۔ اب ہم اپنی مرضی سے کبھی پیر صاحب کے پاس اور کبھی بھائی صاحب کے پاس ٹھہرتے تھے بلکہ ہماری تحصیل مینڈر کے ممبر قانون ساز کونسل چوہدری غلام حسین صاحب لسانو بھی لال ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ والد صاحب کی شناسائی کی وجہ سے انہوں نے ہمیں بطورِ مہمان ٹھہرنے کی اجازت دے دی۔

ہمارے ایک سابق کلاس فیلو چوہدری نثار احمد ولد چوہدری راج محمد نمبردار کلر ہمیں ساتھ ہوٹل پر لے جایا کرتے تھے۔ لسانوی صاحب مرحوم ان کے پھوپھا تھا اس طرح ہم نے پیر صاحب کی سفارش پر قانون سا اسمبلی اور لسانوی صاحب کی سفارش پر قانون ساز کونسل کی رواں کارروائی بھی دیکھی۔ وادی کشمیر جنت نظیر کے صحت افزاء مقامات بالخصوص نشاط باغ، شالا مار باغ، چشمہ شاہی، ہارون، نسیم باغ، چار چناری، جھیل ڈل، کوہ سلیمان، نہرو پارک و دیگر مقامات کی سیر کی۔ خوب محظوظ ہوئے۔ دفتری اوقات میں درخواستوں پر وزیر تعلیم صاحب سے ٹیچر بھرتی ہونے کے لئے لکھوایا۔ وزیر مال صاحب امیدوار گرداوری ٹریننگ کے لئے حکم جاری کرایا۔ ایک دن بخشی غلام محمد وزیر اعظم جموں و کشمیر کی کوٹھی پر جا کر کھلی کچہری میں ان سے ملاقات کی اور نوکری کے لئے لکھوایا۔

Marfat.com

ملازمت کی تلاش میں

ہم ملازمت کی تلاش میں تھے۔ خالق کائنات نے خود بخود سبب بنا دیا۔ ہوا یوں کہ ہم عیدالاضحیٰ کی نماز کی ادائیگی کے بعد پولیس ٹریننگ کالج بڑمالو کی جانب امیراکدل بازار سے پیدل جا رہے تھے کہ ایک سائیکل سوار ہمارے پاس سے گزرا اور کچھ دور سے واپس ہمارے پاس آ کر سائیکل کھڑی کی۔ ہم دیہاتی ششدر رہ گئے۔ اس نے علیک سلیک کے بعد بتایا کہ ان کا نام غلام محمد ہے اور وہ ڈویژنل انجینئر پونچھ شیخ عبدالسلام کے چھوٹے بھائی ہیں اور میں نے آپ دونوں کے ساتھ ہائیر سیکنڈری سکول پونچھ سنٹر میں امتحان دیا تھا۔ بہرحال وہ ہمیں اصرار کر کے عید کا کھانا کھلانے کے لئے زینہ دار محلہ لے گیا۔ شیخ عبدالسلام صاحب بھی عید پر گھر گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بڑی شفقت کی، کھانا کھلایا اور سری نگر آنے کا سبب پوچھا۔ ہم نے نوکری کی تلاش کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا پونچھ میرے دفتر کلرک کی دو آسامیاں خالی ہیں۔ انہوں نے سرسری انٹرویو کے بعد چیف انجینئر صاحب تعمیرات عامہ کے دفتر بمقام بٹوارہ پہنچنے کا حکم دیا۔ اگلے روز ہم نے اپنے ایم ایل اے پیر جماعت علی شاہ صاحب بخاری کو بھی ساتھ لیا اور چیف انجینئر کے دفتر پہنچے۔ وہاں پر ڈویژنل انجینئر صاحب اور پیر صاحب نے ہماری تقرری کے آرڈر جاری کروائے اور ہمیں عید کی چھٹیوں کے بعد پونچھ حاضر ہونے کے لئے ہدایت کی۔ ساتھ ہی تیس تیس روپے جیب خرچ کے لئے دیئے۔ ہمارا مطلب پورا ہو چکا تھا۔ بھائی صاحب سے اجازت لے کر شوپیاں کی بس کا کرایہ دو دو روپے دے کر وہاں پہنچے اور باقی سفر پیدل براستہ درہ پیر پنجال طے کیا اور گھر پہنچے۔ پھر دفتر میں حاضری دے کر بابو محمد فضل اور بابو خادم حسین بن گئے۔

قبلہ والد صاحب میری محکمہ تعمیرات عامہ میں نوکری سے خوش نہ تھے۔ وہ دیندار اور صوفی منش آدمی تھے اور ان کا خیال تھا کہ میرا بیٹا اس محکمہ میں رہ کر رشوت لے

Marfat.com

گا اور اس کی عاقبت برباد ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے شیخ عبدالسلام کے تبادلہ کے بعد آنے والے ڈویژنل انجینئر کو دفتر میں جا کر کہا کہ آپ خیال رکھیں کہ میرا بیٹا کسی ٹھیکہ دار سے رشوت نہ لے۔ میں اسے کوئی دوسری نوکری دلاؤں گا۔ انجینئر صاحب نے میرے ساتھ ذکر کیا۔ وہ خود بھی دیانتدار آفیسر تھے۔

محکمہ تعلیم میں نوکری

چنانچہ 13-5-1949 تا 13-9-1958 بطور کلرک کام کرنے کے بعد میرا بطور ٹیچر محکمہ تعلیم آرڈر ہو گیا اور میں 14-5-1959 سے گورنمنٹ پرائمری سکول تراڑ انوالی سرن کوٹ میں حاضر میں ہوا۔ یہاں کے عوام بالخصوص اکابریں شاہنواز میر، غلام محمد میر، فضل حسین میر برادراں، چوہدری منشی میر محمد، چوہدری علی اکبر نمبردار، چوہدری شمس صاحب، چوہدری میر باز، ٹھیکیدار محمد خان گکھڑ وغیرہ نے خاصا تعاون اور مہمان نوازی کی۔ 31-3-1962ء کو وہاں سے تبدیل ہو کر بی ای سی ٹریننگ کے لئے ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ پونچھ مامور ہوا۔ اس ضلعی ادارہ میں ہر سال استاد اور استانیاں مامور ہو کر ٹریننگ کرتے تھے۔ ہیڈ ماسٹر ملک جلال الدین صاحب تھے جو تھوڑے ہی عرصہ میں تبدیل ہو گئے اور ان کی جگہ خواجہ غلام احمد قریشی سوپوری ایم اے، ایل ایل بی، بی ایڈ تشریف لائے۔ قریشی صاحب بڑے منتظم، ہمدرد، دیندار اور لائق فائق آفیسر تھے۔ چھ فٹ لمبے خوبصورت سجیلے اور بارعب شخصیت رکھتے تھے۔ انہوں نے ادارہ کے مختلف شعبوں کو خاطر خواہ ترقی دی۔ ہمارے اساتذہ کرام محترم راجندر سنگھ، ماسٹر پنجاب سنگھ، ماسٹر رام پرشاد شرما، ماسٹر ٹھاکر سنگھ، مشہور شاعر ماسٹر دینا ناتھ رفیق، پونچھ کے مشہور شاعر خاندان کے چشم و چراغ مولانا چراغ حسن حسرت کے قریبی عزیز ماسٹر محمود الحسن محمود، ڈرائنگ ماسٹر امر سنگھ اور فزیکل ایجوکیشن انسٹرکٹر مسٹر رام لعل ملہوترہ اور ہوم سائنس ٹیچر مس برج موہنی کے علاوہ فتح محمد اور چونی لعل چپڑاسی تعینات تھے۔

محترم قریشی صاحب کے بعد سردار راجندر سنگھ جی ہیڈ ماسٹر تعینات ہوئے۔ محکمہ

Marfat.com

تربیت کے علاوہ یہ ادارہ علم وادب کا گہوارہ تھا اور بزم ادب کے تحت بہت سی تقریبات، ڈرامے، مشاعرے وغیرہ ہوا کرتے تھے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اوورآل کمیٹی کا جنرل سیکرٹری ہونے کے ناطے ادارہ کی انتظامی اور علمی ادبی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا۔ اسی ادارہ میں اُستاد محترم محمود الحسن محمود صاحب نے میری ٹوٹی پھوٹی شاعری کی تصیح کی اور ایک ادبی محفل میں بلا تخلص نظم پڑھنے کے حوالے سے میرا تخلص شوق تجویز کیا۔ ہمارے ہندو، مسلمان، سکھ استاد صاحبان انتہائی ہمدرد، بااخلاق اور اہل علم لوگ تھے۔ بی ای سی ٹریننگ کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کرنے کی وجہ سے مجھے (اسی ادارہ میں بطور ٹیچرز انسٹرکٹر تعینات کر دیا گیا۔ اکتوبر 1965ء تک اِسی ادارہ میں تعینات رہا۔ اِس ادارہ میں میرے شاگرد ہندو، مسلمان، سکھ مرد وخواتین کی خاصی تعداد نے تربیت حاصل کی لیکن زائداز چالیس سال گزرنے کے بعد یادداشت میں بہت کم نام رہ گئے ہیں۔ پونچھ سے رام لعل، امر سنگھ، لورن منڈی سے غلام حسین وانی، عبدالسلام، مینڈر سے عبدالمجید فیروزال، گلاب خان، مقبول حسین قریشی، نور احمد خان، صوفی محمد اسلم خان، محمد رشید خان، عنایت اللہ خان بگیال، نذیر حسین بھٹی، یار محمد خان، راجوری سے خواجہ نثار احمد راہی، چوہدری فتح محمد، عبدالرشید فدا، سائیں تصدق حسین، غلام محی الدین، ملک محمد صادق، مرزا محمد جمیل، ملک محمد امین۔ آ گیا کور پونچھ سوراج دیوی درابہ، چوہدری محمد جاوید ڈنی دھار محمد شفیع راہی پھر ہالہ، مرزا عبدالرشید سرن کوٹ، ستیارام، چوہدری لال محمد فنڈ یوٹ مینڈر۔

پاک بھارت جنگ 1965 اور ہجرت

اگست 1965ء کی کسی تاریخ کی بات ہے کہ میرے بڑے بھائی جو جموں میں ہیڈ کنسٹیبل پولیس تعینات تھے اور ٹائیفائیڈ بخار کی وجہ سے جموں ہسپتال میں داخل تھے پتہ چلا کہ وہ چھٹی پر گھر آئے ہوئے ہیں۔ میں نے ان کی خیریت دریافت کرنے کیلئے گھر

Marfat.com

جانے کا ارادہ کیا اور چھٹی لے کر بذریعہ بس گھر روانہ ہوا۔ ہمارا گاؤں بھاٹہ دھوڑیاں پونچھ جموں روڈ پر پونچھ سے 25 میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جب ہم سرن کوٹ پہنچے تو آرمی والوں نے بس روک لی اور کہا کہ آگے خطرہ ہے بس آگے نہیں جائے گی۔ بات ہمارے ذہن میں نہیں آ رہی تھی۔ البتہ ہم بس سے اُتر کر سرن کوٹ بازار میں گئے جہاں ہر کوئی خوفزدہ دکھائی دے رہا تھا۔ ہمارے گاؤں کے کچھ آدمی بازار میں سودا سلف خریدنے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے رازداری سے بتایا کہ گذشتہ شب بھمبر گلی طوطیاں والی گلی کے جنگل میں مجاہدین اور فوج کی جھڑپ ہوئی ہے جس میں کچھ آدمی مارے گئے ہیں۔ البتہ ہمارے گاؤں میں خیریت ہے۔ میں ان کے ساتھ پیدل تقریباً آٹھ میل چل کر شام کو گھر پہنچا۔ اخوانم محمد نذیر خان اور دیگر اہل خانہ سے ملاقات ہوئی۔ سب سہمے ہوئے تھے۔ ہمارے کچھ اہل خانہ مال مویشی کے ساتھ ڈھوک گرجن گئے ہوئے تھے۔ ہم نے بھی ڈھوک جانے کا فیصلہ کر لیا۔

اس دوران بھارتی فوج اور مجاہدین آزادی کشمیر کے درمیان جھڑپوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ مجاہدین جموں پونچھ روڈ پر اس علاقے میں سڑک کی پلیاں توڑ دیتے۔ فوجی کیمپوں پر حملہ کر کے نقصان پہنچا کر جنگلوں میں چھپ جاتے۔ جواباً فوج بھی پلیوں کو ٹھیک کرتی۔ مجاہدین کی تلاش کرتی۔ سول آبادی کو مجاہدین کو پناہ دینے کے شبہ میں اذیتیں دیتی۔ پونچھ جموں روڈ کے دونوں طرف سول لوگوں کے رہائشی مکان جلا دیئے گئے۔ جس دن ہمارا مکان جلایا گیا اس روز قبلہ والد صاحب، چچا فیض محمد خان آف ڈپلی بھاٹہ اور گاؤں کے چند دوسرے لوگوں کو فوج گرفتار کر کے کیمپ بھمبر گلی لے گئی اور تین چار روز تک مار پیٹ وتشدد کے بعد آدھ مواہ کر کے جنگل میں پھینک گئے جہاں سے اٹھا کر انہیں گھر لایا گیا۔ مینڈر میں پونچھ جموں روڈ سے اوپر کے علاقہ پر مجاہدین نے مکمل قبضہ کر لیا تھا۔ بین الاقوامی سرحد پر پاک بھارت جنگ کے بعد دونوں ممالک نے تاشقند معاہدہ کے تحت

Marfat.com

جنگ بندی کی۔ مجاہدین اپنے محفوظ ٹھکانوں میں گھس گئے۔ مجاہدین کی تلاش کے سلسلہ میں آرمی نے آپریشن شروع کیا جس کے نتیجے میں تشدد کے واقعات کے پیش نظر لوگوں نے پاکستان کی طرف ہجرت کرنا شروع کی۔

ٹیچرز ٹریننگ سکول پونچھ میں حاضری

اسی پکڑ دھکڑ کے عالم میں راقم الحروف اور ماسٹر گلاب خان ٹریننگ ٹریننگ سکول پونچھ حاضری کے لئے پیدل روانہ ہوئے۔ راستے میں آرمی جگہ جگہ تلاشی لے رہی تھی۔ ہمارے پاس سروس کارڈ تھے جس کی وجہ سے چھوڑ دیا جاتا۔ بالآخر 25 میل کا سفر پیدل طے کر کے ٹی ٹی سکول ہاسٹل پونچھ پہنچے۔ ماسٹر پنجاب سنگھ ہمارے سینئر سٹاف ممبر آئے۔ انہوں نے ابتدائی ضرورت کی چیزیں، کپڑے، تولیہ وغیرہ اپنے گھر سے دیئے اور ہمیں ہاسٹل میں کمرہ کھول کر دیا۔ شام کو ہم پنجاب سنگھ جی کے ہمراہ ٹیچرز ٹریننگ سکول کے ہیڈ ماسٹر سردار راجندر سنگھ صاحب کے گھر گئے۔ ہم بیٹھک کی جانب کھڑے ہو گئے۔ پنجاب سنگھ جی اندر گئے اور اہل خانہ کو مذاق کے طور پر کہا کہ میں دو مجاہد پکڑ کر لایا ہوں۔ چنانچہ ہیڈ ماسٹر صاحب، اُن کی اہلیہ محترمہ، بیٹے بیٹیاں سب دوڑ کر آئے اور ہم سے ملاقات کی۔ اگلے روز ہم ادارہ میں حاضر ہو گئے۔ افواہیں پھیل رہی تھیں کہ تحصیل حویلی، مینڈر، راجوری وغیرہ سے مسلمان کنبے ہجرت کر کے پاکستان کی طرف جا رہے ہیں۔ میں نے اور ماسٹر گلاب خان نے اپنے گاؤں جا کر اہل خانہ کا پتہ کرنے کا ارادہ ظاہر کر کے ہیڈ ماسٹر صاحب سے باضابطہ درخواست دے کر مورخہ 16-10-1965 تا 18-10-1965 (تین دن) کے لئے چھٹی لی۔ صبح کی بس پر روانہ ہو کر اپنے گاؤں بھاٹہ دھوڑیاں پہنچے تو پورا گاؤں اُجاڑ تھا۔ گھر جلے ہوئے تھے۔ لوگ اِدھر اُدھر بھاگ گئے تھے۔ اپنے مکان پر پہنچا تو مکان جلا ہوا تھا۔ بھینس، بیل، گھوڑے وغیرہ مال مویشی مکئی کی کھڑی فصل اور گھاس وغیرہ کھا کھا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ چر رہے تھے۔ مرغ جلے ہوئے گھر کے پاس ہاڑی کے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور آدمی کو دیکھ کر جنگلی مرغوں کی طرح اُڑ جاتے تھے۔ ہُو کا عالم تھا۔ یہ منظر دیکھ کر مجھے ڈر لگا۔ آرمی

Marfat.com

کے پکڑنے کا خطرہ بھی تھا۔ چنانچہ پیچھے بھاٹہ کلر موہڑہ کی جانب بھاگنا شروع کیا۔ راستے میں ایک آدمی ملا جس نے بتایا کہ آپ کا خاندان اور گھر کے افراد ہفتہ بھر پہلے سرحد عبور کر کے پاکستان جا چکے ہیں۔ میری حالت ''نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن کی سی ہوگئی۔''

ہجرت کا سفر

جیسا کہ اُوپر ذکر ہو چکا ہے۔ عمر بھر کی پونجی مکان، سامان وغیرہ جل چکے تھے۔ مال مویشی کی دیکھ بھال ممکن نہ تھی۔ زمینوں میں کھڑی فصلیں تباہ و برباد ہو رہی تھیں۔ فوج کے ڈر سے مالکاں گھر کا رُخ نہ کرتے تھے۔ فوج کسی ملک کی بھی ہو دورانِ جنگ اُس کا رویہ ہمیشہ جارحانہ ہوتا ہے جس سے اہلیان کی جان و مال و غیرت برباد ہونے کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔ علاقے کے لوگ ہجرت کر رہے تھے۔ قافلے کے قافلے رات کے اندھیرے میں سُوئے بارڈر رواں تھے۔ لحہ بہ لحہ خطرہ طاری تھا۔ اہل خانداں، بیوی بچے عدم موجودگی میں ہی ہجرت کر چکے تھے۔ اِن حالات میں قرآن وسنت کی روشنی پر مجھ پر ہجرت فرض ہو چکی تھی۔ چنانچہ بھاگتے ڈرتے ہوداں نکہ کوٹ پہنچا جہاں پھوپھی زاد بھائی کے بیٹے سردار منشی خان رہتے تھے وہاں سے معلوم ہوا کہ ایک قافلہ آگے جا رہا ہے جس میں بھائی محمد زمان خان، ماموں صاحبان، فقیر خان، فضل داد خان، خالہ زاد بھائی علی محمد خان وغیرہ معہ اہل وعیال ہجرت کر رہے تھے۔ راقم الحروف نے جلدی سے اُن کے عقب میں چل کر کانڈی دھار گلھوں کے نزدیک اُن سے جا ملا۔ شام ہو رہی تھی، اندھیرے میں چلتے ہوئے سندوٹ پکٹ کے سامنے دھار گلھون پہنچے۔ بارڈر پر فائرنگ شروع ہو گئی۔ جہاں سندوٹ گلی سے قافلے پاکستان، آزاد کشمیر کی طرف جاتے تھے۔ ہمارا قافلہ رُک گیا۔ جائزہ لینے کی کوشش کی۔ نزدیک ہی بابا غلام دین کا گھر تھا۔ اُن کے بیٹے محمد خان کیانی اور خان کیانی ایک قافلہ کو سرحد پار کروانے کیلئے تیار تھے۔ راقم الحروف، برادر خورد محمد زمان خان، ماموں فقیر خان، بھائی علی محمد معہ عیال اِس قافلہ میں شامل ہو گئے جبکہ

Marfat.com

ماموں فضل داد خان اور دیگر نے بارڈر میں مارے جانے کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے وہاں ہی قیام کیا۔ میرے پاس ایک چھوٹا سا بیگ تھا جس میں ایک سوٹ، ایک تولیہ، ایک چادر، امی جان کی قمیض کا ایک کپڑا، کم سن بیٹی پرویز کی چھوٹی سے نیلون کی چپل جو میں نے پونچھ سے خریدی تھی اور کچھ اپنے ذاتی کاغذات تھے گرتے پڑتے رات کے اندھیرے میں بھائی محمد زمان کے معصوم بچے محمد سلیم جاوید کو اُٹھائے قافلہ کے ساتھ چل پڑا۔ بھائی زمان نے بڑا بچہ محمد زید اور کچھ سامان کپڑے وغیرہ اُٹھائے ہوئے تھے۔ خدا خدا کرکے بارڈر لائن بخیریت عبور کر لی۔ کیانی برادران ہمیں پیچھے چھوڑ گئے۔ وہاں سے رات کی تاریکی میں قافلے کے ساتھ پرائمری سکول دھروتی کی عمارت میں پہنچے جہاں آگے پیچھے گراؤنڈ وغیرہ میں مہاجرین کے قافلے موجود تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے بیگ سے چادر نکال کر اوپر نیچے کر کے سرہانے بیگ رکھ کر سکول کے برآمدے میں دھوڑ ہی میں لیٹ گیا۔ سفر کی تھکان کی وجہ سے نیند پڑ گئی۔ ہم نے 16-10-1965 اور 17-10-1965 کی درمیانی رات کو سرحد عبور کی تھی۔

اہل خانہ سے ملاقات

اہل خانہ میں قبلہ والد صاحب، والدہ صاحبہ، اخوانم محمد نذیر خان، ان کے بچگان محمد نسیم خان، شمیم بیگم، معروف احمد خان اور میری اہلیہ محترمہ سب سے بڑی بیٹی پرویز بیگم عمر تقریباً سات سال اور بیٹا محمد اشتیاق خان عمر سوا دو سال بھی والدہ کے ساتھ ہجرت کر کے آئے تھے۔ علاوہ ازیں چچا صاحب سید محمد خان نمبردار ناڑ خاص، چچا محمد حسین خان سرپنچ حلقہ گورسائی، چچا شاہ محمد خان ہٹاں والا و دیگر کنبہ جات دیہہ بھانہ دھوڑیاں بھی ہمراہ تھے۔ مجملہ کنبہ جات کی تعداد لگ بھگ تیس پینتیس تھی جو کہ ابھی موضع دھروتی مقامی حضرات کے ہاں قیام پذیر تھے۔ ہمارے کنبے سردار محمد بشیر خان، سردار نصیب اللہ خان نمبردار اور سردار سیدا خان وغیرہ اقوام تھکیال کے ہاں رہائش پذیر تھے۔ قبلہ والد صاحب

Marfat.com

ہر روز صبح سویرے دھروتی سکول کے پاس آ کر ہمارے آنے کا پتہ کرتے تھے اور نئے آنے والے مہاجرین سے پوچھتے رہتے تھے۔ آج بھی علی الصبح انہوں نے سکول کے پاس آ کر اضطرابی حالت میں پوچھنا شروع کیا کہ ماسٹر فضل اور زمان آئے ہیں یا نہیں؟ کسی نے انہیں ہاں میں جواب دیا۔ دریں اثناء میری آنکھ کھل گئی۔ قبلہ والد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے سب سے پہلے نزدیکی نالے پر جا کر وضو کر کے صبح کی نماز کی ادائیگی کا حکم دیا۔ ہم دونوں بھائیوں نے نالے پر وضو کر کے وہاں ہی پتھروں پر نماز ادا کی اور پھر والد صاحب قبلہ کے ہمراہ رہائش گاہ پر چلے گئے۔ تمام اہل خانہ خوش ہوئے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ والدہ محترمہ نے پیشانی اور ہاتھوں پر بوسے دیئے۔ ماں کی ممتا کے مقابلے میں سب کچھ ہیچ ہے۔

قافلے نکیال، کوٹلی اور وہاں سے میرپور روانہ ہو رہے تھے۔ ہمارا قافلہ بھی کوٹلی کے لئے روانہ ہوا۔ پیدل، بعض ننگے پاؤں، معمولی سامان کپڑے وغیرہ سروں پر اٹھائے ہوئے بس چل چلاؤ تھا۔ ہمارا قافلہ نہ جانے کیوں براستہ دھروتی، میرہ، شاہ گجن، قمروٹی وغیرہ جا رہا تھا۔ جب ہم موضع میرہ کی مسجد کے پاس پہنچے تو وہاں سردار عصمت اللہ خان نمبردار میرہ اتفاقاً بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے قافلے کو روک لیا۔ ہمارے بڑے بزرگوں سے اُن کی رشتہ داریاں بھی تھیں۔ مزید برآں وہ تھکیال برادری کی جانی پہچانی شخصیت، مہمان نواز اور خوش اخلاق بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے کافی برس ہوئے وفات پا گئے ہیں۔ ان کے بیٹے سردار گل زیب خان فارسٹ آفیسر، ماسٹر محمد یونس خان بی اے، بی ایڈ اور پرویز اختر خان ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن آزاد جموں بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے برادری اور علاقہ میں ہر دلعزیز ہیں۔ قصہ مختصر سردار عصمت اللہ خان صاحب نے قافلہ کو روک لیا اور نزدیکی گھروں میں دو دو چار چار کنبوں کو تقسیم کر کے قیام کا بندوبست کیا۔ ہمارے کچھ کنبے وہ اپنے گھر لے گئے، بکرا ذبح کیا، دیگیں پکائیں اور مہمان نوازی بلکہ صحیح معنوں میں مہاجر نوازی کی۔ چالیس سال گزرنے کے باوجود ان کی مہمان نوازی، اخلاق، ہمدردی اور بالخصوص رشتہ داری کا پاس میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ بعد ازاں

Marfat.com

دورانِ ملازمت اور موجودہ رہائش کی جگہ حاصل کرنے کے سلسلہ میں ان کا تعاون تازیست نہیں بھلا سکتا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے۔ آمین

اگلے روز سردار صاحب موصوف نے فی کنبہ کے سربراہ کو ساتھ لے کر بھنگا گالہ نکیال جہاں نائب تحصیلدار صاحب اور پولیس وغیرہ مہاجرین کی رجسٹریشن کر رہے تھے رجسٹریشن کروا کر عارضی راشن چٹیں حاصل کیں۔ وقتی طور پر فی کنبہ کچھ گندم بھی دی گئی۔ ہفتہ بھر میرا میں قیام کیا۔

کوٹلی/میر پور کے لئے روانگی

قافلہ روانہ ہو کر براستہ شاہ گجن، قمروٹی روانہ ہوا۔ رات کو پرائمری سکول پھگواڑ موہڑہ میں قیام کیا۔ دوسرے روز سردار اتفاق احمد خان ڈلی آف درہ شیر خان جن کی والدہ محترمہ گکھڑ فیروزال خاندان علاقہ ناڑ فیرزالاں مینڈر سے تھیں اور اس وقت باحیات تھیں انہوں نے فیروزال کنبہ جات کی ہجرت کا سن کر کچھ جیپیں اور ایک ٹرک سامان وغیرہ لے جانے کے لئے پھگواڑ موہڑہ بھیجا۔ وہاں سردار محمد اتفاق خان، ان کی والدہ محترمہ، سردار مولوی محمد صادق خان اور آغا محمد خان ڈی ایف او کوٹلی نے انتظامیہ سے مل کر دھمول گاؤں میں مکانات خالی کروا کر قیام پذیر کیا۔ جملہ کنبہ جات کے لئے اپنی گرہ سے گندم ودیگر انتظام کرایا۔ ہم سردار محمد اتفاق خان اور ان کے کنبہ کے دیگر معززین کے اس ہجرت کے دوران حوصلہ افزائی کے لئے ممنونِ احسان ہیں۔ کوٹلی سے چچا صاحب محمد حسین خان، چچا صاحب سید محمد خان، بڑے بھائی محمد نذیر خان اس وقت کے ڈپٹی کمشنر میر پور مرزا نذیر حسین خان جرال کو ملنے کے لئے میر پور گئے جنہوں نے ہمارے کنبہ جات کو بذریعہ بس وغیرہ کا انتظام کر کے میر پور بھیجنے کے لئے اسسٹنٹ کمشنر کوٹلی کو حکم دیا۔ اس طرح ہمارے کنبے مرزا صاحب مرحوم ومغفور کی خصوصی ہدایت پر میر پور بھیجے گئے اور وہاں پر انہوں نے ذاتی دلچسپی لے کر موضع بڑنی جہاں سے مقامی آبادی کو بسلسلہ تعمیر منگلا ڈیم معاوضے وغیرہ دیئے جا چکے تھے ان مکانات میں منتقل کیا۔ اللہ تعالیٰ مرزا نذیر حسین خان مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت

Marfat.com

الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔ ہمارے قافلہ میں سردار عنایت اللہ خان بن سردار حبیب اللہ خان ححکیال سکنہ سندوٹ بھی رہے۔

آزاد جموں وکشمیر میں ملازمت کی تلاش

مہاجر ملازمین 1965ء کو آزاد جموں وکشمیر میں ملازمت دینے، زیر تعلیم مہاجرین طلباء کو سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں میں داخلہ دینے وغیرہ کے سلسلہ میں حکومت آزاد جموں وکشمیر اور کشمیر آفیسر منسٹری آف پاکستان نے ترجیحی بنیادوں پر احکامات جاری کیے ہوئے تھے۔ اگر کسی ملازم یا طالب علم کے پاس تحریری ثبوت نہ ہو تو صرف بیان حلفی ہی کافی سمجھا جاتا تھا۔ محکمہ جات دھڑا دھڑ بھرتی کر رہے تھے۔ سب سے پہلے ہجرت سے پہلے والے محکمہ میں ایڈجسٹ کرنے کو ترجیح دی جاتی تھی۔ ان حالات میں راقم الحروف نے موضع ڈھمول تحصیل کوٹلی میں قیام کے دوران ہی رابطہ کرنا شروع کیا۔ گورنمنٹ ہائی سکول کوٹلی کے صدر معلم جناب منیر حسین بٹ سے ملا جنہوں نے ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز میر پور کے دفتر جانے کا مشورہ دیا۔ ٹیچرز ٹریننگ سکول بھی افضل پور میر پور میں تھا۔ متعلقہ کاغذات لے کر چل پڑا۔ اڈہ بس کوٹلی سے بابو محمد خالق بٹ نے میر پور کے لئے فری ٹکٹ دیا۔ ان دنوں کوٹلی تا میر پور بس کا کرایہ پانچ روپے ہوتا تھا۔ رات کو سردار محمد اتفاق خان ڈلی آف درہ شیر خان کی نشان دہی/ہدایت پر سرار محمد شعور خان ولد سردار مولوی محمد صادق خان متعلم ایف ایس سی گورنمنٹ ڈگری کالج میر پور حال ڈینٹل سرجن ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میر پور کے کمرہ میں پہنچا۔ چچازاد بھائی سرفراز احمد خان متعلم ایف ایس سی فرسٹ ایئر حال پرنسپل گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج میر پور کو پہلے ہی سردار محمد اتفاق خان نے وہاں بھیجا ہوا تھا تاکہ کالج میں داخل ہو کر تعلیم جاری رکھ سکے۔ دوسرے روز صبح ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ افضل پور کی جانب روانہ ہوا جو کہ پرانے میر پور شہر سے گیارہ میل کے فاصلہ پر بتایا گیا اور کرایہ ایک روپیہ فی سواری مقرر تھا۔ افضل پور انسٹی ٹیوٹ اب کالج آف ایجوکیشن نہر اپر جہلم کے کنارے واقع ہے، کافی خوبصورت جگہ ہے۔ تلاش کرتے کرتے پرنسپل صاحب کے دفتر جا

Marfat.com

پہنچا۔اس وقت کے پرنسپل ملک عبدالرشید صاحب تھے جو مہاجر جموں شہر سال 1947ء تھے۔ طویل القامت، بارعب شخصیت تھے۔انہیں ہجرت کا واقع سنا کر مدعا بیان کیا۔ملک صاحب نے میری باتیں غور سے سنیں۔دریں اثناء میں نے اپنی سروس سے کاغذات کی فائل بھی انہیں پیش کر دی۔کسی کاغذ کو دیکھ کر انہوں نے ٹھیٹھ پنجابی میں فرمایا! ''یار! اے تے مہندر سنگھ دے دستخط لبدے نے۔''

میں نے وضاحت کی کہ ریاست جموں وکشمیر میں تعلیم کا شعبہ دو حصوں میں تقسیم ہے۔ تعلیمی حصہ تحصیل ایجوکیشن آفیسر، ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز، ڈپٹی ڈائریکٹر آف پراونس اور ڈائریکٹر آف ایجوکیشن ریاست جموں وکشمیر پر مشتمل ہے جبکہ اساتذہ کی تربیت کا شعبہ صدر معلمین ضلعی ٹیچرز ٹریننگ سکولز، پرنسپل گورنمنٹ ٹیچرز ٹریننگ کالج جموں/سری نگر اور ایجوکیشن ایڈوائزر پر مشتمل ہے۔اس طرح راقم الحروف ٹیچرز ٹریننگ کالج صوبہ جموں سردار مہندر سنگھ کے ماتحت تھا جو کہ ایک سکھ اور جموں شہر کے رہنے والے ہیں انہوں نے میری فائل میں اپنے ہاتھ سے ریمارکس لکھے ہوئے تھے۔

As the teacher id doing good work, he is herely confirmed.

ملک صاحب نے بتایا کہ مہندر سنگھ ایم۔اے تک میرا کلاس فیلو تھا اور بڑا سخت طبیعت تھا اس نے آپ کے ریمارکس اچھے لکھے ہیں۔ بہر حال ملک صاحب نے مجھے درخواست لکھ کر دینے کو کہا اور کلرک دفتر کو تقرری کے لئے تجویز بنا کر پیش کرنے کا حکم دیا۔ مجھے ہدایت کی کہ ایڈریس دفتر میں دے کر جاؤ۔حکم تقرری کہاں پہنچانا ہے۔تقرری مظفرآباد سے ہوگی۔راقم الحروف ماسٹر ملک عنایت اللہ خان پرائمری مدرس ہائی سکول کوٹلی سکنہ دھمول کا ایڈریس دے کر واپس کوٹلی آ گیا۔ چند دنوں کے بعد حکم ہائی سکول کوٹلی آیا اور ملک عنایت اللہ خان کے ذریعے مجھے ملا۔ میں نے فوری طور پر

Marfat.com

مورخہ 23 نومبر 1965ء کو گورنمنٹ ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ افضل پور میں حاضری دی۔ ابتدائی طور پر میرا حکم تقرری بطور پرائمری مدرس جاری ہوا۔ میں نے درخواست میں صاف لکھا ہوا تھا کہ میں سری نگر یونیورسٹی فرسٹ ایئر آف تھری ایئرز ڈگری کورس پاس + بی۔ ای۔ سی ٹرینڈ ہوں۔ اِس بنیاد پر ناظم اعلیٰ صاحب تعلیمات آزاد جموں وکشمیر نے حکم تقرری کے فُٹ نوٹ میں وضاحت طلب کی تھی کہ اِس امیدوار کو جونیئر مدرس کے لئے کیوں سفارش نہیں کی گئی جبکہ یہ فرسٹ ایئر ٹی ڈی۔ سی + بی ای سی پاس ہے جو یہاں ایف۔ اے۔ ایس وی کے برابر ہے۔ بہرحال پرنسپل نے وضاحت کر کے تاریخ تقرری یعنی 23-11-1965ء سے بطور جونیئر مدرس کا ترمیمی حکم کروا لیا تھا۔ اس طرح راقم الحروف نے آزاد کشمیر جونیئر مدرس درگریڈ 175-5-140-5-105 میں ملازمت کی ابتداء کی۔

گورنمنٹ ہائی سکول افضل پور میں تعیناتی

میری تقرری مرزا احمد دین مغل جونیئر مدرس جنہیں سینئر گریڈ میں بجائے مرزا محمد لطیف خان سینئر مدرس ترقی دی گئی تھی کی جگہ جونیئر گریڈ میں ہوئی۔ احمد دین مغل بطور پروفیسر کی آسامی پر کام کر کے ریٹائر ہوئے ہیں۔ اس وقت کے سٹاف ممبران میں جناب ملک عبدالرشید ایم۔ اے، ایل ایل بی، بی۔ ایڈ پرنسپل کے علاوہ سردار سعید ظفر، محمد امین طارق قاسمی، مرزا خان زمان خان، چوہدری نذیر حسین، مرزا محمد زمان چغتائی، چوہدری مشتاق احمد، چوہدری محمد عالم، ملک محمد سلیمان، مرزا احمد دین مغل، بابو محمد بوستان وغیرہ تھے۔ سردار سعید ظفر صاحب بعد پروفیسر تاریخ بن کر بطور پرنسپل ڈگری کالج ریٹائر ہوئے۔ محمد امین طارق صاحب بھی شعبہ اسلامیات کے مشہور پروفیسر اور شاعر تھے اب ریٹائر ہو گئے ہیں۔ مرزا خان زمان بھی پروفیسر تاریخ بن کر آزاد جموں وکشمیر یونیورسٹی کے شعبہ انچارج اور کشمیر لبریشن سیل کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔ چوہدری نذیر حسین ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر میرپور ریٹائر ہوئے۔ مرزا محمد زمان چغتائی، چوہدری محمد عالم،

Marfat.com

چوہدری مشتاق احمد، ملک محمد سلیمان اور بابو بوستان خان بطور صدر معلم ہائی سکول ریٹائر ہوئے بقیہ یاد نہیں۔ اس ادارہ میں سال بھر محنت سے کام کیا۔ رہائش ہاسٹل میں تھی۔ ہفتہ کو بعد دوپہر اہل خانہ کی خبر گیری کے لئے براستہ بن خرماں، بلاگالہ پیدل چل کر موضع بڑبن پہنچتا تھا اور اتوار کو بعد دوپہر واپس چل کر افضل پور پہنچ جاتا تھا۔ یہ سفر بیس بائیس کلومیٹر کا تھا جو بدتر معاشی حالات کی وجہ سے پیدل ہی کرتا تھا۔ کلاسوں کے پیریڈز و دیگر اُمور تندہی اور محنت سے کرتا تھا۔ اگرچہ پرنسپل صاحب اور سٹاف ممبروں بوجہ نوآمدہ مہاجر کے ہمدردی رکھتے تھے۔ تاہم وہ میری محنت اور وقت کی پابندی وغیرہ سے بھی متاثر ہوئے۔ یہی وجہ تھی کہ میرے ادارہ سے تبادلہ کے وقت الوداعی تقریب میں انہوں نے میری دیانت، محنت اور وقت کی پابندی، اخلاق وغیرہ کی تعریف کی۔ پرنسپل ادارہ ملک عبدالرشید صاحب نے تو صدارتی خطاب میں یہاں تک فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مہاجر نوجواں اُستاد کی طرح محنت سے کام کرنے کی توفیق دے۔ یہ ریمارکس میرے لئے کسی قیمتی تحفے سے کم نہ تھے۔

گورنمنٹ ہائی سکول چکسواری میں تبادلہ

یکم اکتوبر 1966ء کو تبادلہ ہو کر گورنمنٹ ہائی سکول چکسواری ضلع میرپور میں حاضری دی۔ اس ادارہ کے سربراہ مرزا محمد بوستان خان ایم۔اے، بی۔ایڈ تھے جو کہ موضع لدڑ کے مقامی تھے اور متاثر منگلا ڈیم ہو کر کلیال شیر و نیو میرپور میں مکان تعمیر کیا تھا۔ آپ انتہائی ہمدردی اور خوش اخلاقی سے پیش آئے اور ہائی سکول کی عمارت کے عقب میں سکول کے ایک کمرہ میں میرے لئے رہائش کا بندوبست کیا۔ ادارہ کا کوئی ہاسٹل نہ تھا۔ مرزا صاحب خود بھی نزدیک ہی ایک کوارٹر میں رہائش پذیر تھے۔ راقم الحروف کو ایک چارپائی، ایک بڑا میز، ایک دو کرسیاں وغیرہ سامان مہیا کیا۔ بستر اپنا ساتھ لایا تھا۔ کھانا پہلے چند یوم سکول گیسٹ کے باہر اسی ادارہ کے پرائمری مدرس چوہدری کفایت علی کے ہوٹل پر کھانا شروع کیا۔ چوہدری کفایت علی صاحب کے ہوٹل پر دیگر ملازمین بینک وغیرہ ماہوار ٹھیکہ پر دو وقت کھانا، ناشتہ مبلغ ساٹھ روپے ماہوار پر کھایا کرتے تھے۔ موصوف

Marfat.com

بڑے اچھے انسان تھے۔ انہوں نے نصف ٹھیکہ مبلغ تیس روپے ماہوار دینے کی پیش کش کی۔ میرے لئے ایک صد پانچ روپے ماہوار تنخواہ سے والدین، بھائی بہن، اپنے بچے تقریباً پندرہ افراد کا گذراوقات کرنا مشکل تھا۔ گورنمنٹ نے مُفت راشن دینا بند کردیا تھا۔

بہرحال میں نے انکار کرتے ہوئے اپنے ہاتھ سے روٹی پکانے کا فیصلہ کیا۔ پندرہ روپے سے ایک سٹوو خریدا۔ برتن حکومت کی طرف سے امدادی چیزوں میں دیئے ہوئے گھر سے لائے اور کھانا پکانا شروع کیا۔ جیسے کیسے ہوسکا نویں دسویں کے کچھ بچوں کو مبلغ دس روپے ماہوار ٹیوشن پر پڑھانا شروع کیا۔ وقت پر کھانا پکانا، پیریڈ لینا، بچوں کا گھر پر کام چیک کرنا، ٹیوشن پڑھانا، بی۔ اے کے امتحان کی تیاری کرنا، رات دن لگا رہتا تھا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب، سٹاف ممبران، طلباء اور آہستہ آہستہ بچوں کے والدین بھی میری جفاکشی اور فرض شناسی کے سلسلہ میں چہ مگوئیاں کرنے لگے۔ ایک بزرگ میجر محمد نواز خان گکھڑ آف بروٹیاں چکسواری نے بچے بچیوں کو پڑھانے کے لئے اپنے گھر لے جانے کی پیش کش کی لیکن میں نے سکول میں رہ کر پڑھانے کا فیصلہ کیا۔ بقول مولانا چراغ حسرت مرحوم

ہے مشقِ سخن جاری اور چکی کی مشقت بھی
اِک طُرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی

اندرون و بیرونِ ادارہ مہاجر ماسٹر کی محنت کا ذکر ہونے لگا۔ ایک صاحب نے فرمایا یہ مہاجر کوئی جن ہے جو رات دن کام میں لگا رہتا ہے معاشرتی اور معاشی مجبوریوں کی وجہ سے اس کے بغیر چارہ کار نہ تھا۔ بچے سٹاف کالونی میرپور میں تھے۔ اتوار کو ان کی خبر گیری کر کے واپس آجاتا تھا یہاں تک کہ بی۔ اے کے امتحان کو ایک ماہ رہ گیا تھا لیکن میں نے گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک صرف انگریزی کی ایک کتاب خریدی تھی۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے یہ دیکھ کر لائبریری میں بی۔ اے کے سیٹ کا اہتمام کیا اور کتابیں جاری کروا کر پڑھنے لگا۔ اللہ تعالیٰ صدر معلم مرزا محمد بوستان خان کو دونوں جہاں میں اجرِ

Marfat.com

عظیم عطا فرمائے ۔ آمین

1967ء میں مرکز گورنمنٹ ڈگری کالج میر پور میں بی۔اے کا امتحان دے کر سیکنڈ ڈویژن میں پاس کر لیا۔ امتحان دینے والے میرے ساتھیوں میں مہاجر 1965ء مسٹر محمد حسین حال ریٹائرڈ پرنسپل کوٹلی، سردار منیر حسین خان مہاجر 1965ء حال ریٹائرڈ سیشن جج نکیال غربی اور سردار عبدالمجید خان ایڈووکیٹ مجہانوی کے نام یاد ہیں۔ خیر مرزا صاحب صدر معلم نے محض میرے کام اور شرافت سے متاثر ہو کر میری سرپرستی شروع کر دی۔ چھٹی والے دن اکٹھے میر پور جاتے ہوئے لانچ کا کرایہ میرے حصے کا بھی دے دیتے اور فرماتے آپ مہاجر ہیں۔ میں نے ادارہ کے کام میں حتی الامکان تعاون کیا، تقاریب منعقد کروائیں۔ 31 مارچ 1968ء کو ایک شاندار مشاعرہ منعقد کروایا جس میں آزاد کشمیر اور پاکستان کے مشہور شعراء نے شرکت کر کے کلام سنایا۔ عرصہ مزید گزرنے کے وجہ سے سب کے نام یاد نہیں رہے۔ البتہ جناب ہدایت اللہ اختر سیالکوٹ، جناب جوگی جہلمی، جناب غلام رسول ڈول آف رٹہ ڈڈیال، جناب ضیاء الحسن ضیاء میر پور، جناب آذر عسکری مظفر آبادی، جناب میجر اقبال رُشدی اور جناب خالد کاشمیری کوٹلوی کے نام ذہن میں ہیں۔ مشاعرہ کی روداد پمفلٹ کی شکل میں چھپوائی۔ بدقسمتی مرورِ ایام میں کہیں ضائع ہو گئی۔

ادارہ ہذا کے کلرک جناب گلزار حسین ساگر نے اس مشاعرہ کے انعقاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے۔ شام کو پہلی نشست کی صدارت جناب ہدایت اللہ اختر کاشمیری سیالکوٹی نے کی جبکہ دوسری نشست کی صدارت جناب عبداللطیف انصاری پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج میر پور بعد میں ریٹائرڈ سیکرٹری تعلیم آزاد جموں وکشمیر نے کی۔ اس مشاعرہ سے ادارہ کو بڑی شہرت ملی۔ اسٹیج سیکرٹری نے پہلی نشست کے آغاز میں بطور میزبان شاعر راقم الحروف کو اسٹیج پر آنے کا حکم دیا۔ اپنی کم عمری اور کم فہمی کے باوجود بڑے حوصلے سے ذیل نظم پڑھ کر داد حاصل کی۔

Marfat.com

تہذیب مغرب

بدلتے ارمان توبہ توبہ یہ ہستی ہے اِک فغاں توبہ توبہ
جینے کا کسی کو سلیقہ نہ آیا یہ تہذیب مغرب نشان توبہ توبہ
کبھی بن گئے ہم پرستار مذہب کبھی اس سے پھر، بدگماں توبہ توبہ
تہذیب مغرب نے کیا رنگ دکھائے مکاری ہے دارالامان توبہ توبہ
ہیں محفلوں میں رقاصاؤں کے چرچے مساجد ہیں پربے اذاں توبہ توبہ
اخلاق کی دھجیاں اُڑی جا رہی ہیں لاشیں ہیں یہ نیم جان توبہ توبہ
مغرب نے ایسا ہے شب خون مارا مشرق ہوا ہے اِس سے بے جاں توبہ توبہ
بہت روپ بدلے ہیں سپہر بریں نے بدل ہی گئی کہکشاں توبہ توبہ
شوقؔ اِس دنیا میں بچنا ہے مشکل تہذیب مغرب اور مسلمان توبہ توبہ

کافی عرصہ گذر چکا ہے۔یادداشت کا سہارا لیتے ہوئے اس ادارہ کے سٹاف ممبران بشیر احمد مغل، چوہدری رب نواز، چوہدری علی اکبر، سلیم بیگ، عبدالمالک سائنس ٹیچر، مولوی نذیر، مولوی محمد ابراہیم، مولوی نور محمد، ملک محمد سلیمان، محمد شفیع راہی ڈرائنگ مدرس، نثار احمد پی ای ٹی، بابو گلزار حسین ساگر کلرک، ماسٹر محمد سرور، ماسٹر فقیر محمد، چوہدری کفایت علی وغیرہ بعد میں بشیر احمد مغل بطور پروفیسر تعینات ہوئے۔کالج آف ایجوکیشن افضل پور سے ریٹائر ہوئے۔انہوں نے شعرو شاعری میں متعدد کتابیں لکھیں۔چوہدری رب نواز اور عبدالمالک صدر معلم ترقیاب ہوئے۔بابو گلزار ساگر ہانگ کانگ چلے گئے۔انہوں نے بھی شعروشاعری میں کتاب''اُدھورے سپنے''لکھی ہے۔ساگر صاحب اور نثار احمد پی ای ٹی حقیقی بھائی تھے۔سٹاف کے ساتھ عمدہ وقت گذرا۔بعد میں راجہ عبدالرحمٰن آف بنڈالہ سماہنی پی ای ٹی آئے جو فزیکل ایجوکیشن ڈائریکٹر تعلیمی بورڈ میرپور بھی بنے۔جون 1968ء میں مرزا محمد بوستان خان صدر معلم اور ان کے بڑے بھائی مرزا علی شان خان ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز ضلع میرپور کی کوشش سے سینئر گریڈ میں ترقی ہوئی۔میرپور میں

Marfat.com

مہاجرین آمدہ 1965ء کا عارضی انتظام اور آبادکاری

اخباری رپورٹس کے مطابق 1965ء میں ریاست جموں وکشمیر کے علاقہ جات راجوری، مینڈر، حویلی، بارہ مولہ کشمیر وغیرہ سے لگ بھگ ایک لاکھ تیس ہزار نفوس مہاجر ہوئے۔ یہ لوگ اپنے اپنے علاقہ کے بارڈرز سے نکلے۔ اس طرح سماہنی، کھوئی رٹہ، نکیال، تتہ پانی، ججیرہ، عباس پور، چکار، راولاکوٹ، پلندری، باغ، مظفرآباد وغیرہ میں مہاجرین کے کیمپ لگا کر رجسٹریشن کی گئی۔ انہیں ابتدائی ضروریات زندگی مثلاً گندم، چاول، گھی، دالیں، کپڑے، بستر، کمبل، جوتے، برتن وغیرہ ہر ممکن مہیا کیے گئے۔ اس سلسلہ میں پاکستان اور آزاد جموں وکشمیر کے عوام نے دل کھول کر عطیات دیئے۔ ضروریات زندگی تقسیم کرنے کے لئے ہر سیکٹر میں انتظامی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں جنہوں نے مقدور بھر جذبہ حب الوطنی سے کام کیا۔ مہاجرین کی زیادہ تعداد راجوری، مینڈر اور حویلی سے تھی۔ کھوئی رٹہ، نکیال، تتہ پانی سے کراس کرنے والے مہاجرین کی کافی تعداد میرپور چلی گئی جو ضلع کا صدر مقام تھا۔ راشن کارڈ بنانے کے بعد ہر بالغ شخص کو بارہ روپے ماہوار اور نابالغ کو چھ روپے ماہوار نقد راشن منی دیا جانے جانے لگا جو کچھ عرصہ کے بعد ختم کر دیا گیا۔ مہاجرین کی عارضی کالونیاں بنائی گئیں جہاں پانچ پانچ مرلے کے پلاٹ اور ایک ایک کمرہ کی تعمیر کے لئے میرپور کی چتر پڑی، خالق آباد وغیرہ کالونیوں میں ایک کمرہ کے لئے ایک شہتیر، چند لکڑی کے بالے، ایک ہزار اینٹ اور مزدوری کے لئے بارہ سو روپیہ فی راشن کارڈ دے کر مہاجرین کو خود کمرہ تعمیر کرنے کا حکم دیا گیا۔

1971ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد آزاد جموں وکشمیر کی مسلم کانفرنسی حکومت نے مہاجرین کی آبادکاری کا بیڑا اٹھایا۔ 1971ء کی جنگ میں علاقہ چھمب کا کچھ حصہ آزاد ہوا جہاں مہاجرین کو فی کنبہ چونسٹھ کنال زرعی اراضی الاٹ ہونا شروع ہوئی۔ کچھ مہاجرین کو پنجاب کے ضلع جھنگ میں اراضی حاصل کر کے ایک سو کنال فی کنبہ الاٹ کی جانے لگی۔ اس طرح مہاجرین کو الاٹ منٹ کے چکروں میں ڈال دیا گیا۔

Marfat.com

مہاجرین کے مسائل

مہاجرن کے لٹے پٹے قافلے آزاد جموں وکشمیر پہنچے تھے جنہیں حکومت کی جانب سے ہر ممکن مدد کرنے کی سعی کی گئی۔ضروریات زندگی کی فراہمی، راشن مَنی کی ادائیگی وغیرہ کے علاوہ وہاں سے آئے ہوئے ملازمین کو ازسرِ نو ملازمتیں دینا، بچے بچیوں کے تعلیمی اداروں میں داخلے وغیرہ احکامات صادر ہو کر عمل درآمد ہو رہا تھا۔تاہم ہر مقام پر مہاجرین کے بے شمار مسائل تھے جنہیں فوری طور پر حل کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔میر پور کے ڈپٹی کمشنر مرزا نذیر حسین خان جو خود مہاجر 1947ء علاقہ راجوری کے تھے۔مہاجرین کے مسائل حل کرنے کی سرتوڑ کوشش کر رہے تھے۔انہیں متعدد بار اپنے ہاتھ سے سامان بسترے وغیرہ تقسیم کرتے ہوئے دیکھا گیا۔ ضلع کا عملہ بھی مستعد تھا۔تاہم مسائل بھی بے شمار تھے۔میر پور کی عدالتوں کے احاطے میں مہاجرین کے گروہ کے گروہ ہوتے تھے۔کچھ راشن کارڈ بنوانے والے، کچھ سامان لینے والے، کچھ راشن مَنی حاصل کرنے والے ایسے میں ایک روز ایک بوڑھی مہاجرہ درخواست لے کر اسسٹنٹ کمشنر صاحب میر پور کے دفتر کے اندر چلی گئی۔صاحب موصوف نے ڈانٹ ڈپٹ کر کے دفتر سے باہر نکلوا دیا۔بڑھیا نے باہر آ کر شور مچایا۔مہاجرین اکٹھے ہو گئے اور احتجاج کرنے لگے۔ایسے میں چند چیدہ افراد نے اسسٹنٹ کمشنر صاحب سے وجہ پوچھنے کا فیصلہ کیا جن میں ملک محمد زبیر زخمی راجوری، راقم الحروف محمد فضل شوق، برادر بزرگ سردار محمد نذیر خان اور دیگر حضرات تھے۔ہم بڑھیا کو لے کر دفتر گئے۔کمشنر صاحب سے بحث وتمحیص کے بعد بڑھیا کی درخواست پر حکم جاری کر دیا گیا۔اس طرح معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

شام کو ملک محمد زبیر زخمی کی عارضی دوکان (کھوکھا) پر کچھ مہاجرین معززین اکٹھے ہوئے اور مہاجرین کی مشکلات اور مسائل حل کروانے کے لئے ایک پلیٹ فارم کی ضرورت پر زور دیا گیا۔اُسی وقت انجمن مہاجر مجاہدین جموں وکشمیر آمدہ 1965ء کی ایک نمائندہ تنظیم کی تشکیل پائی جس کے اولین صدر ملک محمد زبیر زخمی راجوری کو چنا گیا جبکہ جنرل سیکرٹری کے طور پر سردار محمد نذیر

Marfat.com

خان منتخب ہوئے۔ دیگر عہدیداراں محمد عزیز خان، سردار محمد دین خان، چوہدری عبدالرزاق، سردار کرامت اللہ خان، سید منظور شاہ، چوہدری محمد دین، مرزا منیر احمد خان، مجاہد غلام دین، ملک محمد اسلم راہی، نائب صوبیدار مرزا محمد حسین خان، سردار مدد خان، سردار عنایت اللہ خان تھکیالوی وغیرہ مقرر ہوئے۔ چند میٹنگوں اور جلسوں کے بعد آزاد جموں وکشمیر کے تمام اضلاع میں جہاں جہاں مہاجر موجود تھے دورہ کر کے انجمن کی شاخیں قائم کی گئیں۔ صدر انجمن نکیال سردار ہدایت اللہ خان صدر کوٹلی سردار محمود احمد خان صدر کھوئی رٹہ ریٹائرڈ صوبیدار میر محمد، صدر پلندری قاضی عبدالمجید، صدر راہوالی مرزا فضل حسین سوز، صدر بوہڑ کالونی سردار محمد دین، جنرل سیکرٹری پلندری ماسٹر عبداللطیف مجاہد، صدر مظفر آباد فرید احمد راٹھور، غرضیکہ جہاں جہاں مہاجرین 1965ء کی کالونیاں تھیں انجمن کی برانچیں قائم کر کے مقامی انتظامیہ/حکومت سے مہاجرین 1965ء کے مسائل حل کروانے کی سعی کی گئی۔ میر پور میں کچھ بزرگوں سید زمان علی شاہ، چوہدری محمد شریف طارق ایڈووکیٹ وغیرہ نے آزاد انجمن مہاجرین جموں وکشمیر آمدہ 1965ء کی بنیاد ڈالی۔ ملازمین نے انجمن تحفظ حقوق مہاجر ملازمین 1965ء اور طلباء نے پائلٹ ہائی سکول میر پور میں انجمن مہاجر طلباء آزاد جموں وکشمیر کی بنیاد ڈالی۔ ان انجمن ہائے کے دستور، اخباری تراشے وغیرہ ریکارڈ راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے۔ بہر حال تمام انجمنوں کا مقصد مہاجرین 1965ء کے مختلف طبقات کے حقوق کا تحفظ کرنا تھا جس کا عملی ثبوت انہوں نے ماہوار راشن الاؤنس کی بحالی اور آبادکاری کی تحریک میں دیا۔ متفقہ طور پر منسٹری کشمیر افیئر ز راولپنڈی کے سامنے میر پور سے پیدل مارچ کر کے ہڑتال کی گئی۔

ملک محمد زبیر زخمی مرکزی صدر انجمن مہاجر مجاہدین جموں وکشمیر آمدہ 1965ء، مرزا فضل حسین سوز صدر راہوالی کالونی، چوہدری عبدالرزاق صدر میر پور کالونی، سردار محمد دین خان صدر بوہڑ کالونی نے بھوک ہڑتال کی۔ ایکشن کمیٹی قائم کی گئی جس کی زیر نگرانی ایک بڑا جلوس نکالا گیا جس کی قیادت چوہدری محمد شریف طارق ایڈووکیٹ، سید جماعت علی شاہ مرکزی جنرل

Marfat.com

سیکرٹری انجمن، نائب صوبیدار محمد حسین خان، چوہدری غلام نبی، سردار محمد قاسم خان، محمد فضل شوق، چوہدری غلام حسین چوہان، سردار جمال دین، سردار کرامت اللہ خان، چوہدری فیض اللہ جوشی، چوہدری محمد دین، صوبیدار احمد مصری، چوہدری عبدالرزاق، سید منظور شاہ، سردار محمد نذیر خان، سردار عنایت اللہ خان، سردار محمد عزیز خان، سردار مدد خان، محمد صدیق بیگ، سردار جلال الدین خان وغیرہ نے کی جبکہ کوٹلی کے بڑے جلسہ سے مرزا منیر احمد، چوہدری محمد دین، کامریڈ محمد شفیع چترپڑی، مرزا نذیر اللہ جانباز، مجاہد غلام دین، چوہدری شفیع اللہ، نمبردار سید محمد چوہدری، چوہدری مصری احمد، سردار محمد عزیز خان، ملک محمد اسلم راہی، فیض اللہ جوشی، محمد صدیق بیگ، سردار محمد صابر خان نکیالوی، سردار ہدایت اللہ خان، منشی محمد صادق، سید حاکم شاہ، چوہدری محمد شریف طارق اور سید جماعت علی شاہ مرکزی جنرل سیکرٹری نے شرکت کر کے خطاب کیا اور راشن مَنی بحال کرنے اور مہاجرین 1965ء کو زرعی اراضی دے کر آباد کرنے کا مطالبہ کیا۔ بے شمار پُر جوش کارکنوں نے اِس تحریک میں حصہ لیا۔ سب کے نام عرصہ چالیس سال گزر چکا ہے یاد نہیں رہے۔ سب کی کاوشوں کو سلام کرتا ہوں۔ اس تحریک کے نتیجہ میں ماہوار راشن مَنی بحال ہو کر آزاد کشمیر کے علاقہ چھمب ضلع بھمبر اور پاکستان کے ضلع جھنگ میں آبادکاری کے فیصلے کا اعلان صدر آزاد ریاست جموں وکشمیر نے کیا جس کے نتیجہ میں مہاجرین کی آبادکاری عمل میں لائی گئی۔ کچھ رہنما مرزا محمد حسین خان، ملک محمد زبیر زخمی، ملک محمد اکبر خان، قاضی محمد اقبال خان وغیرہ وفات پا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی قبروں پر کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے۔ زندہ رہنماؤں کو مہاجرین کی مزید خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سینئر گریڈ میں ترقی اور پائلٹ مڈل سکول کھنڈہار نکیال میں تعیناتی

جون 1968ء میں صدر معلم مرزا محمد بوستان خان کی کوششوں سے سینئر گریڈ میں ترقی ہوئی۔ پُر وقار الوداعی تقریب میں صدر معلم صاحب اور سٹاف ممبران نے اپنی تقاریر میں میری پابندی وقت اور محنت ولگن کے حوالے سے توقع سے بڑھ کر خراج تحسین پیش کیا حالانکہ بندہ ناچیز

Marfat.com

اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا تھا۔ بعض ممبروں نے تحصیل کوٹلی کے دور دراز مقام نکیال تعیناتی پر پریشانی کا اظہار کیا۔ اُن کا خیال تھا کہ کہیں نزدیک ہی ترقیابی ہو جاتی۔ اگلے روز صدر معلم مرزا محمد بوستان خان نے مجھے ساتھ لے کر اپنے بڑے بھائی ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز ضلع میرپور کے دفتر پہنچے اور کہیں نزدیک ایڈجسٹ منٹ کے لئے سفارش کی۔ خالی آسامی نہ ہونے کی وجہ سے طے ہوا کہ فی الحال پروموشن کے سلسلہ میں نکیال ہی حاضری دی جائے۔ جلد ہی واپس لانے کی کوشش کی جائے گی۔ ایک بزرگ جو فوج میں کچھ سال نکیال رہ چکے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اُس سکول میں ماسٹر محمد یٰسین خان انچارج صدر معلم اور ماسٹر محمد حفیظ خان پرائمری مدرس بڑے کھڑ پینچ اور کل کلاں کے مالک ہیں اور غازی کشمیر سردار فتح محمد خان کریلوی کے حمایت یافتہ ہیں جس کو چاہیں حاضر کرتے ہیں وغیرہ۔

بہرحال ''ہر چہ بادا باد'' مجھے تو پروموشن کے سلسلہ میں حاضر ہونا ہی تھا۔ یہ یقین بھی تھا کہ پڑاوا تھکیالہ (نکیال) 1947ء سے قبل تحصیل مینڈر کی ایک نیابت تھی اور علاقہ کی تھکیال اور ڈومال برادریوں سے رشتہ داریاں بھی ہیں اللہ بہتر کرے گا۔ ہمارے گاؤں بھاٹہ دھوڑیاں تحصیل مینڈر کے کچھ مہاجرین ہل کالونی نکیال غربی میں مقیم تھے۔ بچوں کی رہائش کا انتظام ہو سکتا تھا۔ لہذا اللہ کا نام لے کر مع بچوں کے نکیال کے لئے روانہ ہوا۔ لاری اڈہ کوٹلی میں بھائی محمد افسر خان فیروزال آف کلر موہڑہ سے ملاقات ہوئی جنہوں نے اپنی جیپ پر ہل کالونی نکیال لایا۔ ان دنوں کوٹلی تا نکیال جیپ ایبل روڈ تھی۔ ہمسایوں کے ہاں ہل کالونی میں قیام کیا۔ اگلے روز حاضری کے لئے روانہ ہوا۔ مڈل سکول کھنڈہار بازار کے عقب میں واقع تھا جو اب ترقی کرتے ہوئے گورنمنٹ ڈگری کالج برائے طلباء بن گیا ہے۔ ماسٹر محمد حفیظ خان بازار میں ہی مل گئے جو نزدیکی ہوٹل یعنی صوفی لعل محمد خان کے ہوٹل پر چائے نوشی کے لئے لے گئے۔ اتفاقاً غازی کشمیر سردار فتح محمد خان کریلوی بھی وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ علیک سلیک کے بعد تعارف شروع ہوا۔ میں نے مہاجر 1965ء موضع بھاٹہ دھوڑیاں علاقہ ناڑ فیروزال مینڈر کا ذکر کیا تو سردار صاحب نے غور

Marfat.com

سے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ آپ دھوڑیاں کس کے بیٹے ہیں۔ ایسا لگتا تھا کہ سردار صاحب کے واقف ہیں۔ میں نے والد صاحب کا نام بتانے کی بجائے اپنے دادا جان سردار گوہر خان نمبردار بھاٹہ دھوڑیاں کا نام بتایا۔ سردار صاحب نے فرمایا کہ سردار گوہر خان کے چار بیٹے عطاء محمد خان، بہادر علی خان، فرمان علی خان اور علی اکبر خان تھے۔ آپ ان میں سے کس کے بیٹے ہیں میں نے والد صاحب فرمان علی خان کا نام بتایا اور فرمانے لگے کہ آپ کے والد صاحب اور میں ڈڈیالہ کے میدان میں کبڈی، بازو گیری اور کشتی وغیرہ کیا کرتے تھے۔ آپ میرے بیٹے ہیں۔ آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی۔ یہ آپ کا اپنا گھر ہے۔ چائے نوشی کے بعد ماسٹر محمد حفیظ خان سے مخاطب ہو کر کہا حفیظ جالندھری اور یٰسین کو بھی کہنا یہ میرا بیٹا آیا ہے اس کا خیال رکھنا۔ اللہ تعالیٰ میرے جیسے سیدھے سادھے اور صاف گو بندوں کا ساری زندگی بھرم رکھتا رہا ہے۔ اس نے میری کوتاہیوں کو ہمیشہ نظر انداز کر کے اس زندگی میں کامیابی و کامرانی عطا فرمائی۔ اگلی زندگی میں بھی اسی کے فضل و کرم کا آسرا ہے۔ "طهور بی"۔

حاصل کلام حفیظ صاحب اور بندہ دونوں مڈل سکول کھنڈ ہار پہنچے۔ سردار محمد یٰسین خان جونیئر مدرس انچارج صدر معلم سے تعارف ہوا۔ وہ فوراً صدر معلمی کی کرسی چھوڑ کر میرے پاس آ بیٹھے۔ خوشی کا اظہار کیا۔ خاطر مدارت کی اور چارج میرے حوالے کیا۔ یہ سترہ جون انیس صد اڑسٹھ (17-6-1968) کا واقعہ ہے۔ ان دونوں سٹاف ممبر بھائیوں نے عرصہ چالیس سال تک میرے ساتھ اپنے حقیقی بھائیوں جیسا سلوک کیا۔ پبلک زندگی میں متعارف کرایا۔ انتظام و انصرام میں مدد کی۔ حتیٰ کہ میری نجی اور شخصی مشکلات میں معاونت کی۔ سردار محمد یٰسین خان بطور سینئر مدرس اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر تحصیل فتح پور تھکیالہ اور صدر معلم گورنمنٹ ہائی سکول کریلہ مجہان/کھنڈ ہار تعینات ہو کر 10/اپریل 1994ء کو ملازمت سے ریٹائر ہوئے اور بعارضہ قلب مورخہ 26 اپریل 2007ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔ ماسٹر محمد حفیظ خان اِسی ادارہ سے ریٹائر ہوئے اور 20 نومبر 2007ء کو ادارہ امراضِ قلب میرپور میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اللہ تعالیٰ ہر

Marfat.com

دو صاحبان کو غریق رحمت کرے اور اُن کی قبور پر انوار و تجلیات کی بارش ہو۔ آمین۔

اس وقت سٹاف ممبران میں سردار محمد یلیین خان، سردار محمد حفیظ خان کے علاوہ صوفی لعل محمد چوہدری جونیئر مدرس بعد میں صدر معلم ہائی سکول، سید ملازم حسین شاہ جونیئر مدرس بعد صدر معلم ہائی سکول، صوفی محمد شفیع راہی، جونیئر ڈرائنگ مدرس بعد میں صدر معلم ہائی سکول، مسٹر لعل محمد آف ڈھیری ڈبی جونیئر مدرس، ماسٹر میر محمد چوہدری، مولوی فیض محمد بھٹی، ماسٹر فقیر محمد آف سیری کھنڈہار، ماسٹر محمد خالد خان بعد میں ماسٹر لعل حسین چوہدری آف جیر اور ماسٹر محمد رشید خان برادر ماسٹر محمد حفیظ خان بھی سٹاف میں شامل ہوئے۔ ہمارے واحد نائب قاصد مسٹر محمد ممتاز خان مرحوم آف بکناڑا تھے۔ اپریل 1970ء میں ہائی سکول بننے پر سردار مقبول حسین خان سینئر مدرس بعد پرنسپل گورنمنٹ گرلز کالج نکیال، سردار محمد نذیر خان سینئر مدرس بعد صدر معلم/ پرنسپل ہائیر سیکنڈری سکول، سردار محمد افسر خان سدھن سینئر مدرس بعد صدر معلم ہائی سکول اور ستمبر 1970ء میں جناب عبدالمجید رتیال آف میرپور شہر بطور مستقل صدر معلم تعینات ہوئے۔ جملہ حضرات کوالیفائیڈ، محنتی اور اچھے لوگ تھے جن کے ساتھ اچھی بسر اوقات ہوئی۔ بعد میں ہائی سکول میں حاجی عبدالرشید صاحب، جناب محمد صادق بٹ صاحب، چوہدری ولی داد صاحب اور سردار محمد اسماعیل خان صاحب صدر معلمین میری موجودگی میں تعینات ہوئے۔ مدرسین میں راجہ امیر اللہ خان حال ریٹائر صدر معلم، ملک منشی خان بعد میں صدر معلم ہائی سکول اور خواجہ اسرار محی الدین بعد میں صدر معلم وغیرہ تعینات ہوئے۔ الحمدللہ کہ بندہ کے سب حضرات کے ساتھ اچھے مراسم رہے۔ ''خواب ہو کر رہ گئی ہیں کیسی کیسی محبتیں۔''

کھنڈہار سکول کے چند قابل ذکر واقعات

کیا زمانے کی شکایت ، کیا گلہ تقدیر کا
میں مصور ہوں ، اپنے شوق کی تصویر کا

کھنڈہار سکول میں تعیناتی کو سال سوا سال ہو چکا تھا۔ اب یہاں ایڈجسٹمنٹ اچھی

Marfat.com

طرح ہو چکی تھی۔ اہل خانہ بھی ہمراہ نکیال لایا تھا۔ اسی اثناء میں صوفی لعل محمد صاحب کی پروموشن بحیثیت سینئر مدرس ہائی سکول منگ پونچھ ہوگئی۔ موصوف نے اندر ہی اندر میں محکمہ سے گٹھ جوڑ کر کے راقم الحروف کو ہائی سکول چکسواری میرپور اور خود کو بطور صدر معلم مڈل سکول کھنڈہار تبادلہ کا حکم لے کرا چانک آ دھمکے۔ غالباً مرزا برادروں نے بھی سابقہ وعدہ کی بنیاد پر تجویز بنا کر دی تھی لیکن اب حالات بدل چکے تھے۔ قبلہ سردار فتح محمد خان کریلوی سٹیٹ کونسلر، سردار محمد اقبال خان چیئرمین آف ڈبسی، مولانا حکیم محمد شاہ صدر تعلیمی کمیٹی، مولانا محمد یوسف خان قادری، چوہدری سیف علی، صوفی محمد خان وغیرہ اکابرین نکیال میرے تبادلہ سے سیخ پا ہوئے اور تبادلہ منسوخ کروانے کے لئے عوامی درخواستیں لکھ کر سردار صاحب کریلوی کو دیں۔ موصوف نے مجھے بلا کر یہاں ہی تعینات رہنے پر راضی کر لیا۔ سردار صاحب کے اپنا سفارشی خط لکھ کر اپنے بیٹے سردار سکندر حیات خان ایڈووکیٹ، ذیلدار سردار محمد اقبال خان، ماسٹر محمد یٰسین خان، صوفی محمد خان کیانی اور راقم الحروف کو ڈی آئی سکولز میرپور کے پاس تبادلہ کی منسوخی کے لئے بھیجا۔ ڈی آئی صاحب نے منسوخی کے لئے تجویز لکھ دی۔ سردار سکندر حیات خان اور محمد خان کیانی میرپور سے واپس آئے۔ ذیلدار صاحب، یٰسین صاحب اور بندہ تینوں سوہادہ شریف اس وقت کے وزیر تعلیم سید عبداللہ شاہ آزاد کے پاس گئے جو گھر آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے سردار محمد حسین آف دھڑے صدارتی مشیر کو خط لکھ کر دیا اور ناظم اعلیٰ تعلیمات شیخ محمود احمد صاحب کو تبادلہ منسوخ کرنے کا حکم دیا۔ راولپنڈی سے ذیلدار صاحب واپس ہوئے۔ یٰسین صاحب اور راقم الحروف دونوں مظفرآباد گئے۔ خط/فون کے علاوہ راجہ محمد صدیق اے ایس آئی کے ذریعہ جسٹس محمد یوسف صراف سے فون کروا کر تبادلہ منسوخ کروایا اور واپس آئے۔ واپسی پر پتہ چلا کہ میرے کچھ دوست سٹاف ممبران نے نئے ہیڈ ماسٹر صاحب کے قصیدے شروع کر دیئے تھے اور مجھے شاید مہاجر سمجھ کر نظر انداز کر رہے تھے۔ راقم الحروف نے اِس ضمن میں ایک فی البدیہہ نظم بعنوان ''حالاتِ حاضرہ'' سٹاف میٹنگ کر کے سنائی جو تفننِ طبع کے لئے ذیل درج کی جاتی ہے۔

Marfat.com

حالات حاضرہ

دیکھتے دیکھتے یار بدل گئے لوگ کہتے تھے ، اغیار بدل گئے
چڑھتے سورج کی ہوتی ہے یہاں پوجا صوفی و ملا و سردار بدل گئے
بھروسہ بھی کیجئے ، تو کس پہ کیجئے خویش و اقارب ، یار غار بدل گئے
متاع گراں مایہ کہیں ملتی نہیں جنس بدل گئی ، خریدار بدل گئے
منافقت ہوئی ہے بڑائی کا معیار بے وفا بدلے ، وفادار بدل گئے
کہاں صوفی و مُلا کہاں محراب و منبر دین باقی ہے ، دیندار بدل گئے
بدلنا تھا ہل بیل کو لیکن زمیں بدل گئی ، زمیندار بدل گئے
غیرت بنی ہے رونق محفل حیف! مسلم کے کردار بدل گئے
بدلتی ہی جاتی ہیں اقدار حیات زاہد بدلے ، گناہ گار بدل گئے
زمانے کی ستم ظریفی دیکھو تو یارو شریف بدلے ، اشرار بدل گئے
بدل ہی گیا ہے زمانے کا زمانہ شوق نہ بدلا ، بے شمار بدل گئے

آزاد جموں وکشمیر قانون ساز اسمبلی کے انتخابات سال 1970ء میں ہوئے تو مسلم کانفرنسی اُمیدوار سردار سکندر حیات خان اور مولوی لعل محمد بانیاں حلقہ نکیال سے الیکشن لڑے جس میں سردار سکندر حیات خان کامیاب ہو گئے۔ ہارنے کے بعد مولوی لعل محمد بانیاں نے شکست کی خفت مٹانے کے لئے لبریشن لیگ نکیال کے جلسہ میں مختلف ملازمین کے خلاف تقریر کی جس میں گورنمنٹ ہائی سکول کھنڈہار کے صدر معلم اور اساتذہ کرام بھی شامل تھے جن میں بالخصوص راجپوت برادری کے اساتذہ کو ہدف تنقید بنایا گیا تھا۔ اگلے روز بازار میں مولوی صاحب کی سکول کے بعض بچوں سے مڈبھیڑ ہو گئی جو اساتذہ کے خلاف تقریر کرنے کی وجہ پوچھ رہے تھے۔ مولوی صاحب نے اپنے ذہن سے اسے اساتذہ کی کارستانی قرار دیا اور کہا کہ مجھ پر راجپوت اساتذہ کرام نے حملہ کروایا۔ صدر معلم صاحب کے علاوہ راقم الحروف اور ماسٹر محمد حفیظ خان وغیرہ کے

Marfat.com

خلاف جوڈیشنل انکوائری کے لئے درخواست دی حالانکہ ہمیں کسی تقریر یا حملہ کا علم تک نہ تھا۔ بعد میں معلوم ہوا چند بڑے سیاستدانوں کو چھوڑ کر باقی الیکشن کے دنوں میں مختلف روپ بدل کر عوامی جذبات کو بھڑکاتے ہیں، کبھی علاقائی ازم، کبھی برادری ازم، کبھی ظالم مظلوم کی جنگ، کبھی راجپوت، گوجر کا جھگڑا، کبھی سردار چوہدری کا بہانہ، بے چارے سیدھے سادھے عوام کیا اس چرب زبانی میں بعض اوقات پڑھے لکھے بھی جھانسے میں آجاتے ہیں۔ یہاں ٹھکیال میں بھی یہی ہوتا رہا ہے اور اسی بنیاد پر ملازمین کے انتقامی تبادلے، اکھاڑ پچھاڑ وغیرہ ہوتی رہی ہے۔ اب سردار سکندر حیات خان صاحب نے اپنے دورِ حکومت میں اس لعنت میں کمی کرنے کی سعی کی ہے اور اب لوگ برادری ازم نہیں بلکہ تعمیر و ترقی کی بنیاد پر ووٹ دینے لگے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ راقم الحروف کا خاندان 1932ء سے مسلم کانفرنس کے نظریہ کا حامی رہا ہے اور الحمد للہ یہ وابستگی مسلسل اب تک چلی آرہی ہے۔ یہ بات بالکل سچ ہے کہ آزاد جموں و کشمیر کے انتخابات میں ہم نے ہمیشہ مسلم کانفرنس کو سپورٹ کیا اور اب بھی کر رہے ہیں لیکن بحیثیت ملازم صرف ووٹ سپورٹ کی حد تک رہے۔ عملی سیاسیات میں کبھی حصہ نہیں لیا۔ اب بھی کوئی لیڈر ایسا واقعہ نہیں بتا سکتا جس میں خصوصاً میں نے عملی سیاست میں حصہ لیا ہو۔ آباؤ اجداد سے کریلوی خاندان سے تعلق رہا ہے۔ میرے والد صاحب اور سردار فتح محمد خان کریلوی گہرے دوست تھے۔ میں نے یہاں پڑاوتھکیالہ میں قیام کے دوران بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر تعلقات کو نہ صرف بحال بلکہ زیادہ تقویت دی۔ سردار صاحب کریلوی عمر میں چھوٹا ہونے کے باوجود میرا بڑا احترام کرتے تھے اور اپنے بیٹوں کی طرح گردانتے تھے۔ یہ ان کی شفقت تھی۔ اسی طرح تھکیال برادری کے اکابرین سردار محمد بشیر خان، سردار نصیب اللہ خان، ذیلدار محمد اقبال خان اور سردار عصمت اللہ خان میروی وغیرہ نظریاتی اور رشتہ داری وجوہات کی بناء پر میری قدر کرتے تھے۔ میں کبھی سیاسی یا غیر سیاسی اُلجھن میں پڑے بغیر سب برادریوں کے بزرگوں کے احترام کا قائل ہوں۔ اِس طرح مولوی لعل محمد بانیاں سے بھی کوئی ذاتی پرخاش نہ تھی لیکن انہوں نے نہ جانے کیوں مجھے اور دیگر راجپوت ملازمین

Marfat.com

کو اپنا مخالف سمجھا۔ بہرحال جوڈیشنل انکوائری ہوئی محض سیاسی الزام کی بنیاد پر اس میں کچھ وزن بھی نہ تھا۔ آخر سردار جہانداد خان آفیسر مال کوٹلی انکوائری آفیسر نے مابین صلح کرادی۔ میں مولوی صاحب کا احترام کرتا ہوں اور انہوں نے بھی بعض محفلوں میں میری فرض شناسی، پابندی وقت اور اچھا منتظم ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ اب یہ قصہ ماضی ہے۔

بی۔ایڈ ٹریننگ کے لئے گورنمنٹ ٹریننگ کالج ملتان ماموری

اکتوبر 1971ء میں بی۔ایڈ تربیت کے لئے گورنمنٹ ٹریننگ کالج ملتان مامور ہوا۔ سکول کے طلباء اور سٹاف کی الوداعی پارٹیوں کے بعد فارغ ہو کر ملتان چلا گیا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ داخلہ بی۔اے/بی ایس سی امتحان پنجاب یونیورسٹی کے نتائج کے بعد داخلہ ہو گا۔ لہذا ہم آزاد کشمیر اور شمالی علاقہ جات والے واپس آ کر اپنے اداروں میں حاضر ہو گئے۔ دسمبر 1971ء میں پاک بھارت جنگ اور مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد جنوری 1972ء میں کالج میں داخل ہوئے۔ ضلع میرپور سے مسٹر تصدق حسین، مولوی خلیل، مسٹر محمد رفیق چوہدری، محمد صادق مغل ڈڈیال، راجہ پنوں خان سیاکھ، محمد صادق کوٹلی اور محمد فضل شوق نکیالوی۔ پونچھ سے سردار خورشید انور، سردار محمد خلیل، راجہ محمد لطیف خان اور مسٹر خالد محمود آف ٹائیں۔ مظفر آباد سے محمد اقبال سواتی، گلگت بلتستان سے وزیر حمایت حسین اور تین دوسرے ساتھی تھے جن کے نام یاد نہیں رہے۔ داخلہ کے بعد ہاسٹل میں سیٹ ملی تو مجھے میس منیجر بنا دیا گیا۔ راقم الحروف محمد فضل شوق، وزیر حمایت حسین بلتستان اور چوہدری محمد رفیق کا کڑہ ٹاؤن میرپوری ایک ہی کمرہ میں مقیم تھے۔ پونچھی حضرات ایک ہی کمرے میں بنام ''پونچھ ہاؤس'' مقیم ہوئے جبکہ ہمارے دوسرے ساتھی دو کمروں میں مقیم تھے۔ ہم سارے سولہ تھے۔ بارہ آزاد کشمیر اور چار شمالی علاقہ جات کے۔ جناب صدرالدین صدیقی وائس پرنسپل ہاسٹل وارڈن تھے۔ پرنسپل خواجہ خورشید احمد ایم ایس سی بانی مہاجر 1947ء، خواجہ صاحب ابتدائی طور پر سری نگر کے رہنے والے تھے وہاں سے امرتسر اور پھر مہاجر ہو کر ملتان آ گئے۔ نہایت ہی قابل، خلیق اور ہمدرد انسان تھے۔ بالخصوص کشمیر والوں کی بڑی قدر کرتے تھے۔

Marfat.com

ہمیں بنگلہ پر بلوا کر چائے وغیرہ پلاتے۔عید کے بعد خصوصی دعوت دی وغیرہ۔

علاوہ پروفیسر شمیم حیدر ترمذی، پروفیسر حافظ نثار احمد، پروفیسر ظفر اقبال نلک، رانا محمد سرور خان، پروفیسر طالب حسین خان وغیرہ اساتذہ کرام تھے۔ گورنمنٹ ٹریننگ کالج ملتان گلگشت کالونی کے سبزہ زار میں واقع ہے۔تربیت کے علاوہ حضرت خواجہ بہاؤالدین ذکریا ملتانیؒ، حضرت شاہ رکن الدین عالمؒ، حضرت شاہ شمس تبریز سبزواری ودیگر زیارات پر حاضری نصیب ہوتی رہی۔ ہمارے کمرے میں چوہدری محمد رفیق دیوبندی مسلک، وزیر حمایت حسین شیعہ مسلک اور راقم الحروف سُنی حنفی بریلوی مسلک سے تعلق رکھتے تھے لیکن آپس میں شیر وشکر رہے۔ہم مسجد عیدگاہ شریف میں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ کی امامت میں نماز جمعۃ پڑھتے تھے۔ دارالعلوم انوارالعلوم اور دارالعلوم قاسم العلوم میں بھی گئے۔مختلف علماء کرام سے ملاقاتیں کیں۔ ابن قاسم باغ میں سہ روزہ سُنی کانفرنس میں علمائے کرام کی تقاریر بھی سنیں۔ایک جمعہ کے موقع پر مولانا مفتی محمود احمد دیوبندیؒ کی تقریر بھی سنی اور ملاقات بھی کی۔غرضیکہ ہم معتدل مزاج تھے۔

بی۔ایڈ ٹریننگ از 16-1-1972 تا 15-11-1972 مکمل کر کے دوبارہ گورنمنٹ ہائی سکول کھنڈہار تحصیل کوٹلی ضلع میرپور آزاد کشمیر حاضری دی۔الحمدللہ امسال ہمیں نہ تنخواہ ملی نہ وظیفہ، لہذا اپنے اخراجات اور بچوں کے خوردونوش کے اخراجات جوں توں ادھار پر چلتے رہے۔نکیال میں بچوں کے اخراجات کے سلسلہ میں منشی جان محمد خان صاحب دوکاندار نے فراخ دلی سے سودا دیا۔واپسی پر اُن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے قرض چکا دیا۔میری اہلیہ نے سال بھر ہمت کر کے بچوں کی دیکھ بھال کی۔ برادرم محمد افسر خان اور عزیزہ گلزار بیگم نے بھی معاونت کی۔اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے آمین۔

1970ء کے انتخابات کے نتیجہ میں سردار محمد عبدالقیوم خان کی سربراہی میں آل جموں وکشمیر مسلم کانفرنس کی حکومت بنی جس نے پہلی بار وسیع پیمانے پر ہر شعبہ میں تعمیر وترقی کے کام شروع کروائے۔آزاد جموں وکشمیر میں محکمہ تعلیم میں انقلاب برپا ہوا۔کالجز اور سکول منظور ہوئے۔

Marfat.com

ہمارے نکیال کے ایم ایل اے سردار سکندر حیات خان کو وزیر مال و جنگلات کے منصب پر فائز کیا گیا۔ موصوف کی کوششوں سے ضلع میرپور کی تحصیل کوٹلی کو 1974ء میں ضلع کا درجہ دیا گیا اور کوٹلی، نکیال اور سہنسہ تین تحصیلیں تشکیل پائیں۔ ظاہر ہے ضلع بننے سے جملہ محکمہ جات میں توسیع ہوئی۔

تعیناتی بحیثیت اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر تحصیل نکیال

ضلع کوٹلی میں ایک ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر اور ایک اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر اور دیگر کئی آسامیاں تشکیل کی گئیں۔ تحصیل نکیال میں اے ڈی آئی ایس کی آسامی پر راقم الحروف کو ہائی سکول کھنڈہار سے تبدیل کر کے تعینات کیا گیا جبکہ تحصیل کوٹلی کی آسامی پر مسٹر شمس الزمان ہاشمی تعینات ہوئے۔ پہلے سال تحصیل سہنسہ کی آسامی کی تخلیق نہیں ہوئی تھی اس لئے راقم الحروف اور محترم شمس الزمان ہاشمی نے ضلع کے پرائمری مدرسین کی نگرانی امتحان وغیرہ کا کام مساوی طور تقسیم کر لیا۔ تحصیل نکیال اور تحصیل کوٹلی کو وادی بناہ، وادی ستہ پانی کے مدارس میرے حصے میں آئے۔ بقیہ مدارس ان کے ذمہ تھے۔ ہم نے سہولت نہ ہونے کے باوجود دفتری کام منظم کیا۔ سکولوں کے دورے کر کے اساتذہ کرام کو تدریسی اور انتظامی ہدایات جاری کیں اور تھوڑے ہی عرصہ میں ادارہ جات میں منظم طریقے سے حاضری اور درس و تدریس کا کام ہونے لگا۔ راقم الحروف نے 25 نومبر 1974ء سے بحیثیت اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر تحصیل نکیال چارج سنبھالا اور دوڑ دھوپ کر کے ادارہ جات کی بہتر کارکردگی کے لئے کام کیا۔ عوام الناس اور اساتذہ کرام مطمئن اور خوش ہو رہے تھے۔

کانٹوں میں ہے گرا ہوا چاروں طرف سے پھول
پھر بھی کھلا ہی پڑتا ہے کیا خوش مزاج ہے

ہیں درون خانہ ہنگامے کیا کیا
چراغ رہ گزر کو کیا خبر ہے

پیپلز پارٹی پاکستان کی حکومت کی ایماء پر آزاد جموں وکشمیر کی مسلم کانفرنس حکومت کو

Marfat.com

برخاست کر کے عبوری حکومت قائم کی گئی اور نئے انتخابات 18 مئی 1975ء کو کیے جانے قرار پائے۔ پھر کیا تھا بے چارے ملازمین کی وہی شامت۔ ہمارے حلقے میں سردار سکندر حیات خان اور مولوی لعل محمد بانیاں پھر صف آراء ہوئے۔ ظالم مظلوم کی جنگ پرانا نعرہ پھر تازہ ہو گیا۔ حکومت پاکستان کی بین مداخلت کی وجہ سے مسلم کانفرنس نے انتخابات کا بائیکاٹ کیا۔ اس طرح یک طرفہ ٹریفک کے طور پر پیپلز پارٹی آزاد کشمیر کی حکومت قائم ہو گئی۔ مولوی لعل محمد بانیاں بھی ایم ایل اے قرار پائے۔ پھر کیا تھا افراتفری، ملازمین کے تبادلے، راجپوت ملازمین کے تبادلے تحصیل نکیال سے باہر بطور انتقام کر دیئے گئے۔ راقم الحروف کا تبادلہ ضلع سے باہر گورنمنٹ ہائی سکول ڈڈیال ضلع میرپور کر کے اپنے ایک عزیز اور برادری کے صوفی لعل محمد صاحب کو اے ڈی آئی نکیال لگایا گیا۔ سردار محمد یلیین خان، سردار محمد حفیظ خان، سردار محمد اکرم خان وغیرہ تحصیل سے باہر تبدیل ہوئے۔ گویا کہ سقہ بچہ والی حکومت کا حال تھا۔ ہم نے چاروناچار فارغ ہو کر نئی جائے تعناتیوں پر حاضری دی۔ اس طرح راقم الحروف 1974-11-25 تا 1975-9-25 کا قلیل عرصہ جائے تعیناتی پر کام کر سکا۔ یہ دور ابتلاء کا تھا۔ بہرحال گورنمنٹ ہائی سکول ڈڈیال حاضر ہو کر فرائض انجام دینا شروع کیے۔ مہاجر 1965ء ہونے کی وجہ سے گھریلو مشکلات تھیں۔ اہل وعیال میں کسی کے گھر میں تھا۔ ایک بیٹی دور گرلز پرائمری سکول جندروٹ تعینات تھی، کوئی پرسان حال نہ تھا۔

چنانچہ ایک ماہ کی رعایتی چھٹی لے کر گھر آیا اور تبادلہ کی کوشش کے طور پر مظفرآباد گیا۔ وزیر تعلیم چوہدری غلام احمد رضا مرحوم کو اپنی داستان بیان کی کیونکہ وہ مہاجر 1947ء علاقہ راجوری تھے۔ راقم الحروف کے خیال میں وہ اس زیادتی کا ازالہ کریں گے لیکن انہوں نے ایم ایل اے سے لکھوا کر لانے کی شرط لگائی اور میرے اصرار کرنے پر محکمہ سے نکالنے کی دھمکی دی۔ بے نیل و مرام واپس ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد صدر معلم ہائی سکول ڈڈیال جناب منیر احمد بصیر کی جانب سے نوٹس ملا کہ آپ کو حکم جناب وزیر تعلیم محکمہ سے فارغ کیا جا رہا ہے۔ ہکا بکا ہو کر ہائی سکول ڈڈیال

Marfat.com

پہنچی تو واقعتہً میری جگہ مشتاق احمد چوہان پی اے کو حاضر کرلیا گیا تھا۔ ناچار عدالت میں جانے کا فیصلہ کیا اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر میر پور مرزا محمد بوستان خان صاحب کو آرڈرز کی نقول مصدقہ مہیا کرنے کے لئے درخواست دی۔ وہ بھی حیران ہو گئے کہ ایک سلیکشن سینئر ٹیچر جو عنقریب ہیڈ ماسٹر بننے والا ہے۔ اس کو کس طرح بیک جنبش قلم فارغ کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے صدر معلم صاحب کو بلا کر تحقیقات کرتے ہوئے راقم الحروف کو حاضر کرنے اور مشتاق احمد چوہان کو دفتر بھیجنے کا حکم دیا جس سے عدالت میں جانے کی ضرورت نہ رہی۔ ہائی سکول ڈڈیال سے جنوری 1976ء میں راقم الحروف کا تبادلہ گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول نمبر 1 میر پور ہوا جہاں 14 جنوری 1976 کو حاضری رپورٹ پیش کی۔

ہر چارہ گر کو چارہ گری سے گریز تھا
ورنہ جو ہم کو دکھ تھے بہت لا دوا نہ تھے

گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول نمبر 1 میر پور میں

گورنمنٹ ہائی سکول میر پور ضلع بھر کا قدیم تعلیمی ادارہ ہے۔ یہ ادارہ 1944ء سے پہلے ڈوگرہ اساتذہ کے وقت سے قائم ہے۔ اس ادارہ کے ہندو اور مسلمان اساتذہ کرام نے بڑی محنت سے 1947ء سے قبل اور بعد تعلیمی آبیاری کی ہے۔ سینکڑوں بلکہ ہزاروں طلبا نے تعلیمی استفادہ کیا اور ڈاکٹرز، انجینئرز، وکلاء، ججز، پروفیسرز، ہیڈ ماسٹرز، سیاستدان، تاجر غرضیکہ زندگی کے ہر شعبے میں ترقی کی۔ اب بھی گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول نمبر 1 میر پور اور پوسٹ گریجویٹ کالج میر پور آزاد جموں وکشمیر کے بہترین تعلیمی اداروں میں شمار ہوتے ہیں جہاں سے تعلیم یافتہ افراد ملک کی تعمیر و ترقی میں بھر پور حصہ لے رہے ہیں۔

میرے لئے اِس مشہور و معروف ادارہ میں تعیناتی ایک اعزاز سے کم نہ تھی جس کا مجھے زبردست احساس رہا ہے جس کے لئے میں اپنے محسن مرزا محمد بوستان خان ناظم اعلیٰ آزاد جموں وکشمیر اور ان کے بڑے بھائی مرزا علی شان خان جو اس وقت ادارہ میں صدر معلم تعینات تھے اور

Marfat.com

بعد میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد آزاد کشمیر ریجن کے ڈائریکٹر رہے ہیں۔ ہر دو برادران کا ممنونِ احسان ہوں جنہوں نے ذاتی دلچسپی لے کر سیاسی انتقامی کارروائی کے نشانہ استاد کو ایک معروف تعلیمی درس گاہ میں تبدیل کروا کر کام کرنے کا موقع دیا۔ راقم الحروف نے بھی اس احسان کا بدلہ چکانے کے لئے رات دن محنت کر کے 100 فیصد نتائج دکھا کر ادارہ کے لئے نیک نامی پیدا کی۔ عرصہ تعیناتی کے دوران تعلیم پانے والے شاگرداں زندگی کے مختلف شعبوں میں امتیازی حیثیت رکھتے ہیں جن پر اساتذہ کرام اور ادارہ کو فخر ہے۔ عرصہ مزید گزرنے کے باوجود کچھ ذہین شاگردوں کے نام میرے ذہن میں موجود ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔ انجم رضا کیانی، افتخار احمد ظفر، ندیم رضا، ظفر محمود ڈار، طارق عظیم، چوہدری مسعود صادق، چوہدری محمود صادق، خالد سلطان چوہدری، مختار الحق، نوید افتخار، مرزا عبدالماجد، محمد اسلم محسن شکیل، تنویر حسین، پروفیسر شہاب، محمد اکرم، ارشد محمود، سہیل احمد انصاری، اکمل حسین شاہ، طاہر احمد، نسیم الغنی، نجف احمد، محمد شبیر، نایاب رفیق، عبدالقیوم، عتیق الرحمٰن، جن کے نام یاد نہیں رہے معذور ہوں اس کے علاوہ پی ٹی سی کلاس میں بھی شاگردان اساتذہ کرام نے اس ادارہ سے تربیت حاصل کی ہے۔

میرے تعیناتی کے دوران مرزا علی شان صاحب، محمد صادق بٹ صاحب اور خواجہ عبدالغنی صاحب صدر معلم رہے ہیں جو اعلیٰ معیار کے محنتی، ہمدرد، قابل اور اعلیٰ منتظم تعلیمی آفیسر شمار ہوتے ہیں۔ خواجہ عبدالغنی صاحب بعد میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کوٹلی بھی تعینات رہے۔ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ بالخصوص ان کی علم دوستی، انسان دوستی، حلیمی، مہمانداری، خوش خلقی، خوش پوشی، خوبصورتی اور خوب سیرتی قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا نقشہ پیش کرتی اور ہر کسی کے دل کو موہ لینے والی تھی۔ اللہ تعالیٰ اُن کی قبر پر کروڑ کروڑ رحمتوں کا نزول فرمائے۔ ایسے نابغہ روزگار انسان صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے بیٹے ڈاکٹر شکیل الغنی اور خواجہ نسیم الغنی بھی ہر دلعزیز اور والد مرحوم کے نقش قدم پر چل کر باوقار زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اللہ کرے ان کا چمن پھلتا پھولتا رہے آمین۔

Marfat.com

ہمارے سٹاف ممبرز میں تصدق حسین صاحب، خواجہ راشد الحسن صاحب، راجہ محمود احمد خان صاحب، خان بہادر عبداللہ صاحب، محمد اسلم صاحب، چوہدری محمد لطیف صاحب سائنس مدرس، راجہ ظفر اقبال صاحب، چوہدری محمد صدیق صاحب، صوفی عبدالرشید صاحب، محمد دین فاروقی صاحب، صوفی محمد عاشق صاحب، راجہ عطاء اللہ خان صاحب، نبیل قریشی صاحب ڈرائنگ مدرس، عبدالخالق پی ای ٹی، مرزا عبدالحفیظ، خواجہ شوکت، محمد ساگر، راجہ جمیل احمد، قاری شفیق الرحمٰن، محمد رزاق۔

تصدق حسین صاحب بی۔ ایڈ ٹریننگ گورنمنٹ کالج ملتان سال 72-1971 میں میرے کلاس فیلو رہے ہیں۔ اپنی امتیازی طبیعت کی وجہ سے پروموشن ٹھکراتے رہے۔ سینئر ٹیچر ریٹائر ہوئے۔ خواجہ راشد الحسن صاحب صدر آزاد جموں وکشمیر، قائداعظم محمد علی کے پرائیویٹ سیکرٹری جناب کے۔ایچ خورشید صاحب کے چچازاد بھائی ہیں۔ دوران سروس بیرون ملک چلے گئے تھے بعد کا علم نہیں۔ راجہ محمود صاحب صدر معلم ریٹائر ہوئے، لائق فائق آدمی ہیں۔ خان بہادر عبداللہ خان صاحب سیکرٹری تعلیم آزاد جموں وکشمیر (سکولز) تعینات ہیں۔ چوہدری لطیف صاحب بھی بطور صدر معلم ریٹائر ہوئے۔ چوہدری محمد صدیق صاحب صدر معلم پائلٹ ہائی سکول میرپور ہیں۔ راجہ عطاء اللہ خان صاحب ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر میرپور ریٹائر ہوئے۔ اللہ زندگی دراز کرے میری پُر اعتماد دوست ہیں۔ نبیل قریشی صاحب محکمہ مال میں تحصیل داری سے ہوتے ہوئے ڈپٹی کمشنر ضلع نیلم تعینات ہوئے ہیں۔ صوفی عبدالرشید صاحب ہم نوالہ، ہم پیالہ، گہرے دوست اور بزم ادب پائلٹ ہائی سکول میرپور میں میرے معاون رہے ہیں۔ مرزا عبدالحفیظ پرنسپل اور محمد ساگر صدر معلم ہیں۔

مزید برآں پائلٹ ہائی سکول نمبر 1 میرپور نصابی کے علاوہ ہم نصابی، علمی، ادبی سرگرمیوں میں صفحہ اول کا درجہ رکھتا رہا ہے۔ کھیلوں کے مقابلوں میں ضلع بھر میں نہیں بلکہ ریاست بھر میں پوزیشن ہولڈر رہا ہے۔ ادارہ کا ادبی مجلہ "ہالہ" میرپور بھی ضوفشانیاں کرتا رہا ہے جو علامہ

Marfat.com

اقبالؒ کے اس شعر کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔

ہمالہ کے چشمے اُبلنے لگے
خضر سوچتا ہے وُلر کے کنارے

ادارہ ہذا کا ایجوکیٹرز کلب علمی و ادبی خدمات انجام دے رہا ہے جس کی صدارت کا اعزاز بندہ ناچیز کو دورانِ تعیناتی رہا ہے۔ مقالہ جات، تنقید و نظر، نظم و نعت مختلف اصناف سخن زیر موضوع رہی ہیں۔ علاوہ ازیں ادارہ ہذا کی بزم ادب بھی مثالی رہی ہے جس میں بحث و مباحثے، قائداعظم، یوم اقبال، یوم مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، یوم پاکستان، یوم کشمیر، عید میلاد النبی ﷺ جیسی تقریبات منائی جاتی ہیں۔ علم و ادب کے مشہور اساتذہ پروفیسر عرفان چوہدری، راجہ محمود خان، مرزا علی شان خان، خواجہ عبدالغنی اور راقم الحروف ناچیز محمد فضل شوق کو بھی سرپرستی کا موقع ملا ہے۔ راقم الحروف اس ادارہ میں 1976-1-14 تا 1978-6-18 تقریباً اڑھائی برس تعینات رہا ہے۔ ساتھیوں سے بہت کچھ سیکھا ہے۔

10 اگست 1977ء کو سردار محمد ابراہیم خان صدر آزاد کشمیر نے قانون ساز اسمبلی توڑ دی جس کے نتیجہ میں چیف ایگزیکٹو جنرل محمد حیات خان کے وقت میرا تبادلہ دوبارہ بحیثیت اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر تحصیل نکیال ہوا۔ انتقامی کارروائی کرنے والوں سے جان چھوٹی اور راقم الحروف نے 1978-6-19 کو نکیال پہنچ کر صوفی لعل محمد صاحب اے ای او نکیال سے چارج حاصل کیا۔

میرپور کا تاریخی پس منظر/موجودہ حالات

سلطان محمود غزنوی بن سلطان ناصر الدین سبکتگین 387ھ میں غزنی کے مقام پر تخت نشین ہوا۔ وہ ملک خراساں، بخارا، ایران، توران وغیرہ فتح کرنے کے بعد تسخیر ہند کے لئے روانہ ہوا اور سلطان مذکور نے 392ھ میں ہند کے راجہ جے پال کو پشاور کے نزدیک فیصلہ کن شکست دی۔ سلطان نے ہندوستان کے مزید علاقے فتح کر لئے اور علاقہ پوٹھوہار جو سندھ اور جہلم کے

Marfat.com

دریاؤں کا پہاڑی علاقہ ہے جو اس وقت علاقہ کشمیر کے ساتھ سمجھا جاتا تھا۔ 392ھ میں کشمیر سے جدا کر کے گکھڑ شاہ کے سپرد کر دیا۔ بعد ازاں 412ھ میں ایک فرمان کے ذریعے گکھڑ شاہ کو حکمرانی کے لئے تفویض کر دیا۔ گکھڑ شاہ نے دریائے جہلم و پونچھ کے مابین چانہ اور بنیر کے مواضعات جو قصبہ چوکھ کے متصل ایک سخت جگہ پر واقع ہیں ان کو پسند کیا اور اپنا دارالحکومت مقرر کیا۔ گکھڑ شاہ کے نام پر ان کی اولاد گکھڑ کہلائی اور علاقہ پوٹھوہار، پرگنہ، اندرہل ڈڈیال وغیرہ پر 412ھ تا 1186ھ حکمران رہی۔ گکھڑوں کی حکومت آخری بادشاہ سلطان مقرب خان کی جنگ گجرات میں سکھوں کے ہاتھوں شکست کے بعد ختم ہوئی۔ پرگنہ، اندرہل پر دیوان جبار قلی خان ولد دیوان علی محمد خان کی حکومت تھی اور دارالحکومت چوکھ تھا۔ دیوان جبار قلی خان کے دو بیٹے فتح خان و میرا خان تھے۔ میرا خان پرگنہ دھن ملوکی میں فوجدار اور حاکم تھا جس نے 1051ھ میں اپنے نام پر قصبہ میرپور کی بنیاد رکھی۔ پرانے میرپور شہر میں جو اب منگلا ڈیم بننے کی وجہ سے زیر آب آ چکا ہے مشہور شاہی گکھڑ مسجد کے صحن میں میرا خان کی قبر موجود ہے جہاں پر لوگ چڑھاوے چڑھاتے رہے۔ یہ مسجد مع مقبرہ 68-1967ء میں زیر آب آ گئی ہے۔ اس مسجد کو تحریک آزادی کے ایک مضبوط مرکز کا مقام حاصل رہا ہے۔

سکھوں کے وقت سے پہلے مختلف علاقوں میں مختلف قوموں نے اپنی چھوٹی چھوٹی ریاستیں بنائی تھیں۔ مثلاً میرپور اندرہل وغیرہ۔ گکھڑ قوم، بھمبر کا علاقہ چب قوم، راجوری کا علاقہ جرال، مینڈر کا علاقہ فیروزال گکھڑ، پونچھ کا علاقہ راٹھور خاندان اور مظفرآباد کا علاقہ بمبہ کھکھا قوم کے زیر نگیں تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے 1819ء میں میرپور کے گکھڑ راجہ مقرب خان، بھمبر کے راجہ سلطان چب، راجوری کے راجہ اگر خان جرال، کوٹلی کے راجہ شہسوار خان منگرال، مینڈر کے راجہ زبردست خان فیروزال گکھڑ، پونچھ کے راجہ میر باز خان اور مظفرآباد کے راجہ زبردست خان وغیرہ کو شکست دے کر جموں و کشمیر پر قبضہ کر لیا اور 1822ء میں اپنے ایک معتمد جرنیل گلاب سنگھ ڈوگرہ کو جموں کی راجگی عطا کی۔ شروع میں یہ راجہ تین اضلاع پر مشتمل ریاست جموں کا راجہ تھا۔

Marfat.com

ریاست کا ضلع جموں تھا جو جموں، کٹھوعہ اور اودھم پور پر مشتمل تھا جبکہ دوسرا ضلع ریاسی تھا جو کوہ پیر پنجال کے سلسلے کے ساتھ ساتھ پونچھ جاگیر تک اور جنوب میں راجوری اور دیگر ملحقہ علاقے پر مشتمل تھا۔ تیسرا ضلع منادر کہلاتا تھا جس میں نوشہرہ، بھمبر، کوٹلی اور میر پور کا تمام علاقہ شامل تھا۔

معاہدہ امرتسر 16 مارچ 1846ء کے بعد وادی کشمیر پر مکمل تسلط کے بعد مہاراجہ گلاب سنگھ نے ریاست کا نام ریاست جموں وکشمیر رکھا جن میں ایک صوبہ جموں اور دوسرا کشمیر تھا۔ صوبہ جموں کے پانچ اضلاع تھے یعنی جموں، کٹھوعہ، اودھم پور، ریاسی اور میر پور۔ منادر سے ضلعی ہیڈکوارٹر میر پور تبدیل کر کے ضلع میر پور بنایا گیا۔ اس طرح ڈوگرہ راج ایک وسیع علاقہ پر قائم ہو گیا۔ ریاست کا ڈوگرہ حکمران ایک مہاراجہ کہلانے لگا۔ ڈوگروں کی حکومت شخصی اور ظالمانہ تھی جس نے علاقہ کے عوام پر بے شمار ظلم ڈھائے اور انہیں غلام بنائے رکھا۔ اس دوران آزادی کی تحریکوں نے جنم لیا اور ڈوگروں کے خلاف نفرت سے عوامی بے چینی میں اضافہ ہوا۔ 32-1831 کی پونچھی تحریک میں شمس خان ملدیال، ان کے بھتیجے راجولی اور ان کے ساتھیوں سبز علی خان ورملی خان وغیرہ نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے آزادی کی تحریک چلائی لیکن اسے وقتی طور پر طاقت کے بل بوتے پر دبا دیا گیا۔ برصغیر ہند کی انگریزوں سے آزادی کی تحریک کے ساتھ ساتھ جموں وکشمیر کے لوگوں میں جاگرتی پیدا ہونا شروع ہوئی جس کے نتیجہ میں 1909ء میں جموں میں ینگ مینز ایسوسی ایشن کا قیام اور سری نگر میں 1929ء میں حبہ کدل ریڈنگ روم کی ابتداء ہوئی۔ اکتوبر 1932ء میں جموں وکشمیر کے لوگوں نے آل جموں وکشمیر مسلم کانفرنس کی بنیاد ڈالی جو غریب عوام کے حقوق کے لئے جدوجہد کرنے لگی جس کے پہلے صدر شیخ محمد عبداللہ اور جنرل سیکرٹری چوہدری غلام عباس منتخب ہوئے۔ اس جماعت کے جھنڈے تلے ریاست بھر کے عوام اور عوامی لیڈروں نے تحریک آزادی میں حصہ لیا۔ کشمیر سے مرزا محمد افضل بیگ، بخشی غلام محمد، خواجہ محمد صادق، کشپ بندھو، مولانا محمد سعید مسعودی، میر واعظ کشمیر مولانا محمد یوسف شاہ، محمد علی کنول، کے ایچ خورشید، مفتی ضیاء الدین، غلام نبی گلکار، محمد یوسف صراف،

Marfat.com

جموں سے اے کے ساغر، سردار گوہرالرحمٰن، مجاہد میر پور راجہ محمد اکبر خان کیانی، غازی الٰہی بخش، علم دین قصاب، حوالدار صاحب، دین، فضل دین بھٹی ایڈووکیٹ، مولوی عبداللہ سیاکھوی، چوہدری نور حسین، چوہدری عبدالکریم، محمد شفیع کامریڈ، کامریڈ ترلوک چند، کامریڈ کرشن دیو سیٹھی، شیخ عبدالحمید، عبداللہ بھلی، عبدالمجید قریشی، ماسٹر روشن لال، ڈاکٹر یعقوب ظفر، ڈاکٹر یعقوب بھٹی، راجہ شاہنواز، راجہ نور علی، صدرالدین مجاہد، مرزا فقیر محمد راجوری، میر مقبول شاہ گیلانی، خواجہ قادر بانڈے، ماسٹر غلام احمد، خواجہ محمد دین بانڈے، سید اکبر شاہ کرمانی، سید نذیر حسین شاہ ایڈووکیٹ، مولوی غلام حیدر جنڈالوی، مولوی عبداللہ کفل گڑھی، سردار محمد ابراہیم خان، سردار عبدالقیوم خان، غلام رسول میر، چوہدری غلام حسین لسانوی، سردار فتح محمد کریلوی، سردار یار محمد خان ایڈووکیٹ، شیخ نبی بخش نظامی، کیپٹن خان محمد خان بابائے پونچھ، سید اصغر علی شاہ، سید خادم حسین شاہ، سید احمد شاہ، سردار مختار خان ایڈووکیٹ، چوہدری نور حسین، مرزا محمد حسین راجوروی، مرزا عطاء اللہ خان، سردار بدھ سنگھ، میاں احمد یار، راجہ حیدر خان، وید بھیسن، راجہ عبدالحمید خان، پنڈت پریم ناتھ بزاز وغیرہ کے علاوہ بے شمار گم نام کارکن ہیں۔ ان سب میں جموں، راجوری، میر پور، پونچھ، باغ اور مظفر آباد کے چیدہ چیدہ لیڈراں کے نام میرے ذہن میں آئے جو ذہن میں نہیں معذرت خواہ ہوں۔

11 جون 1938ء کے اجلاس میں مسلم کانفرنس کو نیشنل کانفرنس میں بدلنے کی قرارداد پر دو دھڑے بن گئے۔ کچھ حضرات مسلم کانفرنس کی آبیاری کرتے رہے۔ کچھ نیشنل کانفرنس میں شامل ہو گئے۔ اس طرح اس پھوٹ کے نتیجے میں ریاست جموں و کشمیر کا کچھ حصہ ہندوستان کے قبضے میں اور کچھ حصہ پر آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر قائم ہوئی۔ میر پور سے بعض لیڈران مسلم کانفرنس میں اور بعض نیشنل کانفرنس میں رہ کر کام کرتے رہے۔ البتہ ان حضرات کی تحریک آزادی میں بیش بہا قربانیاں ہیں جنہیں فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

1947ء کے بعد ضلع میر پور آزاد جموں و کشمیر کا حصہ بنا۔ اس ضلع کی تحصیل کوٹلی کو

Marfat.com

1974ء میں ضلع کا درجہ دیا گیا جبکہ تحصیل بھمبر کو بھی ضلع بنا دیا گیا ہے۔اس طرح ایک ضلع کے تین اضلاع میر پور، کوٹلی اور بھمبر بن چکے ہیں۔ پرانا میر پور شہر منگلا ڈیم بننے سے زیر آب آ کر بلاگالہ کے مقام پر میر پور سٹی تعمیر ہوا ہے جو بہت خوبصورت اور منگلا ڈیم کے کنارے واقع ہے۔ میر پور کے لوگ وسیع القلب، مہمان نواز، بہادر، حریت پسند اور باشعور ہیں۔ ڈوگرہ رجیم میں حکمران راجپوت، جاٹ کی تفریق کر کے اپنا اپنا اُلو سیدھا کرتے رہے۔اب بھی قانون ساز اسمبلی کے انتخابات کے موقع پر لیڈران برادری ازم کا پرچار کرتے ہیں لیکن اب حالات بدل چکے ہیں۔ لوگ تعمیر و ترقی کے حوالے سے ووٹ دیتے ہیں اور آپس میں شیر و شکر ہیں۔ میر پور والوں کی وسیع القلبی کی ایک بین مثال یہ ہے کہ نیو میر پور شہر میں وادی کشمیر، جموں، راجوری، مینڈر، پونچھ، باغ، مظفر آباد، کوٹلی، کھوئی رٹہ، غرضیکہ ہر جگہ سے لوگ آ کر آباد ہوئے ہیں۔اس طرح یہ ریاست جموں و کشمیر کا گلوبل شہر بن گیا ہے۔لوگ بیرونی ممالک میں جا کر پیسہ کماتے ہیں اور مرفع حال زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس وسیع القلبی کا فائدہ اٹھا کر راقم الحروف مولف نے بھی سیکٹر F-4 میر پور میں چھوٹا سا مکان تعمیر کیا ہوا ہے۔

دوسری بار تعیناتی بحیثیت اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر تحصیل نکیال ضلع کوٹلی

کچھ سمجھ کر ہی ہوا ہوں موج دریا کا حریف
ورنہ میں جانتا ہوں عافیت ساحل میں ہے

بر آور ہر چہ در سینہ داری
سرودے نالہء آہے فغانے

1975ء میں نکیال سے ڈڈیال انتقامی تبادلہ میرے جیسے بے گھر مہاجر 1965ء کے لئے سوہانِ روح بنا۔ بچے زیر تعلیم، ایک بیٹی گھر سے باہر استانی تعینات، کسی کے گھر میں کنبہ کا قیام، آمد و رفت کے اخراجات، جذباتی تناؤ، نہ جانے کیا

Marfat.com

کیا مشکلات تھیں جنہیں طوعاً قرعاً برداشت کیا گیا۔ سوچتا رہا کہ میں نے بحیثیت ملازم محکمہ تعلیم اپنی ڈیوٹی ہمیشہ کما حقہ انجام دینے کی کوشش کی ہے۔ عوام، اساتذہ کرام اور طلباء میں ہر دلعزیز اُستاد کے طور پر جانا جاتا رہا ہوں۔ میں نے دورانِ ملازمت کبھی بھی عملی سیاست میں حصہ نہیں لیا؟ بس میرا خاندان مسلم کانفرنسی اور نکیال میں کچھ رشتہ دار مسلم کانفرنسی تھے جس کی سزا مجھے دی گئی۔ یہ بات صحیح ہے کہ میں نے اندرون و بیرون سروس انتخابات میں اپنا ووٹ ہمیشہ مسلم کانفرنسی امیدواروں کو دیا جو ایک نظریاتی لگاؤ تھا۔ بایں ہمہ فارسی مثل ''عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما درآں باشد'' کے مصداق مجھے میرپور میں ایک پانچ مرلے کا پلاٹ الاٹ کروا کر وہاں اہل کنبہ کے ساتھ مکان بنانے کا موقع مل گیا جو لاکھوں کے فائدے کی بات ہے۔ میں یہ مولوی لال محمد صاحب بانیاں کی طرف سے تحفہ ہی سمجھتا ہوں۔ کئی ملاقاتوں میں ان کا شکریہ بھی ادا کیا ہے۔ ویسے مولوی صاحب موصوف نے پس پشت بھی میری ملازمت کے دوران فرض شناسی، دیانتداری اور انتظامی صلاحیت کی تعریف کی ہے اور اس کا تذکرہ مجھ ناچیز سے بھی کیا ہے۔ بہر حال گذشت آنچہ گذشت۔ ہمیں بحیثیت مسلمان صاف دل ہونا چاہیئے۔ ''نہ گلہ دوستاں ہے نہ شکایت زمانہ''

زندگی ایک سفر ہے۔ کسی کا سفر آرام سے کٹتا ہے، کسی کا تکلیف سے۔ میں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا عادی ہوں۔ بات ہو رہی تھی تبادلہ نکیال کی۔ میں میرپور بالکل مطمئن تھا کہ ٹیچرز ایسوسی ایشن کے مطالبہ پر میرا تبادلہ دوبارہ نکیال ہو گیا۔ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر میرپور اور خواجہ عبدالغنی صاحب صدر معلم گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول میرپور نے بھی تبادلہ کی منسوخی کی سفارش کی۔ جناب ناظم اعلیٰ تعلیمات آزاد کشمیر دورہ پر کوٹلی آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ ایک شاف ممبر اور دیرینہ ساتھی راجہ عطاء اللہ خان کو ساتھ لے کر تبادلہ کی منسوخی کے لئے کوٹلی روانہ ہوا۔ جناب ناظم اعلیٰ تعلیمات سے راجہ صاحب کے تعلقات تھے اور انہیں یقین تھا کہ تبادلہ منسوخ کروا

Marfat.com

لیا جائے گا لیکن یہاں کوٹلی آ کر راجہ عبدالحمید خان ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کوٹلی اور دیگر احباب کے اصرار پر نکیال حاضر ہونے کا فیصلہ ہوا۔ اس طرح 19-06-1978 تا 19-10-1981 بحیثیت اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر تحصیل نکیال ضلع کوٹلی تعینات رہا۔ 20-10-1981 سے بطور صدر معلم ہائی سکول ترقیابی ہوئی اور سردار محمد یٰسین خان سینئر مدرس نے میری جگہ چارج لے کر کام شروع کیا۔ بقول علامہ اقبالؒ

تنے پیدا کن از مشت غبارے ، تنے محکم تر از سنگیں حصارے

درون او دل درد آشنائے ، چوں جوئے در کنار کوہ سارے

بہرحال بحیثیت تعلیمی آفیسر میں نے اپنے فرائض منصبی ، فرض شناسی ، دیانتداری اور جانفشانی سے انجام دینے کی سعی کی ہے۔ ماتحت عملہ کو میٹنگز کے ذریعے اپنا فرض یاد دلایا، اچانک معائنے کیے، اساتذہ کرام کو ہر ممکن پابند کرنے کی کوشش کی، نتائج بھی اچھے برآمد ہوئے۔ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے، کھوئی رٹہ سے لے کر تتہ پانی تک کا پہاڑی علاقہ پیدل چل کر کام کیا جبکہ آج سڑکیں وغیرہ سہولیات موجود ہیں۔ اس دور کے لوگ اب بھی یاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی دین ہے جسے نصیب ہو جائے۔ مجھے اس بات پر اطمینان ہے کہ عوام، حکام، محکمہ اور اساتذہ کرام نے ہمیشہ میری حوصلہ افزائی اور معاونت کی ہے۔ بالخصوص خواجہ منیر حسین بٹ ڈی ای او، راجہ عبدالحمید خان ڈی ای او کوٹلی، خواجہ عبدالغنی صاحب مرحوم ڈی ای او کوٹلی، ملک محمد رفیق خان مرحوم ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کوٹلی اور چوہدری ولی داد صاحب ڈی ڈی ای او کوٹلی جیسے لائق فائق آفیسروں نے میری راہنمائی اور دلجوئی کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے آمین۔

نکیال غربی سے موضع بنالہ بکناڑ رہائش کی منتقلی

کوئی راستے میں شجر نہیں، کسی قافلے کی خبر نہیں

یہ عجب جادۂ شوق ہے نہ فراق ہے نہ وصال ہے

ہجرت 1965ء کے ساتھ ہی ہجرت در ہجرت شروع ہوگئی۔ میرا نکیال، دھموں کوٹلی

Marfat.com

سے ہوتے ہوئے قافلہ میر پور پہنچا۔ منگلا ڈیم تعمیر ہونے کی وجہ سے پرانے میر پور اور ملحقہ دیہات کے لوگوں کو اپنے مکانات، اراضیات وغیرہ کے معاوضے مل چکے تھے اور وہ نئی منزل کی طرف رواں دواں تھے۔ دیہات خالی ہو رہے تھے۔ اس ضمن میں خالی ہونے والے ایک گاؤں بڑ بنی میں ہمیں پہنچایا گیا۔ مرزا نذیر حسین خان جرال آف بھروٹ راجوری مہاجر 1947ء اس وقت ڈپٹی کمشنر میر پور تعینات تھے اور وہ 1965ء کے مہاجرین کی ہر ممکن امداد، دلجوئی کر رہے تھے۔ مختلف جگہوں پر خود دورہ کر کے عملہ کو حتیٰ الامکان بہتر انتظامات کرنے کی ہدایت دیتے۔ خود بھی غلہ، برتن، بستر، کمبل وغیرہ موقع پر جا کر تقسیم کرتے۔ انتظامی ذمہ داریوں کے علاوہ وہ درد دل رکھنے والے انسان تھے۔ مہاجرین کی اکثریت بھی ضلع میر پور میں پناہ لے رہی تھی۔ بڑے مسائل تھے جن سے نپٹنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ حکومت پاکستان اور آزاد جموں وکشمیر نے بھی بہتر انتظامات کرنے کے احکامات دے رکھے تھے۔ بڑبنی قیام کے دوران ڈیم میں پانی چڑھنا شروع ہوا جس کے نتیجے میں وہاں سے پھر مہاجر ہونا پڑا جس کو جہاں جگہ ملی۔ بڑی تگ ودو کے بعد ہمیں سٹاف کالونی میں ایک ایچ ٹائپ کوارٹر ملا جس میں ایک کمرہ، ایک برآمدہ، ایک چھوٹا سا باورچی خانہ، ایک باتھ اور معمولی سا کچن تھا۔ پندرہ سولہ افراد پر مشتمل کنبے نے اس میں رہنا شروع کیا اور جون 1968ء تک طوعاً وقرھاً اسی میں گذارا کیا۔ جون 1968ء میں مڈل سکول کھنڈہار نکیال میں پروموشن ہو کر تعیناتی ہوئی تو بچوں کو بھی ساتھ لیا۔ پہلے پہل بابا فیضی خان تھکیال آف سہر غربی نکیال کے ہاں فروکش ہوئے جہاں اکتوبر 1968ء تک قیام کیا لیکن صرف ایک کمرہ میں پورے خاندان کی رہائش، کھانا پکانا، سونا اور پھر مہمان آنے کی صورت میں مشکلات تھیں۔ پتہ کر کے صوفی اللہ داد خان، منشی جان محمد خان برادراں کے ہاں جگہ حاصل کر کے منتقل ہوئے۔ برادرم محمد افسر خان ولد فضل داد خان فیروزال سکنہ کلر موہڑہ حال مہاجر 1965ء بھی مع اہلیہ اش گلزار بیگم ہمراہ تھے۔ یہاں مکان بڑا تھا اور گذر اوقات میں قدرے آسانی پیدا ہوئی۔ لیکن تا بہ کے مالکان مکان نے کچا مکان اکھیڑ کر اسے بہتر طور پر تعمیر کرنے کا پروگرام بنایا تو مئی 1971ء میں یہاں

Marfat.com

سے بھی مہاجر ہونا پڑا۔ میری بیٹی نازیل شوق اور منجھلے بیٹے محمد اتفاق خان کی پیدائش اسی گھر میں ہوئی۔ ہفتہ بھر کے نومولود محمد اتفاق خان اور اس کی بیمار والدہ کو یہاں سے بجانب کھنڈیال پہاڑی مرزا فقیر اللہ خان جرال کے داماد مرزا محمد ریاض خان جرال کے گھر میں منتقل کیا۔ یہ مکان دو کمرہ جات، ایک برآمدہ اور ایک باورچی خانہ پر مشتمل تھا، جگہ علیحدہ تھی، قدرے سکون ہوا۔ مرزا صاحبان ریٹائرڈ صوبیدار فقیر اللہ خان، ریٹائرڈ صوبیدار میجر مرزا شیر محمد خان اور منشی جان محمد خان تھکیال آف گھنی موہڑہ نکیال غربی کے خاندان نے ہماری بڑی حوصلہ افزائی کی۔ دودھ، لسی، مکھن، موسمی سبزیاں وغیرہ ہر ممکن مدد کرتے رہے۔ میرا خاندان عمر بھر ان کی نیکی نہیں بھلا سکتا۔ اس میں شک نہیں کہ راقم الحروف نے بھی بحیثیت استادان کے بچے بچیوں کو گھر پر اور سکول میں اچھی تعلیم دینے کی کوشش کی۔ ہر گھر میں میرے شاگرد ہیں اور بعض محکمہ تعلیم و دیگر محکموں میں باوقار زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن نکیال غربی کہانی موہڑہ، کھوڑ دھڑہ وغیرہ کے مرد و خواتین کا حسن سلوک مجھے تا زندگی یاد رہے گا۔ نزدیک ہی پیر سید حاکم شاہ صاحب کی شاعری بھی نا قابل فراموش ہے۔ بہر حال میری بیٹی مسرت شوق اور سب سے چھوٹا بیٹا محمد ارفاق خان اسی گھر میں پیدا ہوئے اور ہم ستمبر 1981ء تک تقریباً ساڑھے دس سال یہاں مقیم رہے اور اچھے رہے۔

زندگی ہے تو گذر جائیں گے خزاں کے دن
فصلِ گل جیتوں کو پھر اگلے برس آتی ہے

مکان تبدیل کرتے کرتے کافی برس گزر چکے تھے۔ گھر والی، بچوں کی خواہش تھی کہ کوئی اپنا جھونپڑا ہو جہاں بے منت کسے زندگی بسر کی جا سکے۔ اغلب خیال میرپور جانے کا تھا جہاں بڑی ہمشیرہ سرور بانو اور بڑے بھائی سردار محمد نذیر خان و دیگر اہل خاندان مقیم تھے لیکن تبادلے کی کوئی صورت نہیں بنتی تھی۔ دریں اثناء چوہدری محمد بشیر صاحب ڈپٹی کمشنر کوٹلی دورہ نکیال پر آئے، ملاقات پر انہوں نے عرصہ بعد ملاقات اور موجودہ تعیناتی، رہائش وغیرہ کے سلسلہ میں استفسار کیا۔ صورت حال بتانے پر انہوں نے اسسٹنٹ کمشنر نکیال راجہ عبدالمجید خان صاحب اور تحصیلدار

Marfat.com

نکیال چوہدری محمد شریف صاحب کو ہدایت کی کہ شوق صاحب چکسواری میں ہمارے بچوں کے استاد رہے ہیں ان کو خصوصی دلچسپی لے کر کہیں خالصہ سرکار رقبہ میں مکان کے لئے جگہ دی جائے۔ ہر دو صاحبان میرے پہلے بھی شناسا تھے۔ انہوں نے نچلے عملہ پٹواری وغیرہ سے مل کر کوئی خالی جگہ خالصہ سرکار تلاش کر کے وہاں مکان بنانے کا حکم دیا اور مسل مرتب کرنے کی ہدایت کی۔ بقول مولانا چراغ حسن حسرت مرحوم

غمِ آرزو کو نہ زندہ کر دلِ بے خبر ، یہ وہ آگ ہے
جو سُلگ اُٹھی تو سُلگ اُٹھی ، دبی رہی تو دبی رہی

اِسی طرح میرے دل میں اپنا مکان بنانے کی آرزو سُلگ اُٹھی۔ پٹواری حلقہ نے موضع بکناڑ بنالہ میں نمبر خسرہ 467/1 و 155/1 رقبہ خالصہ سرکار خالی ہونے کا بتایا جہاں موقع پر بھی کسی کا قبضہ نہ تھا۔ عام گاؤں والوں کے مال مویشی چرا پھرا کرتے تھے اور شرط لگائی کہ وہ کسی پسندیدہ جگہ پر قبضہ کرو پھر کاغذی کارروائی کی جائے گی۔ میں نے کوشش کی کہ نکیال غربی تا نکیال شہر سڑک کے کنارے دائیں بائیں کنال بھر اراضی قیتا مل جائے تاکہ آئندہ کوئی تردد نہ ہو لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ لامحالہ، بکناڑا ہی قبضہ کا فیصلہ کیا۔ بعض اکابرین دیہہ سے خفیہ رابطہ کیا جنہوں نے مشورہ دیا کہ عام حالت میں شاید قبضہ نہ ہو سکے اس لئے آپ کسی طرح مہاجرین وغیرہ کو لا کر موقع پر ڈھارا وغیرہ بنائیں۔ ہم بھرپور مدد کریں گے۔ آپ ہمارے بچوں کے استاد ہیں، جگہ بھی خالی ہے وغیرہ۔ چنانچہ اپنے آدمیوں سے صلاح و مشورہ کے بعد مورخہ 17/18 ستمبر 1981ء کی شب کو ہمراہ ہم خیال مہاجرین/ اساتذہ کرام/ طلباء وغیرہ قبضہ کر کے جھونپڑی تعمیر کر لی۔ اگلے روز کچھ ہمسایہ اہل دیہہ آئے اور انہوں نے موقع پر رضامندی ہی ظاہر کی لیکن تیسرے روز میری حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ اردگرد کے گاؤں سے منظم مشاورت کے بعد مرد، عورتیں، بچیاں بچے وغیرہ قطار در قطار ڈنڈے، پتھر وغیرہ لئے ہماری جھونپڑی کی طرف رواں دواں تھے اور ایک ہل چل مچی ہوئی تھی۔ صلاح کاروں نے مردوں کو پیچھے رہ کر پہلے عورتوں، بچوں، بچیوں سے حملہ

Marfat.com

کروانے کا منصوبہ بنایا ہوا تھا۔ نو دس بجے دن کا وقت تھا۔ ہمارے پاس موقع پر دس پندرہ آدمی موجود تھے باقی اپنے اپنے کاموں پر چلے گئے تھے۔ اس یلغار کا مقابلہ محال نظر آتا تھا لیکن مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق ہم بھی ڈٹ گئے۔ ہمارے آدمی مسلح بھی تھے۔ میرے پاس بھی رائفل تھی لیکن میں نے اپنے آدمیوں کو تاکید کی کہ چاہے کچھ بھی ہو فائر نہیں کرنا ہے تاکہ کوئی جانی نقصان نہ ہو۔ ڈنڈوں سے کارروائی بے شک کریں۔ جونہی حملہ ہوا دونوں طرف سے ڈنڈے پتھر وغیرہ چلنے لگے۔ مجھے اپنے آدمیوں نے پابند کیا ہوا تھا کہ آپ لڑائی کے مقام پر ہرگز نہ آئیں ایسا نہ ہو کہ آپ مارے جائیں، ہماری خیر ہے لیکن عورتوں، بچوں وغیرہ کو زخمی ہوتے دیکھ کر مجھ سے نہ رہا گیا۔ دوڑ کر رائفل سمیت مجمع میں چلا گیا اور للکار کر کہا کہ کیوں لڑائی کرتے ہو، لڑائی بند کرو، میری بات سنو، اس پر لڑائی رُک گئی اور عورتوں نے کہنا شروع کیا۔

ماسٹر جی! ہم یہاں مکان نہیں بننے دیں گے۔ یہاں ہمارے مال مویشی چرتے ہیں۔ آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟ میں نے کہا کہ میرے پاس بچوں/انسانوں کے رہنے کی جگہ نہیں ہے آپ مویشیوں کی بات کرتی ہیں۔ ایک مائی بولیں آپ اپنے بچے میرے گھر لے چلیں۔ میں رہنے کی جگہ دوں گی۔ دوسری، تیسری کی پیش کش وغیرہ گفتگو شروع ہوگئی۔ اس عرصہ میں اردگرد کی مہاجر کالونیوں سے بے شمار مرد اور عورتیں موقع پر پہنچ گئے۔ کچھ اکابرین سردار عصمت اللہ خان بی ڈی ممبر میرہ، ہیڈ کنسٹیبل پولیس سردار نصیب اللہ خان آف کیٹھی جندروٹ، شمیم اختر ولد ذیلدار محمد اقبال خان آف ڈبسی، مولانا محمد یوسف خان قادری بنالوی وغیرہ موقع پر پہنچ آئے جنہوں نے گھات والے مردوں کو بلایا۔ عورتوں، بچوں کو گھر بھیجا اور باہمی افہام و تفہیم سے ایک تحریری دستاویز کے ذریعہ مجھے مکان بنانے اور تھوڑی جگہ جس کی موقع پر نشان دہی ہوئی۔ برائے کاشت سبزی وغیرہ رکھنے کی اجازت مل گئی۔ اس طرح موقع سے تصادم ختم ہوگیا۔ اس ضمن میں صوفی محمد خان کیانی، محمد خالق کیانی، محمد تاج کیانی، سکندر حیات بیگ، محمد شبیر بیگ، منیر حسین بیگ، صوفی محمد زمان، صوفی محمد اقبال خان، عبدالرحمٰن خان، مختار احمد، معروف احمد، محمود احمد، ماسٹر ممتاز خان، ماسٹر

Marfat.com

محمد عظیم کھٹانہ، مستری غلام نبی، صوفی محمد شریف لون ہل کالونی، محمد شریف میر، فاروق خان ولد مولوی محمد یوسف خان صاحب، مستری محمد خالد، محمد صابر، شیر محمد خان، محمد لطیف، محمد رفیق خان مزدوراں، محمد رفیق میر، ملک علی اکبر وغیرہ نے بڑھ چڑھ کر مدد کی اور کامیابی کا سبب بنے۔ صوفی سید محمد خان دوکاندار بھنگارگالہ، سردار حبیب اللہ خان دوکاندار درزی، صوفی محمد شفیع مغل نے شہتیر، بالے وغیرہ دیئے۔ صوفی جان محمد صاحب آف ٹنگل والد محترم ماسٹر محمد عارف نے آدمی لاکر شہتیر وغیرہ موقع پر پہنچائے۔ میں ان سب کا دل کی گہرائیوں سے شکرگزار ہوں۔ ہنگامی حالات اور پھر زیادہ عرصہ گذرنے کی وجہ سے جن دوستوں کے نام ذہن سے اتر گئے ان کا بھی احسان مند ہوں۔ جزاک اللہ۔ ''رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت''

ذیلدار محمد اقبال خان آف ڈبسی، چیئرمین محمد اشرف خان آف کینٹھی جندروٹ، چیئرمین محمد ذاکر خان آف جندروٹ، منشی محمد ممتاز خان گرداور آف دھڑہ ڈبسی، صوبیدار عبدالرزاق خان آف بکناڑ بٹالہ موقع پر آئے اور تصادم کی سکیم تیار کرنے والوں کی مذمت کی اور ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔

سرد جنگ اور سازشیں

کھا کر جو تیر دیکھا کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

ہمیں یقین ہو چکا تھا کہ اب تحریری فیصلہ کے ساتھ ساتھ مولانا محمد یوسف خان قادری صاحب نے حاضرین سے کلمہ طیبہ کا ورد کروا کر پکا وعدہ لے لیا تھا لیکن حاسدین نے جن میں میرے کچھ سٹاف ممبر اور دوست بھی تھے انہوں نے اشتعال دے کر قانونی طریقہ یعنی عدالت سے حکم امتناعی حاصل کرنے کی سکیم بتائی۔ وہ دراصل ہر حالت میں مجھے ناکام کرنا چاہتے تھے۔ کچھ تو برادری ازم کی وجہ سے اور کچھ نا معلوم کیوں؟ منافقت کی حد تک یہ لوگوں کو عدالت میں بھیج کر خود لڑائی کے واقعہ کا افسوس کرنے میرے پاس چلے آئے۔ ان میں دو میرے گہرے دوست بھی

Marfat.com

تھے۔ بعد میں جب کچھ آدمیوں نے مجھے بتایا کہ لڑائی، مقدمہ بازی جس طرح بھی ہو سکے وہاں اُسے کامیاب نہ ہونے دیں۔ وہی اشتعال دیتے رہے۔ راقم الحروف صاف دلی سے کھلی بات کرنے کا عادی تھا۔ اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر تحصیل نکیال تعینات تھا۔ ان دونوں دوستوں کو دفتر میں چائے پلا کر پوچھا کہ مکان کی جگہ کے سلسلہ میں آپ دوستوں نے میری مخالفت کیوں کی تو دونوں نے ایک دوسرے کی طرف عارفانہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا کہ دوستی کے ساتھ ساتھ کسی وقت دوست کو دھکا بھی دینا چاہیے تا کہ وہ ہوشیار ہو جائے۔ میں نے کہا یہ دھکا تو مجھے جان سے مروانے کی سازش تھی تو قہقہہ مار کر کہنے لگے کوشش تو یہی کی تھی شکر ہے کہ آپ خوش قسمتی سے بچ نکلے ہیں۔ یہ دونوں ساتھی اب وفات پا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرمائے آمین۔

القصہ تیسرے چوتھے روز بیس پچیس عوامی لوگ درخواست لے کر اسسٹنٹ کمشنر صاحب کے پاس پہنچ گئے کہ مکان کی تعمیر پر حکم امتناعی جاری کیا جائے۔ انہوں نے تحصیلدار صاحب کے پاس درخواست دینے کو کہا۔ نکیال کے سینئر وکلاء نے شاید بچوں کا استاد ہونے کی وجہ سے میرے خلاف کیس لینے سے انکار کر دیا۔ آخر منت سماجت کر کے ایک چوہدری شیر عالم صاحب تیار ہوئے۔ عدالت تحصیلدار محمد شریف چوہدری کے پاس پیش ہوئے تو انہوں نے حکم امتناعی جاری کرنے کی بجائے پٹواری حلقہ سے رپورٹ طلب کی اور مجھے فوری طور پر کمرہ تعمیر کر کے اندر بچے رکھنے کا پیغام پہنچایا۔ دوسرے دن 5 گز x 4 گز کا کمرہ تعمیر کر کے کواڑ بندی کی اور ڈیرہ/سامان رکھ لیا۔ اس طرح دوسرا مرحلہ بھی بخوبی طے ہوا۔ بعد ازاں بابو محمد شفیع نامی مہاجر 1947ء سکنہ ساج راجوری جس نے بیٹی دے کر میرے مخالفین کے ساتھ نئی رشتہ داری کی ہوئی تھی اور ان کا صف اول کا حمایتی بن گیا تھا اس نے حجام برادری کے صدیق، بشیر اور لطیف برادران کی حمایت حاصل کر کے عدالت میں بے دخلی کے لئے عذر داری کروائی اور مقد ا ت چل پڑے۔ راقم الحروف نے سردار منیر حسین خان ایڈووکیٹ حال سیشن جج ریٹائرڈ کو وکیل مقرر کیا۔ دوسری جانب سے چوہدری محمد حسین صاحب نے وکالت کی۔ اس طرح کئی سالوں تک مقدمہ چلتا رہا۔

Marfat.com

سردار منیر صاحب کے بعد سردار عبدالمجید خان وکیل مقرر ہوئے۔ موقع پر مار دینے کی دھمکیاں، لڑائیاں، درخواست بازی ہر حربہ استعمال کیا گیا۔ راقم الحروف اکیلا ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے دفاعی کارروائی کرتا رہا۔ بچوں کو گالی گلوچ، پانی میں گندگی ڈالنا، موقع پر اشتعال انگیزی جو کچھ بن پڑا کرتے رہے تاکہ خائف ہو کر بھاگ نکلے لیکن راقم الحروف نے بھی ہر حالت میں یہاں رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ ملحقہ سات کنال ماسٹر محمد تاج کیانی سے خرید لی اور کچھ اراضی ایک شاگرد ماسٹر محمد عظیم کھٹانہ سے خرید لی۔ ایک بار میرے شاگرد اور درخواست دہندگان کے سرغنہ محمد رزاق خان عاصی سکنہ بکناڑا نے آٹھ الزامات پر مشتمل ایک درخواست محتسب اعلیٰ آزاد کشمیر، سیکرٹری تعلیم، ناظم تعلیمات، ڈپٹی کمشنر کوٹلی، ڈپٹی کمشنر بحالیات وغیرہ کو بھیجی۔ محتسب اعلیٰ صاحب نے محکمہ مال سے تحقیقات کروائی تو میری بدقسمتی سے اس وقت عملہ مال منشی علی اکبر خان پٹواری، منشی محمد سرور خان گرداور اور سردار نعمت اللہ خان نائب تحصیلدار نے درخواست دہندہ کی برادری کے ہونے کی وجہ سے میرے خلاف رپورٹ کر کے مسل برائے بے دخلی محتسب اعلیٰ کو بھیج دی۔ مجھے سماعت کا پتہ بھی نہ لگنے دیا۔ بہر حال راقم الحروف نے اپیلانٹ اتھارٹی صدر آزاد جموں و کشمیر کے پاس اپیل کر کے مسل واپس اسسٹنٹ کمشنر صاحب نکیال کے پاس برائے انکوائری منگوائی۔ میں نے بھی آٹھ سے زائد الزامات پر مشتمل درخواست صوبیدار صاحب موصوف کے خلاف جی ایچ کیو کور کمانڈر، بریگیڈیر کمانڈر وغیرہ کو بھیجی جس کی انکوائری کے موقع پر میجر محمد عزیز صاحب انکوائری آفیسر نے ہمارے درمیان طے پایا کہ درخواستیں دینے کے بجائے عدالت میں کیس پلیڈ کیا جائے جو فیصلہ عدالت کرے اس کی پابندی کی جائے۔ اس بات پر ہم دونوں فریق متفق ہوئے اور اس کے بعد عدالت کے باہر درخواست بازی نہیں کی۔ عدالتوں، تھانے وغیرہ میں درخواست بازی ہوتی رہی۔ کیس چار پانچ (مسل عدالتوں میں چل رہی تھی کہ 1985ء میں علاقہ نکیال کے سردار ع سکندر حیات خان وزیر اعظم آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر بن گئے۔ ان کے پاس بھی درخواست بازی ہوئی۔ راقم الحروف نے موقف اختیار کیا کہ تحصیل نکیال میں

Marfat.com

تقریباً دس ہزار سے زائد مہاجرین 1965ء خالصہ سرکار جنگلات سرکار میں رہائش پذیر ہیں۔ میرے ساتھ باقی مہاجرین کی طرح سلوک کیا جائے۔ چنانچہ وزیر اعظم نے مقامی انتظامیہ کو کسی مہاجر کو بے دخل نہ کرنے کا حکم صادر فرمایا جائے تاوقتیکہ مجموعی پالیسی آبادکاری وغیرہ ہوتی۔ اس طرح راقم الحروف کے خلاف بے دخلی کے کیسز بھی خارج ہوئے۔ دریں اثناء حکومت آزاد جموں وکشمیر نے جنگلات سے مہاجرین کو نکال کر خالصہ سرکار میں ایک ایک کنال رقبہ اور کچھ امدادی رقم دینے کا فیصلہ کیا جس کے نتیجہ میں ماڈل کالونی کھنڈہار اور مہاجر کالونی بکناڑ ابنالہ وغیرہ بنائی گئیں۔ بکناڑا کی مقامی آبادی نے صوبیدار محمد رزاق خان اور بابو محمد شفیع کی سرکردگی میں کالونی سکیم کی مخالفت شروع کی، جلوس نکالا، مار کھائی، گرفتار ہوئے لیکن حکومت نے کالونی بنانے کا فیصلہ بحال رکھا۔ اس دوران راقم الحروف مع اہلیہ محترمہ، ویزا پر مقبوضہ کشمیر گیا ہوا تھا جس کی وجہ سے کالونی بنوانے کے الزام سے بچ گیا۔ کالونی میں مجھے اور حسب قانون میرے شادی شدہ بچوں کو بھی پلاٹ الاٹ ہوئے۔ اب یہ کالونی فتح پور تھکیالہ شہر کی وارڈ بنالہ میں شامل ہے۔ پانی، بجلی، سڑکیں وغیرہ خاصی آبادی موجود ہے۔ رفتہ رفتہ مقامی مہاجرین میں تلخیاں ختم ہوگئیں۔ اب بالکل شیر وشکر ہیں۔ ایک دوسرے کی خوشی غمی، کاموں میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ اتحاد تادیر قائم رکھے آمین۔

اولیائے شرق پور شریف کے حضور باریابی

میرا خاندان اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کا شروع ہی سے عقیدت مند رہا ہے۔ دادا جان پیر حسام الدین گیلانی پونچھی کے مرید اور معتقد تھے۔ سارا خاندان ناڑ فیروزالاں پیر مولوی حبیب اللہ شاہ صاحب پروٹوی رحمتہ اللہ علیہ کا معتقد تھا۔ ہجرت 1965ء کے بعد راقم الحروف کو آزاد جموں وکشمیر اور پاکستان کے مختلف درباروں پر حاضری دے کر مشائخ گدی نشین حضرات سے نیاز حاصل کرنے کا شرف ہوا لیکن اولیائے کرام کی زندگیوں کے حالات پڑھنے کے بعد میرے ذہن میں پیر و مرشد کا معیار مثالی قسم کا تھا جو نی

Marfat.com

زمانہ عنقا ہوتا جا رہا ہے۔آزاد کشمیر میں مجھے پیر علاؤ الدین صدیقی سجادہ نشین نیریاں شریف تراڑکھل نونچھ اور پیر قاری محمد صادق مدظلہ العالی چچیاں شریف حال گلہار شریف کوٹلی کی شریعت اور سنت رسول ﷺ کی پابندی پسند آئی۔دریں اثناء حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے سیدنا صدیق اکبرؓ کانفرنس ہائی سکول گیائیں گوجراں تحصیل وضلع کوٹلی میں شرکت کے سلسلہ میں اشتہار برادرم سردار مقبول حسین خان نکیالوی نے مجھے پہنچا کر شرکت کی دعوت دی۔مقررہ تاریخ پر کانفرنس میں حضرت قبلہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی سے شرف ملاقات اور واعظ حسنہ سے مستفید ہوا۔ایک رات دن آپ کے ساتھ رہا۔رخصت ہوتے وقت آپ نے ایک کتاب ''محبت کی نشانی'' عنایت فرمائی۔اس کے بعد حضرت ممدوح کی شخصیت، تبلیغ دین اور شریعت کی سلف صالحین کی طرح پابندی کا نقشہ میرے ذہن میں گھومنے لگا۔چنانچہ میں نے اپنے ایک ہم راز عالم دین، خطیب کشمیر مولانا محمد یوسف خان قادری مہتمم دار العلوم اسلامیہ قادریہ نکیال ضلع کوٹلی آزاد کشمیر سے پیر ومرشد کے اوصاف پر بات کرتے ہوئے کہا کہ مجھے پیر علاؤ الدین صدیقی نیریاں شریف، پیر قاری محمد صادق گلہار شریف کوٹلی اور حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی بطور پیر ومرشد پسند آئے ہیں۔آپ مشورہ دیں ان میں سے کس کے پاس حاضری دے کر بیعت ہو جاؤں۔مولانا نے فی البدیہہ طور پر فرمایا۔آپ نے تو پیر پسند کر لئے ہیں دیکھتے ہیں آپ کو بھی کوئی پیر پسند کرتا ہے یا نہیں؟ انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزاریں جہاں کا فیض ہوا وہ روحانی تصرف سے خود ہی بلائیں گے۔چنانچہ کچھ عرصہ آپ کے مشورہ پر عمل کر کے خاموش رہا اور اولیائے کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کرتا رہا۔

خواب اور اس کی تعبیر

ایک رات خواب دیکھا کہ ایک دربار عالیہ پر حاضری کے لئے جا رہا ہوں۔دربار شریف کی عمارت، گنبد، درخت، اندر جانے کا راستہ سب نظر آ رہے ہیں۔ایسا دربار میں نے

Marfat.com

پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ ایک بزرگ صحن میں کھڑے ہیں۔ السلام علیکم کہنے پر انہوں نے ہاتھ میں ہاتھ لیا اور دربار شریف کے اندر لے گئے۔ بس نیند سے آنکھیں بیدار ہو گئیں۔ سحری کا وقت تھا اب مزید تڑپ پیدا ہوئی۔ یہ دربار شریف کون سا؟ بزرگ کون سے ہیں وغیرہ۔ اگلے روز سکول جانے کے بجائے دار العلوم اسلامیہ قادریہ نکیال میں علامہ محمد یوسف خان قادری مدظلہ العالی کے پاس پہنچ کر جلدی میں اپنا خواب بیان کیا اور تعبیر چاہی۔ آپ کا چہرہ چمک اُٹھا، آپ نے استفسار کیا دربار شریف کی پہلے سے آپ کو پہچان ہے یا نہیں؟ جواب نفی میں تھا۔ آپ نے اپنی الماری سے مذہبی رسائل مثلاً گولڑہ شریف، بھیرہ شریف، دہلی شریف کے سابقہ نسخے جن پر ان درباروں کی تصاویر بھی تھیں دکھانا شروع کیں۔ لیکن کوئی بھی خواب والی تصویر نہ تھی۔ بالآخر انہوں نے ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف کا پرانا شمارہ نکالا جس کے سرورق پر دربار شریف کی تصویر چھپی تھی، میں نے دیکھتے ہی خوشی سے کہا کہ خواب میں مجھے یہی دربار نظر آیا ہے۔ پڑھنے آستانہ عالیہ شرقپور شریف نیچے صاف لکھا ہوا تھا۔ اس طرح علامہ موصوف کی سعی جمیلہ سے خواب کی تعبیر تک پہنچنے میں کامیابی نصیب ہوئی۔ الحمد للہ علامہ صاحب نے خوشی سے فرمایا اب آپ شرقپور شریف حاضری دے کر بیعت کی استدعا کریں یا حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی کے دورہ آزاد کشمیر کے دوران رجوع کریں۔ آپ کی دلی خواہش پوری ہوتی نظر آ رہی ہے۔ اسی دوران حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپور شریف سے آزاد کشمیر کے دورہ پر نکیال گوجراں تشریف لائے۔ میں مورخہ 23 اپریل 1981ء بروز جمعرات بوقت سہ پہر ماسٹر فقیر محمد چوہدری کے دولت خانہ پر حاضری دے کر دلی آرزو بیان کی۔ حضرت صاحب قبلہ نے باکمال مہربانی بیعت کرتے ہوئے وظائف مرحمت فرمائے۔ اس طرح زندگی بھر کی دلی خواہش پوری ہوئی۔

ے ہر کہ بیند روئے پاکاں صبح شام
آتش دوزخ بود بروئے حرام

Marfat.com

اولیائے شرقپور شریف

شرقپور شریف تاریخی لحاظ سے بہت پرانا قصبہ ہے۔تاریخ نویسوں کے مطابق اس مقدس شہر کی بنیاد 808ھ میں حافظ جمال الدین رحمتہ اللہ علیہ نے رکھی۔ملک محمد الیاس، حکیم شیر علی اور حافظ احمد یار صاحب کی کوششوں سے یہ بستی پورے برصغیر ہند میں مشہور ہوگئی۔یہ قصبہ صوبائی دارالحکومت لاہور سے 30 کلومیٹر کے فاصلہ پر مغرب کی جانب واقع ہے اور آج کل ضلع شیخوپور میں شامل ہے۔اِس قصبہ کو کثیر تعداد میں اولیاء ومشائخ کا مسکن ومدفن ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ان میں سے چند مشہور حضرت حافظ ہاشم شاہ سندھی، حضرت حافظ محمد یعقوب چشتی المعروف حجرہ والے، حضرت ہرنی شاہ، حضرت حافظ محمد شفیع شاہ بخاری، حافظ محمد اسحاق قادری، حضرت خواجہ محمد سعید چشتی، حضرت محمد ہاشم علی نوشاہی، حضرت بابا غلام رسول، حضرت بابا گلاب شاہ رحمتہ اللہ علیھم اجمعین شامل ہیں۔اس مقدس سرزمین کو بابا امیر الدین رحمتہ اللہ علیہ، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کا مسکن ومدفن ہونے کا شرف حاصل ہے۔یہ مقدس شہر اب عالمی شہرت کا حامل ہے۔

ا۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شمس العارفین شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ برصغیر کے معروف اولیاء اللہ میں سے تھے۔آپ کے آباؤ اجداد کابل افغانستان کے باشندے تھے۔شاہی خاندان کے استاد ہونے کی وجہ سے مخدوم کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔یہ خاندان امانت ودیانت، علم وفضل، خوش نویسی، حفظِ قرآن وغیرہ اوصاف کی وجہ سے مشہور چلا آرہا ہے۔ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم ہونے کے بعد یہ خاندان پٹھانوں کے ساتھ ہجرت کر کے ہندوستان میں آیا اور دیپالپور شہر میں مقیم ہوگیا۔دیپالپور میں قحط سالی کی وجہ سے یہ لوگ قصور چلے گئے۔جو بزرگ پکا قلعہ قصور میں رہائش پذیر ہوئے ان کا نام حافظ ہاشم تھا۔ان کے بیٹے حافظ محمد رحمتہ اللہ علیہ ان کے حافظ صالح محمد، ان کے حضرت غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ جو قصور میں قرآن وحدیث اور فقہ کا درس دیتے

Marfat.com

تھے۔رنجیت سنگھ نے قصور کو تاراج کیا تو مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ نقل مکانی کر کے حجرہ شاہ مقیم تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ قطب امام سجادہ نشین حجرہ شاہ مقیم کے دست حق پرست پر بیعت کر لی۔ کچھ عرصہ بعد سکھوں نے حجرہ شاہ مقیم پر حملہ کیا۔ حضرت خواجہ صاحب کے حکم کے مطابق آپ شہر شرقپور شریف تشریف لے آئے اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مولوی غلام رسول کی نرینہ اولاد نہ تھی ۔ایک بیٹی مسماۃ آمنہ تھیں جن کی شادی انہوں نے اپنے بھائی حافظ عمر رحمتہ اللہ علیہ کے بیٹے حافظ محمد حسین قصوری رحمتہ اللہ علیہ سے کر دی اور انہیں شرقپور شریف بلا لیا۔ حافظ محمد حسین رحمتہ اللہ علیہ کے بیٹے میاں عزیز الدین رحمتہ اللہ علیہ اور میاں عزیز الدین رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے سرخیل اولیاء شیر ربانی حضرت شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ تھے۔

آپ کی ولادت با سعادت 1282 ہجری مطابق 1865ء بمقام شرقپور شریف ہوئی۔ آپ مادرزاد ولی تھے اور پیدائش سے پہلے ہی خواجہ امیر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی ولایت کی پیشین گوئی کر دی تھی ۔ آپ شرقپور شریف کی گلیوں میں گھوم کر خوشبو سونگھا کرتے تھے۔آپ کا نام شیر محمد رکھا گیا۔آپ نے تین چار سال کی عمر میں قرآن کریم اور دیگر کتب پڑھ لیں اور خوش نویسی میں ملکہ حاصل کر لیا۔آپ پر استغراق طاری رہتا تھا۔بچپن میں ہی عارفانہ کلام پڑھتے تھے۔آپ کی بیعت بابا امیر الدین رحمتہ اللہ علیہ کوٹلہ شریف سے ہوئی۔ مرشد کامل نے مختصر وقت میں تصوف کے درجات طے کروا کر خلافت عطا فرما دی۔ آپ کو میاں صاحب کا خطاب بھی پیرومرشد کا عطا کردہ ہے۔آپ نے رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا تو احیاء سنت پر سب سے زیادہ زور دیا۔آپ ہر کام خود سنت کے مطابق کرتے اور دوسروں کو بھی سنت کے مطابق انجام دینے کا حکم دیتے۔اس سلسلہ میں امیر و غریب، چھوٹے بڑے کسی میں تمیز نہیں کرتے تھے۔

مراۃ المحققین ، حکایات الصالحین، منہاج السلوک اور ذخیرۃ الملوک وغیرہ کتب کا اُردو میں ترجمہ کروا کر عوام میں مفت تقسیم کیں۔آپ نے مساجد کی تعمیر کروائی۔ اتباع شریعت پر زور دیا۔ معاصر علماء سے تعلقات قائم رکھے۔اپ مہمانداری میں مشہور تھے۔آپ صحیح العقیدہ سُنی حنفی مجددی

Marfat.com

اور نقشبندی بزرگ تھے۔ آپ کے عقائد حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اور امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق تھے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے از حد عقیدت تھی۔ آپ سے بے شمار کرامات ظہور میں آئیں۔ آپ کے خطوط و تبرکات بھی شہرت رکھتے ہیں۔

آپ کی وفات

آپ کی وفات 3 ربیع الاول 1347ھ بمطابق 20 اگست 1928ء بروز پیر ہوئی۔

آپ کے خلفاء

۱۔ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ رحمتہ اللہ علیہ برادر حقیقی۔

۲۔ سید اسماعیل شاہ صاحب بخاری رحمتہ اللہ علیہ کرمانوالہ شریف ضلع اوکاڑہ۔

۳۔ حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کیلیانوالہ شریف گوجرانوالہ۔

۴۔ حضرت صاحبزادہ محمد مظہر قیوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ مکان شریف۔

۵۔ حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب رحمتہ اللہ علیہ بیربل شریف ضلع سرگودھا۔

۶۔ حضرت میاں رحمت علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ گھنگ شریف ضلع لاہور۔

۷۔ حضرت حاجی عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ قصور شریف۔

۸۔ حضرت سید محمد ابراہیم شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ سہول شریف ضلع شیخوپور۔

آپ کا عرس مبارک ہر سال یکم، دوم، سوم ربیع الاول شریف کو ہوتا ہے۔

۲۔ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کی پیدائش شرقپور شریف میں 1891ء میں ہوئی۔ آپ کا لقب حضرت ثانی لاثانی تھا۔ آپ نے ابتدائی دینی تعلیم لاہور میں اپنے ننھیال میں حاصل کی۔ آپ نے طب کی تعلیم حکیم محمد اسماعیل سے حاصل کی

Marfat.com

اور طبابت کا کام شروع کیا۔ بعد میں آپ نے طبابت چھوڑ کر شرقپور شریف میونسپل کمیٹی میں ملازمت اختیار کی۔ آپ نے ملازمت ترک کر لی اور برادر اکبر میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض کرنے لگے۔ حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے آخری ایام میں طلب کر کے شرف خلافت سے نوازتے ہوئے چند نصائح کیں جن پر آپ کاربند رہے اور حضرت شیر ربانی کے بعد مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کا اخلاق معیاری تھا۔ آپ نے بہت سی مساجد تعمیر کروائیں اور حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ والی مساجد کو پختہ کرایا۔ آپ نے جامع حضرت میاں صاحب کا قیام 1944ء میں عمل میں لایا گیا جس میں اسلامی تعلیمات دی جانے لگیں، لنگر شریف کا بہترین انتظام کیا اور برادر اکبر علیہ الرحمہ کے عرس کا موثر طور پر اہتمام کیا۔ آپ نے تین حج کیے، عبادت و ریاضت میں منہمک رہتے تھے۔ عاجزی و انکساری مثالی تھی۔ غیر شرعی اُمور سے اجتناب کی تاکید فرماتے تھے۔ توکل کے پہاڑ تھے۔ آپ جامع مسجد شیر ربانی شرقپور شریف میں جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے رہے۔ آپ نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ کی بے شمار کرامات ہیں۔

حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ 7 ربیع الاول 1377 ہجری بمطابق 3 اکتوبر 1957ء اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اولاد حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مدظلہ العالی۔

حالاتِ زندگی حضرت میاں غلام احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف

آپ 1924ء میں بمقام شرقپور شریف حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے۔ قرآن پاک کی تعلیم کے بعد آپ نے اسلامیہ پرائمری سکول شرقپور شریف سے پرائمری اور گورنمنٹ ہائی سکول شرقپور شریف سے میٹرک کا امتحان پاس کر کے طبیہ کالج لاہور

Marfat.com

میں داخلہ لیا۔ آپ نے طب کا امتحان اعلیٰ نمبروں میں پاس کیا۔ آپ نے اپنے والد محترم کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ آپ کا حلقہ مریدین وسیع ہے۔ آپ نے تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

1972ء میں حکومت نے جامعہ حضرت میاں صاحب کو محکمہ اوقاف میں لے لیا۔ آپ نے متبادل کے طور پر جامع حضرت ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ اب جامعہ حضرت میاں صاحب واگزار ہو چکا ہے۔ مکتبہ حضرت میاں صاحب کا قیام کیا۔ آپ کا عرس ہر سال یکم، دو کاتک کو منایا جاتا ہے۔

آپ کی اولاد امجاد

آپ کے تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادوں کے نام ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت میاں راؤف احمد صاحب مدظلہ العالیٰ

۲۔ حضرت میاں مرغوب احمد صاحب مدظلہ العالیٰ

۳۔ حضرت میاں محمد ابوبکر صاحب شرقپوری مدظلہ العالیٰ

۲۔ حالات زندگی فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مدظلہ العالیٰ

آپ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے گھر بمقام شرقپور شریف 27 شوال 1352 ہجری بمطابق 23 فروری 1933ء بروز جمعرات پیدا ہوئے۔ آپ کا نام جمیل احمد رکھا گیا۔ آپ نے سات سال کی عمر میں مولانا محمد علی صاحب سے قران کریم ناظرہ پڑھ لیا اور علوم اسلامیہ میں گلستان، بوستان سعدی وغیرہ اپنے والد محترم سے پڑھیں۔ آپ نے اسلامیہ پرائمری سکول سے پرائمری اور گورنمنٹ ہائی سکول شرقپور شریف سے میٹرک پاس کرنے کے بعد طبیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا اور علم طب میں مہارت حاصل کی۔

آپ نے اپنے والدِ محترم حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے

Marfat.com

دستِ اقدس پر بیعت ہونے کا شرف حاصل کیا۔آپ بہت حلیم الطبع ہیں۔سب سے نمایاں خوبی مہمان نوازی ہے۔آپ کا دسترخوان مبارک مہمانوں کے لئے دراز رہتا ہے۔یہ دراصل خوانِ شیر ربانی ہے جو شرقپور شریف ملک پاکستان اور بیرونی ممالک میں کھلا رہتا ہے۔اس دسترخوان سے مسلم وغیر مسلم سب مستفید ہو رہے ہیں۔یہ دسترخوان سادہ اور لذت اور قوت کے لحاظ سے انتہائی مفید ہے۔آپ کی ہر چیز سادہ اور سنت رسول ﷺ کے مطابق ہے۔دسترخوان سادہ، لباس مبارک سادہ، گفتگو مبارک سادہ، محفل کا رنگ سادہ حتیٰ کہ آپ کی سادگی سلف الصالحین کی یاد تازہ کرتی ہے۔علم وعلماء سے محبت، حسن اخلاق، انکساری، عقیدت مندوں سے پیار، آپ کی کس کس صفت کا ذکر کیا جائے۔ہمہ صفت موصوف ہیں۔

آپ کی تصانیف

آپ خود صاحب تصانیف ہیں اور صاحب تصنیف علماء وفضلاء کا بے حد احترام کرتے ہیں۔آپ کی مشہور تصانیف ذیل ہیں۔

۱)۔ مسائلِ نماز، ۲)۔ عربی گرامر، ۳)۔ تذکرہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ

۴)۔ ارشاداتِ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ، ۵)۔ مسلک مجدد رحمتہ اللہ علیہ۔

۶)۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ رحمتہ اللہ علیہ، ۷)۔تذکرہ شیر ربانی رحمتہ اللہ علیہ۔

۸)۔ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ

دینی مدارس اور مساجد کی سرپرستی

آپ ملک اور بیرون ملک دینی مدارس اور مساجد کی تعمیر میں معاونت فرما رہے ہیں۔ آپ نے پاکستان اور آزاد کشمیر میں لگ بھگ تیس سے زائد مساجد اور دینی مدارس کی مدد فرمائی ہے۔دینی کتب چھپوا کر عقیدت مندوں میں تقسیم فرماتے ہیں۔ذیل کتب مکتبہ نور اسلام کی طرف سے چھپوا کر تقسیم کیں۔

سوانح بے بہا سیرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی اور ان کے

Marfat.com

ناقدین، سرہند شریف، المنتخب من المکتوبات، دی نقشبندیز معرۃ المحققین، مختصر حالات شیر ربانی رحمتہ اللہ علیہ، نعتیہ قصیدہ، فضائل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ماہنامہ نور اسلام، شیر ربانی نمبر، امام اعظم نمبر، اولیاء نقشبند، مجدد الف ثانی نمبر، مسلک مجدد، مقالات یوم مجدد، مناسک حج، صدائے حق، تذکرہ شیر ربانی رحمتہ اللہ علیہ، تذکرہ میاں غلام اللہ رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ۔

درج ذیل کتب خرید کر مفت تقسیم کیں۔

خون کے آنسو، تجلیات امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ، رسائل نقشبندیہ رحمتہ اللہ علیہ، پیران پیر، سیر حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ، مکتوب امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ، محبت کی نشانی، تفسیر ضیاء القرآن وغیرہ۔

مذہبی خدمات

دار المبلغین حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا قیام

جامع حضرت شیر ربانی رحمتہ اللہ علیہ برائے طالبات کا قیام

عرس شیرِ ربانی اور عرس ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا قیام

اسلام آباد میں عرس شیر ربانی رحمتہ اللہ علیہ کا قیام، (ہر سال مئی کی پہلی جمعرات، جمعہ)

تحریک یوم مجدد کا آغاز

یوم صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انعقاد

1951ء سے ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف کا اجراء

مکتبہ نور اسلام کا قیام

کاشانہ ربانی رحمتہ اللہ علیہ کا حصول

رباط شیر ربانی کی تعمیر

جلسوں کی صدارت

مبلغ اسلام کی حیثیت سے بیرونی ممالک کے دورے

Marfat.com

پاسبان مسلک اہل سنت کی حیثیت سے کام

دینی مدارس اور مساجد کی سرپرستی

دینی کتب کی اشاعت و تقسیم

سیاسی و ملی خدمات

تحریک نظام مصطفےٰ میں حصہ لینا

دیار محبوب ﷺ کے باشندوں کی دعوت کرنا

سرکار مدینہ ﷺ کے مہمانوں کی دعوت کرنا

خلفائے حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی

حضرت کے مریدوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے جو پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں لیکن آپ کے خلفاء صرف تین ہیں۔

۱۔ حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی

۲۔ حضرت مولانا عبدالوہاب بن مناظرِ اسلام محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ علیہ

۳۔ حضرت صوفی غلام سرور آف لاہور مدظلہ العالی

اولاد امجاد حضرت فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک صاحبزادی اور چار صاحبزادے عطا فرمائے ہیں۔صاحبزادوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری

۲۔ حضرت صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری

۳۔ حضرت صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری

۴۔ حضرت صاحبزادہ میاں غلام نقشبند مرحوم و مغفور

حضرت صاحبزادگان میں میاں خلیل احمد 5 اکتوبر 1956ء میں پیدا ہوئے۔آپ

Marfat.com

نے میٹرک تک شرقپور شریف میں تعلیم حاصل کی۔ علاوہ ازیں دینی کتب کا مطالعہ کیا۔ حضرت فخر المشائخ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور خلیفہ مجاز ہونے کا شرف بھی حاصل کیا۔ دینی تبلیغ میں لگے رہتے ہیں۔ مہمان نواز، سادہ طبیعت اور صحیح اللہ والے بندے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں مریدین ہیں۔ آزاد کشمیر والے عقیدت مندوں سے خاص محبت رکھتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری 3 اپریل 1960ء کو شرقپور شریف میں پیدا ہوئے۔ شرقپور شریف سے میٹرک کرنے کے بعد ایف۔اے کیا۔ والد محترم کے دستِ اقدس پر بیعت کی۔ آپ حضرت المشائخ کے سیاسی جانشین ثابت ہوئے۔ جمعیت علمائے پاکستان کے پلیٹ فارم سے سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ آپ کئی بار پنجاب اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ پنجاب اسمبلی میں نظام مصطفےٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے بھرپور تحریک چلائی۔

حضرت صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری 6 مارچ 1970ء کو شرقپور شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کو بھی اپنے والد گرامی سے شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ نے گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول شرقپور شریف سے میٹرک کرنے کے بعد ایف۔اے/بی۔اے کر کے پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے معاشیات کیا۔ آپ نے ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف کی اشاعت کی ذمہ داری اپنے ذمہ لی ہوئی ہے۔ آپ قومی اسمبلی پاکستان میں ایم۔این اے کامیاب ہوئے ہیں۔ اس وقت ضلعی ناظم ضلع شیخوپورہ ہیں۔ شعلہ بیان مقرر، اسلامی تعلیمات کے داعی اور ملک کی تعمیر و ترقی میں بے حد دلچسپی لیتے ہیں۔ عقیدت مندوں سے بہت شفقت و پیار سے پیش آتے ہیں۔

حضرت فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی کے ناقابل فراموش آزاد کشمیر کے تبلیغی دورے

حضرت فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی کے عقیدت مند پاکستان، آزاد کشمیر اور دنیا کے بیشتر ممالک میں موجود ہیں جہاں آپ تبلیغ کے لئے دورے فرماتے ہیں۔ آزاد کشمیر میں بھی میرپور، کوٹلی، کھوئی رٹہ، گیائیں گوجراں اور

Marfat.com

نکیال وغیرہ علاقوں میں آپ کے مریداں وفاکیش موجود ہیں جہاں پر آپ تبلیغی دورے فرماتے رہے ہیں چونکہ حضرت صاحب قبلہ سے وابستگی کو تھوڑا عرصہ ہوا ہے اس لئے اس ناچیز کے لئے آپ کے تبلیغی دوروں کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ صرف ان دوروں کا ذکر مطلوب ہے جن میں بندہ ناچیز حاضر خدمت رہا۔ اولین تبلیغی دورہ جس میں بندہ ناچیز کو شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی وہ ہائی سکول گیائیں گوجراں ضلع کوٹلی آزاد کشمیر میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کانفرنس میں بطور مہمان خصوصی تشریف لانے سے متعلق ہے۔ آپ ماسٹر نذیر احمد گورسی حال صدر معلم کے ہاں فروکش تھے۔ کانفرنس سے متعلقہ اشتہار نکیال پہنچا تو اس میں عاجز ناچیز نے بھی شرکت کی ٹھانی۔ نکیال سے براستہ منڈھیتر نجانہ ماسٹر نذیر احمد صاحب پہنچے جہاں حضرت سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ سکول میں تقریب کے دوران بھی خاموشی سے بیٹھا رہا۔ علماء کرام، پروفیسر صاحبان کی تقاریر کے بعد حضرت صاحب کے موضوع کے اعتبار سے بیان فرمایا جو ہر دل میں گھر کر رہا تھا۔ بندہ ناچیز تو طرزِ بیان، موادِ بیان اور تاثیر بیان میں ڈوبا رہا۔ دراصل آپ علم و عرفان کے سمندر ہیں۔ ہر ہر بات دِل پر اثر کرتی ہے۔ کانفرنس کے بعد ماسٹر نذیر احمد صاحب کے ہاں لنگر تقسیم ہوا۔ بندہ ناچیز اور دو ساتھیوں کو بلا کر اپنے ہمراہ انتہائی شفقت سے لنگر میں شامل فرمایا۔ بعد ازاں ظہر کی نماز کے لیئے اقامت کہنے کا مجھ ناچیز کو حکم فرمایا۔ نماز کے بعد علم وعرفان کی محفل جمی رہی۔ رات کو بھی بعد از نمازِ عشاء حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات پر بیان ہوا۔ دوسرے روز انتہائی محبت اور شفقت کے ساتھ ہمیں نکیال آنے کی اجازت دی گئی۔ ایک دن رات کی صحبت میں بندہ ناچیز بے حد متاثر ہوا۔ آپ کا ہر فعل قرآن وسنت کے مطابق تھا جس نے مجھ جیسے ہیچمدان اور گناہ گار کو آپ کا گرویدہ بنالیا۔ ہم تین ساتھی واپس نکیال آئے۔ آپ نے کتاب ''محبت کی نشانی'' عطا فرمائی۔

Marfat.com

23 اپریل 1981ء میں تبلیغی دورہ

جیسا کہ ''خواب اور اس کی تعبیر'' کے عنوان سے لکھا جا چکا ہے کہ خطیب کشمیر علامہ محمد یوسف قادری مہتمم دارالعلوم اسلامیہ قادریہ نکیال نے تعبیر کے طور پر حضرت فخر المشائخ کے پاس حاضری دے کر شرف بیعت حاصل کرنے کا مشورہ دے دیا تھا اور راقم الحروف بھی شرقپور شریف حاضری کے لئے بے تاب تھا کہ آپ کے گیائیں گوجراں تشریف آوری کی اطلاع ملی۔ ناچیز اس وقت بحیثیت اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ضلع کوٹلی تحصیل نکیال تعینات تھا اطلاع ملتے ہی نکیال سے پیدل ہی ہمراہ صوفی محمد زمان چپڑاسی گیائیں گوجراں کے لئے روانہ ہوا۔ آپ گیائیں گوجراں ماسٹر فقیر محمد صاحب کے ہاں تشریف فرماتے تھے قدم بوسی کی۔ آپ نے سب سے پہلے ماسٹر صاحب کو لنگر کھلانے کو کہا۔ بعد ازاں محفل علم وعرفان جاری رہی۔ آپ کی شفقت اور درویشانہ جلالیت کی وجہ سے جرات اظہار نہ ہوئی۔ ماسٹر طفیل احمد چوہدری آف کرجاہی جو کہ آپ کے مرید ہیں ان سے مشورہ کر کے ماسٹر فقیر محمد صاحب کو بندہ ناچیز کی خواہش پر بیعت فخر المشائخ مدظلہ العالی کے حضور پیش کرنے کے لئے چنا گیا۔ ماسٹر صاحب موصوف نے بڑے مودبانہ الفاظ میں التجاء کی۔ چنانچہ آپ مدظلہ العالی نے وہاں پر ہی بیعت کے شرف سے مشرف کیا۔ وظائف نقشبندیہ شرقپوریہ بتائے اور شجرہ شریف حضرات خواجگاں نقشبند علیہم الرحمتہ عطا فرمایا۔ آج بندہ ناچیز کی خوشی کی انتہاء نہ تھی کہ اولیائے شرقپور شریف کے دامن کی نسبت میسر آ گئی تھی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بعد میں کمہار محلہ بھروٹ گالہ مکان صوفی محمود احمد وردو ہوا۔ رات کو وہیں قیام کیا۔ اگلے روز موضع بل کھوئی رٹہ بر مکان صوفی عبدالعزیز صاحب لنگر ہوا۔ بعد دوپہر حضرت صاحب مدظلہ

Marfat.com

العالی نے جامع مسجد کھوئیرٹہ میں نماز جمعہ پڑھائی اور کوٹلی کے لئے روانہ ہوئے۔ راقم الحروف بندہ ناچیز اور ماسٹر طفیل احمد آف کرجاہی کو واپسی کی اجازت مل گئی۔ بندہ ناچیز کی نسبت بیعت اولیائے نقشبندیہ شرقپوریہ بدست حضرت فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی کی تاریخ 23 اپریل 1981ء ہے جو کہ زندگی کا ایک یادگار دن ہے۔

۳۔ تبلیغی دورہ نومبر/دسمبر 1981ء

30 نومبر 1981ء کو معلوم ہوا کہ حضرت فخر المشائخ آزاد کشمیر کے دورہ پر کوٹلی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ مسلم کمرشل بینک کوٹلی آزاد کشمیر کے منیجر خالد حسین شاہ صاحب قصوری کے ہاں حاضری دی۔ کملا ہوٹل کوٹلی پر کشمیر آئل مل کے مالک کی جانب سے ناشتہ کی تقریب میں شرکت کی۔ آپ نے باکمال مہربانی نکیال آنے کی التجاء قبول کی۔ رات کو منشی جان محمد خان چیئرمین ٹاؤن نکیال کے ہاں قیام ہوا۔ بندہ ناچیز کے نئے گھر موضع بکناڑا بنالہ جانے کے لئے پیدل سفر کرنا پڑتا تھا اس لئے یہاں سڑک کے کنارے فروکش ہونے کا حکم ہوا۔ معتقدین سے بعد از نماز عشاء حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے بارے میں بیان ہوا اور یہ دن منانے کا حکم ہوا۔ مولوی محمد امین لاہور اور ماسٹر طفیل احمد صابر آف کرجاہی بھی ہمراہ تھے۔ اگلے روز صبح کوٹلی واپسی کا حکم ہوا۔ دوپہر کا لنگر رحمانیہ ہوٹل کوٹلی پر ہوا۔ وہاں سے کھوئی رٹہ روانہ ہو کر شب کو صوفی عبدالعزیز آف بل مجوال کے ہاں قیام کیا۔ بعد از نمازِ عشاء آپ نے ''یوم مجددیہ'' کے سلسلہ میں وعظ فرمایا۔ بل مجوال سے کوٹلی روانگی کا حکم ہوا۔ راستے گلہار شریف کوٹلی میں حضرت محمد صادق صاحب المعروف حضرت صاحب چھچیاں والے سے ملاقات کے لئے رُکے۔ راقم الحروف محمد فضل شوق، ماسٹر طفیل احمد صابر آف کرجاہی، چوہدری محمد زمان آف بل مجوال اور مولوی محمد امین لاہوری ہمراہ تھے۔ دونوں مشائخ میں ایمان افروز گفتگو ہوئی۔ حضرت صاحب چھچیوی ہمیں نیچے حجرہ شریف میں لے گئے جہاں چائے، مٹھائی وغیرہ سے تواضع کی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ آپ کا اپنا گھر ہے۔ گلہار شریف/چھچیاں شریف تشریف لایا کریں۔ دونوں بھائی اکٹھے

Marfat.com

پانچ نمازیں پڑھیں گے۔ حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے اثبات میں جواب دیا۔ ازاں بعد صوفی فوجدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر لے جا کر حضرت میاں صاحب سے دُعا کے لئے گذارش کی گئی۔ دعا کے بعد کوٹلی اور پھر واپس راولپنڈی کے لئے روانگی ہوئی۔

دورہ آزاد کشمیر حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی

17 اپریل 1983ء کو معلوم ہوا کہ حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی جامع مسجد بلیاہ کوٹلی میں سیدنا صدیق اکبر کانفرنس میں بطور مہمان خصوصی تشریف لا رہے ہیں اور اس کے بعد کھوئی رٹہ، گیائیں نکیال وغیرہ کا دورہ فرمائیں گے۔ جامع مسجد بلیاہ کوٹلی میں بعد از نمازِ عشاء سیدنا صدیق اکبر کانفرنس منعقد ہوئی جس میں آپ نے بحیثیت مہمان خصوصی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان فرمائے۔ رات کو رحمانیہ ہوٹل پر قیام فرمایا اور اگلے روز کھوئیرٹہ کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ 20 اپریل 1983ء مغرب کے بعد جامع مسجد غوثیہ نکیال پہنچے۔ لنگر کے بعد نماز عشاء کے فوراً بعد سیدنا صدیق اکبرؓ کانفرنس منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی تھے۔ راقم الحروف محمد فضل شوق نے اسٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے۔ قاری فخر الدین ہائی سکول کریلہ مجہان نے تلاوت فرمائی۔ نعت شریف کے بعد علامہ محمد یوسف خان قادری خطیب جامع مسجد غوثیہ نکیال نے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان کیے۔ بعد ازاں جناب صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری نے مدلل بیان فرمایا۔ گیارہ بجے شب واپس کوٹلی روانہ ہوئے۔ وہاں سے اگلے روز براستہ میرپور لاہور پہنچے۔ ناچیز محمد فضل شوق، ماسٹر نذیر احمد آف گیائیں، ماسٹر طفیل احمد آف کراہی، ماسٹر محمد تاج خان نکیالوی اور ماسٹر محمود احمد طاہر نکیالوی ہمراہ رہے۔ نمازِ ظہر مسجد شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ وحدت پور لاہور میں ادا کی۔ نمازِ عصر کے بعد حضرت فخر المشائخ سے ملاقات ہوئی۔ اگلے روز شرقپور شریف دربار شیر ربانی حضرت شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ پر حاضری کے بعد واپس آئے۔

Marfat.com

۴۔ دورہ آزاد کشمیر قبلہ فخر المشائخ مدظلہ العالی اپریل 1986ء

22 اپریل 1986ء کو گورنمنٹ ہائی سکول کریلہ مجہان ڈیوٹی سے واپسی پر معلوم ہوا کہ حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نکیال کے دورہ پر اچانک تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ماسٹر طفیل احمد آف کرجاہی ہمراہ تھے۔ نماز عصر جامع مسجد غوثیہ نکیال میں پڑھنے کے بعد چائے نوشی کی گئی۔ علامہ محمد یوسف خان قادری مہتمم دارالعلوم اسلامیہ قادریہ نکیال، ماسٹر محمود احمد طاہر، ماسٹر محمد تاج خان نکیالوی اور دیگر کے ہمراہ غریب خانہ پر تشریف لائے اور رات کو قیام فرمایا۔ بعد از نمازِ مغرب ختم خواجگان نقشبند رحمتہ اللہ علیہم اجمعین اور پھر حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات پر بیان ہوا۔ آج میری خوشی اور سعادت مندی کی انتہا نہ رہی۔ میرے پیر و مرشد حضرت صاحب ممدوح نے میرے غریب خانہ پر قیام فرما کر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔ میرے بیٹے ماسٹر محمد اشتیاق خان اور صوفی محمد زمان ولد محمد دین خان سکنہ بکناڑا کو بیعت کے شرف سے نواز کر 23 اپریل کو ماسٹر محمد تاج خان کے گھر سے ہوتے ہوئے براستہ کریلہ متھرانی کے گیائیں گوجراں پہنچے۔ رات کو ماسٹر نذیر احمد صاحب المعروف مفتی نذیر احمد کے ہاں قیام کیا۔ مفتی صاحب آپ مدظلہ العالی کے مخلص مریدین میں سے ہیں۔

24 اپریل 1986ء کو خلیفہ مقصود احمد صاحب کے والد مرحوم کی روح کو ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی۔ ماسٹر فقیر محمد صاحب کے گھر تشریف لائے۔ نماز ظہر جامع مسجد شیر ربانی گیائیں گوجراں میں باجماعت ادا کی۔ رات کو ماسٹر صاحب موصوف کے ہاں قیام کیا۔ علم و عرفان کی محفل جمی رہی۔

25 اپریل 1986ء کو ماسٹر محمد اکبر نکہ والے کی والدہ محترمہ کی روح کو ایصالِ ثواب کرنے کے بعد جامع مسجد شیر ربانی گیائیں میں یوم شیر ربانی رحمتہ اللہ علیہ میں شرکت کی۔ ایک گھنٹہ کے بیان میں وہابی، دیوبندی علماء کی مکاریوں کا ذکر کرتے

Marfat.com

ہوئے مریدین اور عوام الناس کو سُنی مسلک پر پختہ یقین رکھنے کی تاکید کی ۔ نماز جمعہ پڑھائی ۔ بعد دوپہر کراچی روانہ ہو کر ماسٹر طفیل احمد صابر کے ہاں قیام کیا۔ تعلیمات مجدد رحمتہ اللہ علیہ پر عمل کرنے کی تلقین کی ۔ کراچی سے واپس مفتی نذیر احمد صاحب کے گھر پر کتاب ''مراۃ المحققین'' دے کر کوئی کتاب لکھنے کا حکم فرمایا اور واپسی کی اجازت دی۔

۵۔ دورہ آزاد کشمیر اپریل 1987ء

7 اپریل 1987ء کو اراضی کی الاٹ منٹ کے سلسلہ میں گھر سے جھنگ روانہ ہوا۔ نکیال بازار پہنچنے پر معلوم ہوا کہ پیر طریقت فخر المشائخ صاحبزادہ جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی نکیال کے دورہ پر آئے ہوئے ہیں ۔ حضرت علامہ محمد یوسف خان قادری مہتمم دار العلوم قادریہ فتح پور نکیال کے حجرے میں تشریف فرما تھے ۔ ملاقات کے بعد دربار عالیہ بابا سائیں کملا بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ موہڑہ شریف پر چلنے کا حکم ہوا۔ پروفیسر محمد اسلم ذوق، صوفی محمد خان کیانی، ماسٹر محمود احمد طاہر اور ماسٹر محمد تاج وغیرہ ہمراہ تھے ۔ دربار شریف پر فاتحہ خوانی کے بعد مولانا سید محمد قادری خطیب جامع مسجد دربار شریف کے حجرہ میں لنگر تناول فرمایا۔ واپسی پر علامہ محمد یوسف خان قادری، حافظ غلام رسول صدیقی، منشی جان محمد خان چیئر مین ٹاؤن نکیال وغیرہ کے ہمراہ غریب خانہ پر تشریف فرما ہوئے ۔ نماز مغرب کے بعد ختم خواجگان نقشبند رحمتہ اللہ علیہم اجمعین پڑھا گیا۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات اور تبلیغ کا بیان کرتے ہوئے ''یوم مجدد رحمتہ اللہ علیہ منانے کی تاکید کی ۔

8 اپریل 1987ء کو رہیاں شریف حضرت باجی الف دیں رحمتہ اللہ علیہ کے عرس میں حاضری کا پروگرام بتایا۔ ساڑھے نو بجے صبح وہاں پہنچے ۔ حضرت علاؤ الدین صدیقی سجادہ نشین نیریاں شریف، سجادہ نشین پناگ شریف، سجادہ نشین سیاہ شریف سہنسہ

Marfat.com

اور سجادہ نشیناں رہیاں شریف باجی کالو صاحب اور باجی قاسم صاحب نے استقبال کیا۔ آپ نے عرس بزرگان دین کے مقاصد پر تقریر فرمائی۔ آخر میں آپ نے دعا فرمائی۔ بعد ازاں کوٹلی آ کر حضرت صاحب ممدوح کھوئی رٹہ کے دورہ پر روانہ ہوئے جبکہ بندہ ناچیز اجازت لے کر جھنگ کے لئے روانہ ہوا۔

21 مئی 1989 کو بھی دورہ نکیال کیا۔ ناچیز کے گھر تشریف لائے۔ رات کو قیام کیا۔ اگلے روز گیائیں تشریف لے گئے۔ 26 مئی کو گیائیں ملاقات کی۔ نماز جمعہ جامع مسجد شرربانی گیائیں میں پڑھائی۔

29-11-1993 میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی بعد از نماز عصر جامع مسجد غوثیہ پہنچے۔ نماز مغرب جامع مسجد غوثیہ میں ادا کی۔ غریب خانہ پر تشریف لائے، رات کو قیام فرمایا۔ رات کے کھانے میں مولانا محمد یوسف قادری ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، مولانا علی محمد بلبل کشمیر آف گیائیں، ماسٹر طفیل احمد صابر آف کرجاہی، مفتی نذیر احمد سینئر مدرس آف منھیاں کھوئی رٹہ، ٹھیکیدار صوفی محمد خان کیانی، سردار محمد رفیق خان سینئر مدرس بکناڑا، حافظ غلام رسول صدیقی عربی معلم، ماسٹر محمد تاج خان سینئر مدرس نکیال غربی، پروفیسر محمد معروف چوہان ڈگری کالج فتح پور، سردار ظفر احمد خان LLB موہڑہ، مولانا محمد یوسف خان قادری کی خواہش پر وظائف دیئے گئے۔

خواب میں دورہ آزاد کشمیر

انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزے اور اولیاء کرام کی کرامتیں برحق ہیں۔ ان کے نہ ماننے والے بدبخت ہیں۔ راقم الحروف کو زندگی میں کئی کرامات کے برحق ہونے کا تجربہ ہوا۔ ان میں سے صرف یہاں بکناڑا ابنالہ میں مکان کی تعمیر کے سلسلہ میں گزارش کرتا ہوں۔

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ ستمبر 1981ء میں موجودہ جگہ پر مکان تعمیر کرنے کے سلسلہ میں مجھے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ موقع پر لڑائیاں، عدالتوں میں

Marfat.com

مقدمات، پروپیگنڈہ، کردارکشی، نہ جانے کیا کیا مصیبتیں اٹھانا پڑیں لیکن میرے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔طوعاوکرھادفاعی تدابیر کرتا رہا۔بے دخلی کے لئے اہل دیہہ نے عذرداریاں کیں۔نوبت یہاں تک پہنچی کہ مقامی تھکیال برادری کی حمایت میں علاقہ تھکیال پڑاواہ کی اِس بڑی برادری کے اکابرین ذیلدار محمد اقبال خان، سردار بشیر خان ،چیئرمین محمد اشرف خان، ڈسٹرکٹ کونسلر منشی جان محمد خان وغیرہ نے ایک وفد کی صورت میں دورہ نکیال پر آئے ہوئے وزیر اعظم آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر سردار سکندر حیات خان سے متفقہ مطالبہ کیا کہ اس مہاجر محمد فضل شوق کو یہاں سے بے دخل کیا جائے۔سردار سکندر حیات خان اگرچہ میرے لئے بوجہ استاداور مہاجر نرم گوشہ رکھتے تھے لیکن ان کے لئے اتنی بڑی برادری کے ووٹرز، سپورٹرز اکابرین کے مطالبہ کو نظرانداز کرنا بھی مشکل تھا اس لئے انہوں نے فرمایا کہ وہاں جنگل سے منتقل کرکے آباد کرنے کے لئے مہاجر کالونی بنائی جارہی ہے۔اسے بھی باقی کی طرح جگہ دی جائے گی۔دوسرے روز میری چیخ وپکار پر مہاجرین کا ایک وفد ملا جس نے بے دخل نہ کرنے کی یقین دہانی حاصل کی۔بندہ ناچیز اس طرح کی مشکلات میں پھنسا ہوا تھا۔اسی دوران پیر مقبول حسین شاہ المعروف متو پیر سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت پیر حبیب اللہ شاہ صاحب پر وٹوی رحمتہ اللہ علیہ علاقہ مینڈر ضلع پونچھ مقبوضہ کشمیر سے پاکستان و آزاد کشمیر کے دورے پر آئے۔آپ خاندانی پیر ہونے کے ناطے میرے متنازعہ مہاجر خانہ پر تشریف لائے۔ایک کمرہ میں قیلولہ کیا۔جاگنے پر فرمایا ماسٹر صاحب! آپ کے ہاں مجھے سکون کی نیند آئی ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کے اِس مکان کو تا دیر آباد رکھے۔آپ کا یہ فرمان ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' والی بات تھی۔

ایک رات سوئے ہوئے میرے والد محترم خواب میں آئے جن کے ساتھ ایک سفید عمامہ اور ٹخنوں تک سبز کرتہ پہنے ہوئے چھ فٹ لمبے بارُعب بزرگ تھے۔والد

Marfat.com

صاحب نے مجھے اٹھایا اور کونے والے کمرے کے اندر لے گئے۔ وہاں کونے میں مال مویشی باندھنے والا بڑا کِلہ رکھا۔ بزرگ نے ضربیں مار کر ٹھونکا۔ والد صاحب نے کِلہ ہلانے کی کوشش کر کے کہا اب ہم نے یہ کِلہ پکا کر دیا ہے اندر آ کر سوئیں۔ میں جاگ گیا۔ سحری کا وقت تھا، وضو کر کے نوافل ادا کیے۔ والد صاحب کے بچپن سے صوم وصلوٰۃ کے پابند اور تہجد گذار ہونے کی وجہ سے مجھے اُمید کی کرن نظر آئی۔ ایک رات کو خواب میں میرے پیر ومرشد فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی میرے گھر تشریف فرما ہیں۔ بڑے خوش نظر آتے ہیں۔ آپ نے پنجابی زبان میں مجھے فرمایا ''شوق صاحب! فکر نہیں کرنا، اللہ تعالیٰ ساریاں مشکلاں آسان کرسی'' یہ سن کر میری آنکھ کھل گئی۔ پیر ومرشد کا فرمان برحق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسباب پیدا کیے ہیں کہ یہاں کالونی ایک شہر کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ اس طرح میرا مکان پکا ہو گیا ہے الحمدللہ۔

Marfat.com

شجرہ نسب میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ دربارِ عالیہ شرقپوری شریف مطابق خزینہ معرفت صفحہ نمبر 126 و چشمہ فیض الباری شیر ربانی رحمتہ اللہ علیہ صفحہ 54

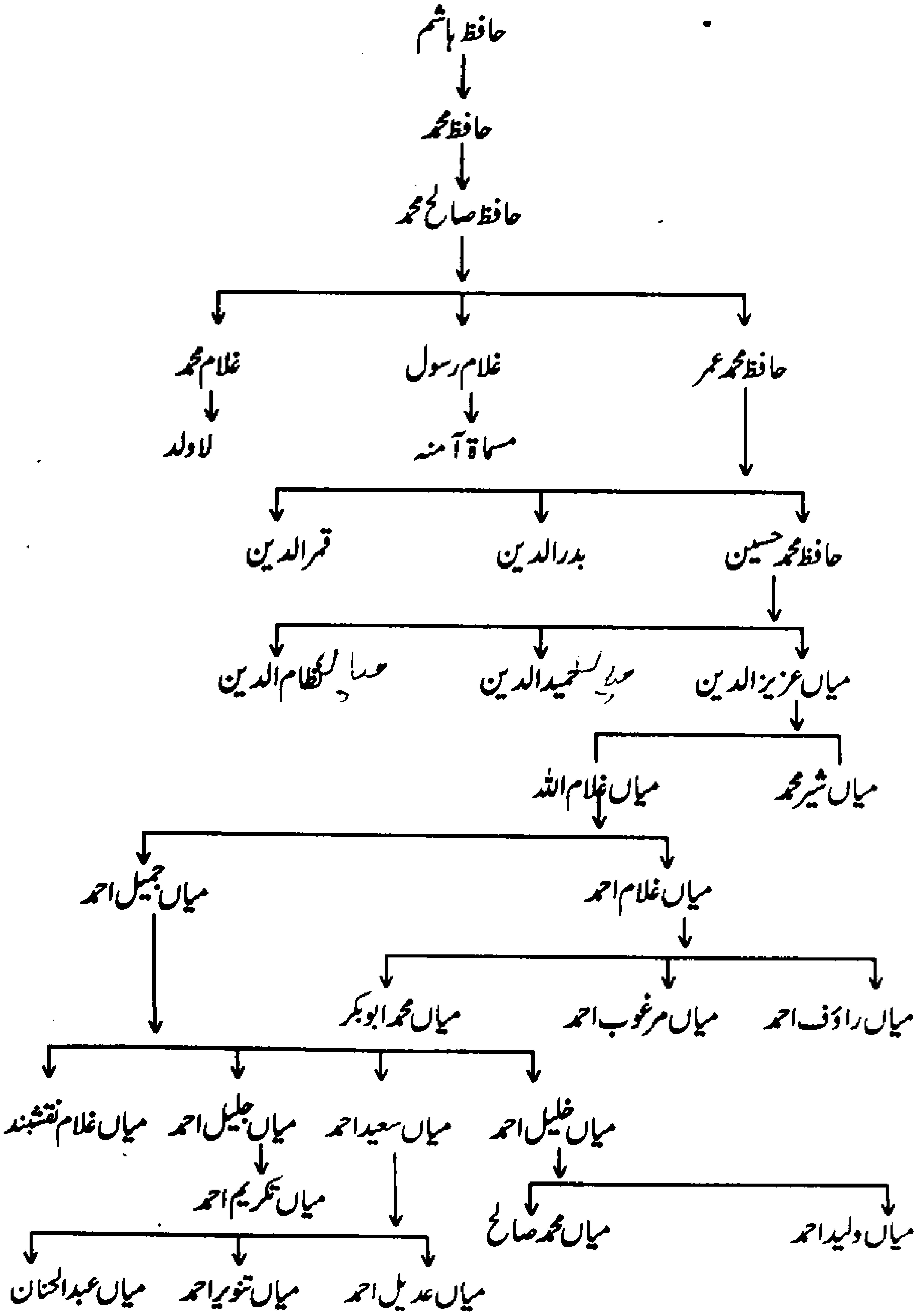

Marfat.com

پروموشن بحیثیت صدر معلم گورنمنٹ ہائی سکول کریلہ مجہان ضلع کوٹلی

میری پروموشن بحیثیت گزیٹڈ آفیسر صدر معلم گورنمنٹ ہائی سکول کریلہ مجہان ضلع کوٹلی آزاد جموں وکشمیر مورخہ 20 اکتوبر 1981ء سے ہوئی۔ میرے پیش رو مولوی عبدالحمید صاحب اچھے استاد مگر کمزور ایڈمنسٹریٹر تھے۔ 20 اکتوبر کو ہی میری حاضری اور ان کی الوداعی پارٹی ہوئی۔ انہوں نے خود بھی انتظامی عدم استحکام کا ذکر کیا۔ مجھے پہلے ہی احساس ہو رہا تھا کہ ترقیابی ہوتے ہی آزاد جموں وکشمیر کی سیاست کے گڑھ کریلہ مجہان بھیج دیا گیا ہوں۔ اس وقت کے ناظم اعلیٰ تعلیمات آزاد جموں وکشمیر چوہدری محمد یوسف صاحب اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ضلع کوٹلی خواجہ عبدالغنی صاحب کا اصرار تھا کہ میں کریلہ مجہان جاؤں۔ بہر حال حکم حاکم مرگ مفاجات کے مصداق آنا پڑا۔ میری خوش قسمتی تھی کہ سینئر مدرسین سے لے کر نیچے تک سٹاف ممبرز کی اکثریت میرے شاگرد تھے اور وہ ذاتی حیثیت میں بھی میرا بے حد احترام کرتے تھے۔ رہا سیاست کا معاملہ مسلم کانفرنس کے بزرگ راہنما غازی کشمیر سردار فتح محمد کریلوی میرے والد صاحب کے شناسا بلکہ ناڑ فیروزالاں اور میرے خاندان کے خاصے واقف تھے۔ مزید برآں وہ میرے بطور صدر معلم مڈل سکول کھنڈہار اور اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر تحصیل نکیال کارکردگی سے خوش بھی تھے۔ چنانچہ سردار صاحب موصوف اور ان کے خلفِ رشید سردار سکندر حیات خان صاحب سابق وزیر مال و جنگلات آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر نے میری تعیناتی پر خوشی کا اظہار فرمایا اور ہر طرح کی معاونت کا یقین دلایا جس پر باپ بیٹا کاربند رہے۔ 1985ء میں سردار سکندر حیات خان صاحب نے وزیر اعظم بننے کے بعد وہی وعدہ دہرایا اور میری تعیناتی 20 اکتوبر 1981ء تا 18 اکتوبر 1986ء کے دوران ہر طرح کی حوصلہ افزائی جاری رکھی۔ راقم الحروف نے بھی وراثت میں ملی ہوئی صاف گوئی، محنت اور دیانتداری وفرض شناسی سے کام لے کر ڈسپلن درست کیا۔ اساتذہ کرام، عملہ اور طلباء سے کام لیا۔ ادارہ کے نتائج بہتر کیے۔ ہم نصابی سرگرمیوں، کھیلوں وغیرہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کیا۔ تقاریب عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، یوم سیدنا

Marfat.com

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یوم امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ، یوم پاکستان، یوم آزاد کشمیر، یوم قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ اور یوم علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ ہر سال پابندی کے ساتھ منعقد کیں اور جید علماء کرام، اہل علم حضرات کو بلا کر اسلامی اور دو قومی نظریہ کا تشخص اُجاگر کیا۔

الحمدللہ کہ یہ روایات میری آئندہ سروس کے دوران تمام اداروں میں جاری و ساری رہیں۔

دیئے سے دیئے کو جلاتے چلو

میری پروموشن پر اساتذہ کرام تحصیل نکیال کی جانب سے دی گئی الوداعی پارٹی کے موقع پر پرنسپل صاحب انٹر کالج کھنڈہار، صدر مڈل سکول کھنڈہار سردار محمد یاسین خان، مولانا محمد یوسف خان قادری مہتمم دارالعلوم اسلامیہ قادریہ نکیال، راجہ ہدایت اللہ خان بے باک، منشی محمد صابر خان عرائض نویس، چوہدری محمد دین سنٹر ٹھرانی، چوہدری خادم حسین اور ماسٹر محمد حفیظ خان وغیرہ نے بھی میری سابقہ کارکردگی کو سراہتے ہوئے آئندہ بہتر کام کرنے کی توقع کا اظہار کیا تھا۔

اِس پانچ سالہ تعیناتی کے دوران میرے سٹاف ممبران محمد آصف خان، محمد اکرم خان، عبدالکریم منہاس، سرفراز احمد خان، محمد شفیع راہی، مولانا عبدالقدیر شہاب، صوفی محمد اسلم خان، محمد منظور خان، محمد یوسف بھٹی، محمد اسلم شاد، چوہدری رضا احمد، محمد صابر عابد، محمد خوشحال خان، محمد یونس خان، محمد مشتاق خان، محمد ریاض خان، محمد رشید خان، چوہدری محمد اکبر، محمد گلزیب، عبدالحمید عارف، عبدالرحمٰن خان، محمد شبیر مغل، بابر حسین، قاری فخر الدین، افتخار الزمان خان، عبدالعزیز خان، بابو صاحبان فیض محمد خان، اختر حسین بیگ، محمد شبیر بیگ، محمد معروف خان اور ادنیٰ ملازمین محمد رزاق، عبدالحمید خان، سائیں جلال الدین وغیرہ نے بھرپور معاونت و محنت کی۔ اللہ تعالیٰ سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

چند ذہین طلباء/ طالبات طارق اقبال، طاہر اقبال، عدالت خان، مظفر حسین، طاہر محمود، بابر غلام خان، عبدالقیوم، محمد حنیف، عبدالشکور، کبیر شاہد، سرفراز ملک، خالد ملک، تعظیم ملک، آفتاب ملک، رستم ملک، شکور ملک، ارشد مجہانوی، یاسمین، رابعہ، شاہین، پروین، رفعت وغیرہ نے

Marfat.com

محنت کر کے معاشرے میں اچھا مقام پیدا کیا۔ جو نام یاد نہیں رہے معذرت خواہ ہوں۔ عرصہ مدید ہو چکا ہے۔ نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں کے علاوہ عمارت کی مرمت اور ادارہ کے لئے ساڑھے 34 کنال اراضی رقبہ خالصہ سرکار سے نوٹیفکیشن کرایا۔ ادارہ کی لائبریری کو خاصی وسعت دی۔ نماز ظہر باجماعت اساتذہ وطلباء کا اہتمام کیا۔ حکام بالا محکمہ تعلیم نے معائنہ کر کے اچھے ریمارکس دیئے۔

۱)۔ بیٹی پرویز بیگم اور بیٹے محمد اشتیاق کی شادیاں

گورنمنٹ ہائی سکول کریلہ مجہان تعیناتی کے دوران میری سب سے بڑی بیٹی پرویز بیگم اور بیٹے محمد اشتیاق خان کی شادیاں مورخہ 13 اکتوبر 1982ء تا 15 اکتوبر 1982ء ہوئیں۔ پروگرام ذیل رہا۔

12 اکتوبر 1982ء رسم حنابندی، 13 اکتوبر 1982ء روانگی بارات محمد اشتیاق خان نجانہ برادر بزرگ سردار محمد نذیر خان میرپور۔

چیدہ چیدہ براتی:

۱)۔ (ر) صوبیدار محمد اعظم خان، ۲)۔ صوبیدار محمد شفیع بکناڑوی، ۳)۔ صوبیدار محمد رزاق خان بکناڑا، ۴)۔ ماسٹر عبدالرحمٰن خان نکیال، ۵)۔ ماسٹر محمد تاج کیانی نکیال، ۶)۔ ماسٹر سکندر حیات بیگ بکناڑا، ۷)۔ ڈاکٹر محمد ریاض بکناڑا، ۸)۔ رحمت اللہ ولد صوفی عبدال بکناڑا، ۹)۔ صوفی محمد فضل بٹ ہل کالونی، ۱۰)۔ حاجی غلام احمد بٹ ہل کالونی، ۱۱)۔ صوفی محمد خان کیانی ہل کالونی، ۱۲)۔ ماسٹر جاوید احمد ولد محمد صدیق خان، ۱۳)۔ محمد اشفاق خان برادر، ۱۴)۔ عبدالعزیز ولد صوفی محمد زمان، ۱۵)۔ عبدالوحید نکیال، ۱۶)۔ بابو محمد معروف نکیال، ۱۷)۔ محمد اشتیاق خان دولہا، ۱۸)۔ محمد اتفاق خان برادر۔

14 اکتوبر 1982ء شام 7 بجے ڈولی آئی۔ بعد ازاں ماسٹر محمد نسیم خان ولد سردار محمد نذیر خان برادر بزرگ میرپور سے ذیل بارات آئی۔

Marfat.com

۱)۔ اخوان صاحب محمد نذیر خان خود، ۲)۔ ریٹائرڈ صوبیدار منشی خان، ۳)۔ تحصیلدار محمد صادق خان برادر بابو یار محمد خان میر پور آف چنڈک، ۴)۔ پرویز اختر ولد بابو محمد اعظم خان رجسٹرار ہائی کورٹ میر پور، ۵)۔ سردار کرامت اللہ خان ٹھیکیدار میر پور، ۶)۔ غلام قادر خان ولد فرمان علی خان، ۷)۔ طارق حسین خان ولد فرمان علی خان، ۸)۔ معروف احمد خان ولد سردار محمد نذیر خان، ۹)۔ اعجاز نذیر خان ولد سردار محمد نذیر خان، ۱۰)۔ ساجد نذیر خان ولد سردار محمد نذیر خان، ۱۲)۔ سجاد نذیر خان ولد سردار محمد نذیر خان، ۱۳)۔ وزیر حسین خان ولد مصاحب علی خان، ۱۴۔ حافظ محمد اعظم خان گوجرانوالہ، ۱۵)۔ نیاز بیگم دختر سردار محمد اعظم خان، ۱۶)۔ نازیہ بیگم دختر سردار محمد نذیر خان، ۱۷)۔ نسیم بیگم دختر سردار فرمان علی خان۔

15 اکتوبر 1982ء صبح 10 بجے نکاح خوانی ہوئی۔ مہر معجل زیورات 7730 روپے اور غیر معجل 70 روپے۔ کل 7800 روپے صرف۔

مولانا محمد یوسف خان قادری مہتمم دارالعلوم اسلامیہ قادریہ نکیال نے نکاح پڑھایا۔ سردار محمد صادق خان میر پوری اور نمبر دار محمد دین خان بٹالہ نکیال شادی کے گواہ مقرر ہوئے۔ گیارہ بجے دن عزیزہ پرویز بیگم کی ڈولی برائے میر پور روانہ ہوئی۔ الحمد للہ کہ پروگرام بخیر و خوبی انجام ہوا۔

ب)۔ تتمہ کا...... 13 جنوری 1983ء کو منعقدہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریب کا ذکر۔

یوں تو تقریبات ہر سال منائی جاتی رہیں لیکن مورکہ 13 جنوری 1983ء کو ایک عظیم الشان تقریب ادارہ کے گراؤنڈ میں منعقد ہوئی جس میں علمائے کرام، قاری صاحبان، حفاظ کرام، اساتذہ کرام، طلباء اور عوام الناس نے شرکت کی۔ علامہ محمد یوسف خان قادری مدظلہ العالی نے صدارت کی جبکہ مہمان خصوصی وزیر کشمیر سردار فتح محمد خان کریلوی تھے۔ ادارہ کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ قاری فخر الدین نے تلاوت کلام سے آغاز کیا۔ نعت شریف محمد حنیف متعلم نے پڑھی۔

Marfat.com

مولانا عبدالقدیر شہاب، مولانا خالد حسین، مولانا محمد مقبول، صدر معلم محمد یوسف اور اساتذہ کرام نے تقاریر کیں۔ صدر تقریب نے میلاد شریف پر مدلل خطاب فرمایا۔ ہمارا خیال تھا کہ مہمان خصوصی غازی کشمیر سردار فتح محمد خان کریلوی موقع کی مناسبت سے مختصر کلمات ادا فرمائیں گے لیکن ہماری حیرانگی کی انتہاء نہ رہی کہ سیاست کے اس شہسوار نے میلاد شریف اور حب الرسول ﷺ کے موضوع پر ایک یادگار اور معرکہ آراء خطاب فرمایا۔ آپ کی آنکھوں میں دوران خطاب آنسو جاری ہو گئے۔ دراصل آپ پکے عاشق رسول ﷺ تھے۔ یہ تقریر علماء سے سبقت لے گئی۔ سب عش عش کر اُٹھے۔ جی چاہتا تھا کہ آپ پر قربان جائیں۔ تبرک کی تقسیم کے بعد محفل برخاست ہوئی۔

ج)۔ 15 مئی 1985ء کے انتخابات میں حلقہ نکیال سے بطور ایم ایل اے کامیاب ہونے کے بعد سردار سکندر حیات خان وزیر اعظم آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر بن چکے تھے اور تعمیر و ترقی کا دور شروع ہو چکا تھا۔ کالج، سکول، سڑکیں، بجلی ہر شعبہ میں کام ہونے لگا۔ راقم الحروف کے گھر کے نزدیک گورنمنٹ ہائی سکول سلون کی منظوری ہوئی تو میری استدعا پر تبادلہ ہوا۔

الوداعی تقریبات کا انعقاد

گرلز ہائی سکول مہان، سردار محمد انور خان ایڈووکیٹ اور صوبیدار محمد خان صاحب، سردار غلام احمد خان کے ہاں دعوت کے بعد اپنے ادارہ کے حصہ پرائمری، مڈل نے علیحدہ علیحدہ تقریبات کیں۔ آخری بڑی الوداعی پارٹی طلباء، اساتذہ کرام کی جانب سے مورخہ 17 اکتوبر 1986 کو ہوئی۔ یہ تقریب غازی کشمیر سردار فتح محمد خان کریلوی کی صدارت میں ہوئی۔ معززین علاقہ سردار غلام احمد خان، سردار محمد اقبال خان چیئرمین، ماسٹر محمد سعید خان چیئرمین زکوٰۃ، صوبیدار محمد خان صاحب، سردار محمد انور خان ایڈووکیٹ، ملک محمد شریف تردل، ماسٹر محمد رشید خان، نئے تعینات صدر معلم سردار محمد یٰسین خان، عوام الناس، اساتذہ کرام اور طلباء نے شرکت کی۔ مقررین نے راقم الحروف کی فرض شناسی، دیانتداری اور پابندی وقت وغیرہ باتوں

Marfat.com

کو سراہتے ہوئے نئے صدر معلم صاحب نے بھی اپنے خطاب میں تعریف کی۔ غازی کشمیر سردار فتح محمد خان کریلوی نے اپنے خطاب میں بکمال شفقت ایڈمنسٹریشن کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کرتے ہوئے میری تعریف کی اور پیش کش کی اگر شوق صاحب آج بھی گھر کے نزدیک جانے کی بجائے یہاں رہنے پر متفق ہو جائیں تو حکم تبادلہ منسوخ کرا دیا جائے گا۔

اگلے روز اساتذہ کرام، طلباء نے جلوس کی صورت میں ایک کلومیٹر دور مجہان بازار لایا۔ اکثر اساتذہ کرام نکیال بازار تک آئے اور یہاں ہوٹل پر بھی پارٹی ہوئی۔ اس طرح گورنمنٹ ہائی سکول کریلہ مجہان میں تعیناتی کے دور کی یادیں لئے گھر آیا۔ الحمدللہ۔

گورنمنٹ ہائی سکول سلون میں تبادلہ

دن کے ہنگاموں میں ، کبھی رات کی تاریکی میں
ہم گردشِ دوراں سے ، کئی بار لڑے ہیں

مورخہ 19 اکتوبر 1986ء کو گورنمنٹ ہائی سکول سلون رپوٹ حاضری دینے کے لئے روانہ ہوا۔ راستے میں ملک جاوید احمد نامی مدرس ہائی سکول سلون نے بتایا کہ آپ آج سکول نہ جائیں۔ وجہ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ میرے پیش رو صدر معلم سردار محمد نذیر خان کا تبادلہ گھر سے دور کھیٹ ہوا ہے وہ یہاں ہی رہنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے خود ایک طرف ہو کر عوام اور طلباء کو مشتعل کیا ہوا ہے کہ وہ آپ کو حاضر نہ ہونے دیں، پتھراؤ وغیرہ کریں۔ انہوں نے کچھ اساتذہ کو بھی اعتماد میں لیا ہوا ہے اور عوام کا پیپلز پارٹی والا گروہ بھی آپ کے خلاف ہے۔ میں نے اس کی بات رد کرتے ہوئے کہا کہ میں گورنمنٹ آرڈر کے تحت تبدیل ہوا ہوں جب منسوخی ہوگی واپس چلا جاؤں گا۔ آج میں ضرور سکول جاؤں گا۔ دیکھوں گا کون کیا کرتا ہے؟ وہ کچھ سوچ کر واپس میرے ساتھ ہو لیا۔ راستے میں ایک شاگرد محمد شعیب خان پٹھان بھی ساتھ ہو لیا۔ جب سکول کی عمارت/گراؤنڈ نظر آیا تو واقعتاً افراتفری نظر آ رہی تھی۔ بہرحال مجھے پیچھے ہٹنے کا کوئی جواز نظر نہیں آتا تھا۔ سکول کے نزدیک پہنچے تو چند مسلم کانفرنسی آدمی بھی آ گئے۔ انہیں شاید ہنگامے کا علم ہو

Marfat.com

گیا تھا۔ ایک دم نزدیکی دوکانوں سے ہار لے کر مجھے ڈالنا شروع ہو گئے۔ سازشی ڈر گئے بلکہ کہا جاتا ہے کہ سازشیوں کے سرغنہ ماسٹر نے بھی دکھاوے کے ہار ڈالے۔ چند دیگر معززین بھی آئے، حاضری ہوئی، چھٹی ہونے پر گھر آیا۔ شام کے وقت سابق صدر معلم کے کہنے پر وفد مظفر آباد روانہ کیا تا کہ تبادلہ منسوخ ہو لیکن وزیر اعظم کے انکار کرنے پر جیسے گئے تھے ویسے واپس آ گئے۔

بہر حال حاضر ہو کر دلجمعی اور فرض شناسی سے خود بھی کام کیا اور عملہ سے بھی کام لیا۔ عملہ میں ملک امان اللہ خان، محمد مشتاق خان، محمد سرفراز خان، چوہدری محمد رزاق، مطلوب حسین، محمد شفیع چوہدری، مشتاق احمد، فیروز ملک، محمد اسماعیل، ملک جاوید احمد، ملک محمد یعقوب، محمود احمد عقاب، ملک یٰسین قمر، قاری عبدالرحمٰن رضوی، اعجاز احمد، محمد فاضل، مشتاق احمد ہاشمی، محمد قسیم، محمد الیاس، محمد یونس جناح، محمد حنیف، محمد اعظم خان، محمود شاہ پی ٹی ای، بابو شبیر بیگ، ادنیٰ ملازمین ذوالفقار شاہ، صفدر شاہ، ملک محمد یونس وغیرہ نے اپنا کام اچھی طرح کیا۔ میٹرک کے نتائج 100 فیصد دکھائے۔

ستمبر 1987 میں گھر کے نزدیک ہائی سکول جندروٹ کی منظوری ہو کر تبادلہ ہوا اور 28 ستمبر 1987 کے دن چوہدری محمد صدیق صاحب نئے صدر معلم کو چارج دے کر فارغ ہوا۔

گورنمنٹ ہائی سکول جندروٹ میں تبادلہ

میرے گھر سے نزدیک تر ہونے اور نئے تخلیق شدہ ادارہ میں تجربہ کار سربراہ ادارہ ہونے کے محکمانہ جواز نے مجھے گورنمنٹ ہائی سکول جندروٹ میں تبدیل کرادیا۔ اور اپنی ساری ملازمت میں 29 دسمبر 1987ء تا 11 دسمبر 1994ء یعنی سات سال سے زائد عرصہ یہاں تعینات کیا۔ اس سے زیادہ کسی ادارہ میں تعینات نہیں رہا۔ اور یہاں رہ کر سخت محنت اور سخت حالات کا مقابلہ کرنا پڑا۔ الحمدللہ کہ معززین علاقہ اور سٹاف ممبران کے بھرپور تعاون سے یہاں بھی

Marfat.com

قابل ذکر کامیابی حاصل ہوئی۔معززین میں سے سردار محمد اشرف خان چیئرمین۔نمبردار سخی ولایت خان۔چیئرمین محمد زاکر خان۔نمبردار اللہ دتہ خان۔سردار سخی خان ڈیرہ والے۔چیئرمین حفیظ اللہ خان۔مولانا محمد خان جندروٹوی۔چیئرمین محمد بشیر خان۔حاجی نذیر احمد۔اس ادارے کے بانی استاد محمد عزیز قریشی۔ملک اکا خان چوکیدار وغیرہ نے ہر ممکن معاونت کی۔حصول آراضی ادارہ کے لئے کافی تگ ودو کرنا پڑی۔مجوزہ جگہ کے مالکان میں سے بابو محمد ایوب خان کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے کیس عدالت عالیہ آزاد جموں وکشمیر تک پہنچا۔میری ساڑھے بیالیس سالہ سروس کے دوران پہلی دفعہ حصول اراضی کو رکوانے کیلئے زیلدار محمد اقبال خان ڈسٹرکٹ کونسلر آف ڈلبی کی قیادت میں مالکان نے میرے خلاف دورہ پر آئے ہوئے قائم مقام وزیراعظم آزاد جموں کشمیر چوہدری محمد یوسف صاحب کے پاس پیش ہوکر درخواست گزاری۔اوراسے صدر معلم کی زیادتی کہا۔انکوائری ہونے پر ادارہ کے جملہ معاملات درست پائے گئے۔صرف حصول آراضی کا معاملہ تھا۔جو بندہ علاقہ جندروٹ کے بچوں کے لئے کر رہا تھا۔اس میں کوئی زاتی مفاد نہ تھا۔عدالت عالیہ سے فیصلہ بھی ہو چکا تھا۔لہذا قائم مقام وزیراعظم صاحب نے اسی جگہ سکول کی عمارت قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔جہاں اب عمارت گراؤنڈ وغیرہ موجود ہے۔تعلیمی اعتبار سے علاقہ جندروٹ بنجر ہونے کے باوجود میرے سٹاف ممبران محمد بشیر۔محمود احمد عقاب۔محمد رفیق خان۔جاوید احمد قمر۔محمد رقیب خان۔رحیم داد خان۔ملک محمد یاسین۔محمد شفیع پردیسی۔مرزا مشتاق احمد۔مشتاق احمد ہاشمی۔محمد یونس خان۔راجہ محمد صادق۔محمد سلیم رضا۔جاوید اقبال۔حافظ غلام رسول۔بشارت علی خان۔منظور حسین۔محمد شفیق۔محمد خورشید۔ملک غلام مصطفےٰ۔شعیب اختر خان۔محمد عارف خان بابو محمد اکرم خان۔اورادنے ملازم محمد عظیم۔محمد شفیق۔محمد خورشید محمد معروف وغیرہ نے بہتر کام کر کے ادارہ کے ڈسپلن اور تعلیمی حالت کو حتی الامکان بہتر بنایا۔ادارہ کی لائبریری کیلئے کتب خریدی گئیں۔حصہ پرائمری ڈ عمارت تعمیر ہوئی۔نصاب کی تدریس کے علاوہ ہم نصابی سرگرمیوں۔تقاریب وغیرہ کا انعقاد کر کے ادارہ کی شہرت میں اضافہ کیا۔مجموعی تعلیمی نتائج بھی بہتر

Marfat.com

دکھائے۔ اِسی دوران بندہ ناچیز کو ایک ناقابل فراموش سفر کرنا پڑا جیسے گھر سے گھر تک کے عنوان سے درج کیا جارہا ہے۔

گھر سے گھر تک (دورہ مقبوضہ کشمیر 1988ء کے حالات)

راقم الحروف مہاجر 1965ء موضع بھاٹہ دھوڑیاں تحصیل مینڈر ضلع پونچھ ریاست جموں وکشمیر ہے۔ قبلہ والد محترم، قبلہ والدہ صاحبہ، چار بہنیں، ایک بھائی اور اکثر رشتہ دار، برادری کے لوگ مینڈر اُس پار رہتے ہیں۔ کافی جدوجہد کے بعد اگست 1988ء میں راقم الحروف، اہلیہ محترمہ برکت بیگم اور جماعت دوم کے طالب علم پسرم محمد ارفاق خان کو اس پار جا کر عزیز و اقارب کو ملنے کا ویزا سفارت خانہ ہند اسلام آباد نے جاری کیا۔ مورخہ 18 اگست 1988ء تا 15 نومبر 1988ء ایکس پاکستان لیو منظور کروا کر تیاری شروع کی۔ مورخہ 17 اگست کو سٹاف ممبران نے الوداعی پارٹی دے کر دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ ایک دو دن تیاری میں لگ گئے اور پھر لاہور واہگہ......جموں کے راستے بنالہ نکیال تا بھاٹہ دھوڑیاں (اِس گھر سے اُس گھر کا سفر شروع ہوا)۔

ہم نے مانگی ہے دُعا آپ سے ملنے کے لئے
کاش! اب جی بھی سکیں اِس میں اثر ہونے تک

انتظار کی گھڑیاں لمبی ہوتی ہیں۔ چار پانچ سال کی جدوجہد کے بعد آخر کار ضعیف والدین، چھوٹے بھائی محمد زمان خان، بہنوں، ان کے بچے بچیوں و دیگر عزیز و اقارب کو ملنے کی اجازت نے ایک ہیجانی کیفیت پیدا کر دی تھی۔ اب ایک دُھن تھی کہ کس طرح جلد از جلد منزلِ مقصود پر پہنچ کر بزرگوں کی قدم بوسی کی جائے اور وطن مالوف کی حسین وادیوں میں ابتدائی زندگی کی یادیں تازہ کی جائیں۔ 18 اگست کو گھر سے گھر کی طرف روانگی ہوئی۔ شام کو میر پور پہنچ کر عزیز و اقارب سے ملاقات کی۔ بہاولپور میں ایئر کرافٹ کے حادثہ کے نتیجہ میں صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق اور ان کے ساتھی شہید ہو چکے تھے جس کی وجہ سے ٹریفک کا نظام بھی درہم برہم تھا۔ لہٰذا

Marfat.com

ایک دن کی تاخیر کے بعد مورخہ 20 اگست شام کو لاہور کے لئے روانہ ہو کر رات السید ہوٹل نزد ریلوے اسٹیشن لاہور کمرہ نمبر 8 میں بسر کی۔ عزیزم محمد اشفاق خان اور عزیزم محمد عظیم سبحانی کو واپس میر پور بھیجا۔ 21 اگست 9 بجے صبح سامان چیک کروا کر لاہور تا اٹاری سپیشل ٹرین پر سوار ہوئے۔ بھاٹہ ٹلکیال کے ایک شاگرد وارث خانؔ ولد محمد خان نے معاونت کی۔ 8 بجے شب دوسری ریل اٹاری سے روانہ ہو کر ایک بجے صبح انبالہ پہنچی۔ انبالہ سے جموں کا ٹکٹ لے کر ریل پر روانہ ہوئے۔ بارہ بجے دن جموں پہنچے۔ رجسٹریشن آفس کا پتہ کیا اور جمگنڈا ہوٹل جموں کمرہ نمبر 103 میں شب باشی کی۔ ہمارے ساتھ ریل میں موضع اٹری مینڈر کے ایک بابا اور دو معمر خواتین بھی ساتھ تھیں۔ وانی ہوٹل سے کھانا منگوا کر کھایا۔ 23 اگست صبح ایس ایس پی صاحب رجسٹریشن آفس گئے۔ چوہدری مسعود احمد صاحب ایس ایس پی موضع چتراں کالابن مینڈر کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ پاسپورٹ وغیرہ درج کر کے اجازت دی۔ اسی دن 10-12 بجے دن کی بس پر سوار ہو کر 9 بجے شب گھر بھاٹہ دھوڑیاں پہنچ کر والدین اور عزیز و اقارب سے ملاقات ہوئی۔ الحمدللہ والدین، بھائی بہنوں اور دیگر عزیز و اقارب سے ملاقات کا موقع ملا۔ خوشی کے اِن لمحات میں ساری رات احوال پُرسی میں بیت گئی۔ ہماری آمد کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ اگلے روز عزیز و اقارب، اہل دیہہ مرد و خواتین کا تانتا بندھ گیا۔ سب گلے لگا کر مل رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے شکر کے ساتھ ساتھ خوشی کے آنسو بھی تھے۔ منظر دیدنی تھا۔ ماں باپ، بھائی بہنیں بڑی نعمت ہوتی ہے۔ بائیس سال کی جدائی کے بعد ان کی زیارت بھی کسی بڑی نعمت سے کم نہ تھی۔ دست بوسی، چشم بوسی وغیرہ بلائیں لی جا رہی تھیں۔ اللہ تیرا شکر کہ ملاقات نصیب ہوئی۔ سب کی زبان پر تھا۔ 25 اگست کو خالو صاحب اللہ دتہ خان دھڑے والا ناڑ فیروز الاں کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے گئے جہاں ناڑ، موہڑہ نکہ منجھاڑی، ہرنی، سموتی، دھوڑیاں سنکھوٹ وغیرہ کے متعدد بزرگوں اور عزیزوں سے بھی ملاقات ہوئی چونکہ ملاقاتوں کا تانتا بندھا ہوا تھا اس لئے گھر منجا کھنارہ کر ملاقاتیں شروع کیں۔ 29 اگست کو ماموں صاحب لال خان، سید محمد خان اور

Marfat.com

میری خوش دامن مرحومہ ممانی صاحبہ انارکلی کی فاتحہ خوانی کے لئے دھوڑیاں گیا۔ آج عزیزم محمد زمان خان گرجن سے واپس آیا ہے یہاں پر ہی 1965ء سے بچھڑے دو بھائیوں کی ملاقات ہوئی۔ عزیزم محمد زمان خان مجھے گلے لگا کر دھاڑیں مار کر رونے لگا۔ خدا کا شکر ہے کہ ملاقات ہو گئی ہے۔ ہر کام کی ایک معیاد ہوتی ہے۔

برآور ہرچہ در سینہ واری
سرود ے نالہ آہے فغانے

میری روح کی حقیقت میرے آنسوؤں سے پوچھو
میرا مجلسی تبسم میرا ترجمان نہیں ہے

بلبل ہمہ تن خون شد گل شد ہمہ تن چاک
اے وائے بہارے گر ایں است بہارے

کیا لطفِ وصل ہے جو دوبارہ نہ ہو نصیب
رونا جو اضطراب ہو کیا اس سے فائدہ؟

ملاقاتیوں سے ملنا ضروری تھا اس لئے گھر پر رہتا۔ وقت نکال کر ضروری فاتحہ خوانی وغیرہ کرتا۔ آبائی قبرستان میں آباؤاجداد کی قبور پر فاتحہ خوانی کیلئے ہٹاں گیا۔ موہڑہ ہٹاں میں گھوم کر فاتحہ خوانی، عیادت وغیرہ کی۔

2 ستمبر کو ہمراہی بھائی گلاب خان، عزیزم محمد زمان خان اور عزیزم یار محمد خان تحصیلدار دھرمسال مینڈر گئے۔ نائب تحصیلدار خواجہ محمد خورشید، منشی فتح محمد عرائض نویس، ماسٹر بھگت رام، ماسٹر لچھمن درس اور ماسٹر بلدیوراج وغیرہ سے ملاقات ہوئی۔ نماز جمعہ جامع مسجد مینڈر میں ادا کی۔ واپسی پر ہوداں گلھوتہ بر مکان محمد اکبر خان آ کر پھوپھی زاد بھائی ڈولو خان مرحوم کی روح کو ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی۔ شام کو گھر آئے۔ 9 ستمبر کو سموتی کوٹاں جا کر سردار عبداللہ خان مرحوم، دادی صاحبہ، بھائی منشی خان مرحوم کی قبور پر فاتحہ خوانی کی۔ وہاں سے موہڑہ خالو صاحب

Marfat.com

سیف علی خان اور خالہ صاحبہ کی بیمار پرسی کرنے چلے گئے۔ یہاں بھی سب گھروں میں جا کر فاتحہ خوانی کی۔ موہڑہ سے واپسی پر ننھیالی محلہ دھوڑیاں گیا۔ فاتحہ خوانی کی۔ 15 ستمبر کو گورنمنٹ ہائی سکول بھانہ دھوڑیاں گیا جہاں میرے ہم جماعت سردار عبدالمجید خان صدر معلم، ماسٹر گلاب خان اور قاضی نذیر احمد بلاک ایجوکیشن آفیسر ہرنی سے ملاقات ہوئی۔

16 ستمبر کو سرن کوٹ جا کر خالو گوہر علی خان، خالہ صاحبہ مرحومہ کے لئے فاتحہ خوانی کی۔ 19 ستمبر کو پونچھ جا کر چونی لعل بک ڈپو اور بابا شیر علی ہوٹل مین کے 15 روپے +15 روپے ادا کیے جو 1965ء سے بطور ادھار لیے ہوئے تھے۔ سارے شہر اور مشہور مقامات کی سیر کی۔ واپسی پر برادری میں دعوتوں کی بھرمار شروع ہو گئی۔

29 ستمبر کو ہائی سکول سنگھوٹ جا کر صدر معلم چوہدری محمد بشیر آف کرناہ منھاڑی اور عملہ سے ملاقات کی۔ سنگھوٹ میں چندیال وغیرہ گئے۔ ماسٹر احمد دین صاحب گھمبیر مغلاں والے کو خطوط پہنچائے۔ 30 دسمبر کو جامع مسجد سنگھوٹ میں نماز جمعہ سے پہلے تعارفی تقریر کی۔

5 اکتوبر کو براستہ گزنہ چور گلی کے شاہدرہ شریف پہنچے۔ حاضری دربار شریف نیاز وغیرہ کی ادائیگی کے بعد کمرہ 8,9 ریسٹ ہاؤس میں قیام کیا۔ ہمشیرہ فیروز بانو۔ بھائی زمان خان وغیرہ ہمراہ تھے۔ اگلے روز شاگرد م ماسٹر تصدق حسین کے پاس ناشتہ کر کے سائیں فقیر حسین مرحوم کیلئے فاتحہ خوانی کی۔ اور براستہ دہرہ گلی بغلیاز سرنکوٹ کے گھر پہنچے۔ 7 اکتوبر کو پیر مقبول حسین شاہ المعروف متو صاحب تشریف لائے۔ حسب وعدہ 9 اکتوبر کو چچا اللہ دتہ خان فیروز لال پمروٹ کے ہاں سے ہوتے ہوئے دربار عالیہ حضرت پیر حبیب اللہ شاہ صاحب پمروٹی پر حاضری دیکر پیر متو صاحب کے ہاں حاضری دی انہوں نے مصلہ اور ایک رومال بطور تحفہ عنایت فرمایا۔

13 اکتوبر کو برادرم محمد اخلاق خان کے ہاں دعوت پر آئے ہوئے چوہدری محمد اسلم لسانوی وزیر تعلیم سے ملاقات ہو کر اکٹھے کھانا کھایا۔ موصوف میٹرک کے کلاس فیلو ہیں۔ برادری میں ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔

Marfat.com

24 اکتوبر مہینڈر جا کر عید میلاد النبی ﷺ میں شرکت کی۔ سردار نثار احمد ایم۔ ایل سے ملاقات ہوئی ۔شاگردم چوہدری لعل محمد صابر سابق منسٹر کے جواں سال بیٹے کی فاتحہ خوانی کی۔

25 اکتوبر کو سردار فرمان علی خان نمبردار ہلو موہڑہ کی فاتحہ خوانی کرتے ہوئے خورشید احمد خان ایم اے ایل ایل بی کے ہاں قیام کیا۔

موہڑہ گیا چند دعوتوں میں شرکت کی۔ پونچھ گیا۔ شجرہ ہائے نسب حاصل کرنے کے علاوہ مشری خوش دیومنی، استاد محترم محمود الحسن محمود اور ٹی ٹی سکول کے اساتذہ سے ملاقات ہوئی ۔بھاٹہ تکیہ نزد بھاٹہ کوٹ کے قبرستان میں جد امجد سردار شمس خان اور سردار فتح علی خان دونوں بھائیوں کی قبروں پر ہمراہ والد صاحب قبلہ فاتحہ خوانی کی۔ 4 نومبر کو جامع مسجد بغلیاز میں نماز جمعہ ادا کی۔ وہاں کی گکھڑ برادری سے ملاقات ہوئی۔ 5 نومبر کو پونچھ جا کر شری خوش دیومنی سیکرٹری کرشن چندر میموریل کلب پونچھ کی دعوت پر مشاعرہ میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔ نظم حالات حاضرہ پڑھی۔ جناب ماسٹر دینا ناتھ رفیق درشن سنگھ اکائی۔ خوش دیومنی اور چوہدری نور محمد نور نے اپنا کلام سنایا۔ رات کو ہیڈ کلرک بابو محمد اسلم خان ناظر علالت کے ہاں قیام کیا۔ اگلے روز واپس گھر آئے۔

کوٹ دھڑہ جا کر تکیہ قبرستان میں رانی ذکرۃ اور دوسری قبر (12 فٹ x 6 فٹ) ہے قدیم چونا گچ وغیرہ سے بنی ہے۔ ان پر فاتحہ خوانی کی۔ پہلی قبر رانی ذکرۃ اور دوسری مشہور صوفی خان فیروزال کی بتائی جاتی ہے۔ دعوتوں کا سلسلہ جاری رہا۔

9 نومبر کو گورنمنٹ بوائز ہائی سکول ناڑ فیروز لاں میں اساتذہ کرام ہائی سکولز سنگھوٹ بھاٹہ دھوڑیاں۔ ناڑ۔ منجھاڑی۔ ہرنی وغیرہ علاقہ ناڑ فیروز لاں کے معززین نے الوداعی تقریب منعقد کی۔ پروفیسر محمد اکرم خان۔ ماسٹر حاجی حبیب اللہ خان۔ ہیڈ ماسٹر حاجی محمد انور خان۔ نائب تحصیلدار محمد عزیز خان سرپنچ۔ محمد اخلاق خان۔ نمبردار سید محمد خان۔ ہیڈ ماسٹر محمد ایاز خان۔ مولوی خلیل احمد جوہر۔ مولانا محمد اشرف خان۔ رینج آفیسر منیر حسین خان وغیرہ نے الوداعی تقاریر کیں

Marfat.com

۔پرتکلف دعوت کے بعد شام 5 بجے فارغ ہوئے۔

24 نومبر کو مردوزن کی بڑی تعداد الوداع کرنے کیلئے آئی۔9 بج کر 30 منٹ پر مجھے گورنمنٹ ٹرانسپورٹ پونچھ پر جانا تھا۔مردوزن ہزاروں لوگ سڑک پر الوداع کرنے آئے ۔الوداع ہوتے وقت والدہ صاحبہ پر غشی طاری ہوگئی ۔ہمشیرگاں نے گلے لگایا ۔بوسے لئے۔عزیزم محمد زمان خان دھاڑیں مار مار کر رونے لگا ۔قبلہ والد صاحب ۔ہمشیرہ فیروز بانو اور بھانجے یار محمد خان بی اے ایل ایل بی تحصیلدار نے کافی صبر کا مظاہرہ کیا۔آنسوؤں آہوں سسکیوں کے منظر میں روانگی ہوئی ۔۔شام کو جموں پہنچے۔بھائی محمد زمان خان۔بھائی غلام سرور عزیزم یار محمد خان تحصیلدار ۔ہم زلف منیر حسین خان رینج آفیسر ہمراہ تھے۔ناز ہوٹل جموں بھانجے محمد رفیق خان۔کبیر حسین خان ۔محمد شریف خان ۔اور محمود احمد خان نکہ والا جے۔ای معہ اہلیہ ملنے آئے۔25 نومبر کو ایس ایس پی سی آئی ڈی جموں سے چٹ روانگی حاصل کی۔گلاب نامہ۔راج ترنگنی وغیرہ کتب جے اینڈ کے بکڈپو جموں سے خریدیں۔9 بجے شب ویڈیو کوچ پر دہلی کے لئے روانہ ہوئے اور اگلے روز بارہ بجے دہلی پہنچے۔عزیزم محمد زمان خان ہمراہ رہے ریلوے اسٹیشن سے لاہور کیلئے ٹکٹ لیا۔9 بجے شب ہمیں ریل پر بٹھا کر عزیزم محمد زمان خان بھیگی آنکھوں سے اسٹیشن سے باہر جاتے ہوئے نظر آئے۔حقیقی بھائیوں کا اس طرح جدا ہونا ایک ایسا معاملہ تھا جس کو ہم دو بھائی ہی سمجھتے تھے۔ریل 6 بجے اٹاری پہنچی۔3 بجے دن ہم لاہور پہنچ کر السید ہوٹل پر قیام کیا۔یہ وہی ہوٹل ہے جس پر جاتے ہوئے قیام کیا تھا۔28 نومبر کو بذریعہ ویگن میرپور پہنچے جہاں اخوان صاحب صوبیدار محمد اعظم خان۔ہمشیرہ سرور بانو۔میری بیٹی پرویز بیگم ودیگر افراد کنبہ نے مل کر خوشی کا اظہار کیا۔ایک دن آرام کرنے کے بعد 30 نومبر کو 8 بجے صبح روانہ ہو کر 3 بجے سہ پہر بٹالہ کالونی ٹکیاں اپنے گھر پہنچے۔اہل خانہ بچے بچیاں۔قرب وجوار کے ہمسایہ منتظر تھے۔ایسے لگا جیسے ایک جنت چھوڑ کر دوسری جنت میں پہنچ گئے ہیں۔نماز شکرانہ کے بعد مٹھائی تقسیم کی۔اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔کہ ایک گھر سے دوسرے گھر تک دوطرفہ سفر خیریت سے گزرا۔

Marfat.com

ایک یادگار محفل عید میلاد النبی ﷺ

یوں تو تدریس کے فرائض کے علاوہ ہر ادارہ میں تعمیر ومرمت کھیلوں کا اہتمام۔اجتماعی نماز کی ادائیگی۔مساجد کی بہتری۔لائبریری کی کتب خرید۔مختلف مذہبی۔معاشرتی اور قومی ہیروز کی ایام منانا راقم المعروف کی انتظامی پالیسی رہی ہے۔عید میلا النبی ﷺ محرم الحرام یوم سیدنا صدیق اکبرؓ یوم مجدد الف ثانیؒ۔یوم امام احمد رضا خانؒ۔یوم پاکستان۔یوم آزاد کشمیر یوم قائد اعظم۔یوم علامہ اقبال۔یوم لیاقت علی خان اور یوم چوہدری غلام عباس وغیرہ تقریبات ہر سال منائی جاتی رہی ہیں۔لیکن ایک تقریب یادگار تقریب 15 ستمبر 1993ء ادارہ ہذا میں منائی گئی جس میں تحصیل بھر کے علماء کرام۔حفاظ وقراء حضرات۔اساتذہ کرام طلباء اور عوام الناس نے شرکت کی۔یہ تقریب 11 بجے صبح تا 4 بجے بعد دوپہر منعقد ہوئی۔علماء کرام،اساتذہ کرام اور طلباء نے نبی آخرزمان حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔آپ کی زندگی مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے قرآن وسنت کے مطابق زندگیاں بسر کرنے کی تلقین کی۔اسی جم غفیر میں مولانا محمد رفیق بانیاں نے علامہ محمد یوسف قادری کو خطیب کشمیر کا لقب دیا۔جس کی جملہ اہل محفل نے والہانہ طور پر توثیق کی تقریب سے زیل افراد نے خطاب فرمایا۔

۱۔مولانا سید محمد خان قادری سینئر نائب صدر جماعت اہلسنت فتح پور تھکیالہ

۲۔مولانا مظفر اقبال نقشبندی عربی ٹیچر ماڈل سکول بھوٹل

۳۔قاری عبدالخالق خان ہائی سکول موہڑہ شریف

۴۔حافظ غلام رسول صدیقی عربی معلم ہائی سکول جندروٹ

۵۔مولانا محمد رفیق بانیاں عربی معلم ہائی سکول ڈبسی

۶۔مرزا مشتاق احمد جونیئر مدرس ہائی سکول جندروٹ

Marfat.com

۷۔ملک محمد بشیر آزاد سینئر مدرس ہائی سکول جندورٹ

۸۔مولانا عبدالرزاق چشتی ڈھسی دھڑہ جندروٹ

۹۔چوہدری محمد صدیق صدر معلم ہائی سکول سلون

۱۰۔ملک محمد آزاد سائنس مدرس ہائی سکول سلون

۱۱۔پروفیسر محمد معروف چوہاں صدر انجمن اساتذہ جموں وکشمیر

۱۲۔قاری محمد سلیم رضا گورنمنٹ ہائی سکول جندروٹ

۱۳۔مفتی محمود احمد صدیقی تحصیل مفتی فتح پور تھکیالہ

۱۴۔خطیب کشمیر علامہ محمد یوسف خان قادری ممبر اسلامی نظریاتی کونسل آزاد کشمیر

۱۵۔صدر محفل راقم الحروف محمد فضل شوق صدر معلم وصدر انجمن اساتذہ میر پور ڈویژن

۱۶۔مولانا محمد خان جندروٹوی

مزید براں ادارہ کے طلباء نے تقاریر اور نعت خوانی میں بھر پور حصہ لیا۔اجتماعی دعا کے بعد لنگر تقسیم ہوا۔اس طرح یہ یادگار روحانی محفل اپنے فیوض و برکات کے ساتھ اختتام پزیر ہوئی۔الحمداللہ

یہ فیضان نظر بخشا گیا ہے اہل مکتب کو
خزف ریزوں سے یہ کر لیتے ہیں لعل و گوہر پیدا

الوداعی تقریب بسلسلہ تبادلہ در گورنمنٹ ہائی سکول فتح پور کھنڈ ہار۔

راقم الحروف کا تبادلہ گورنمنٹ ہائی سکول فتح پور کھنڈ ہار تحصیل ہیڈ کوارٹر پر ہوا۔نعم البدل چوہدری عدالت خان تشریف لائے ہیں۔قبل دو پہر گورنمنٹ گرلز ہائی سکول جندروٹ میں زیر صدارت چوہدری غلام عباس صاحب۔صدر معلم الوداعی تقریب منعقد ہوئی۔جس میں معلمات اساتذہ اور طالبات نے شرکت کی۔سردار عبدالرؤف خان وملک محمد جاوید خان۔سینئر مدرس اور طالبات نے تقاریر کیں۔ہار پہنائے۔اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

Marfat.com

الوداعی تقریب بوائز ہائی سکول جندروٹ

۱۔صدارت: چوہدری عدالت خان صدر معلم

۲۔مہمان خصوصی: راقم الحروف محمد فضل شوقی

۳۔سٹیج سیکرٹری: قاری محمد سلیم رضا

۴۔تلاوت کلام پاک: شفقت قمر

۵۔نعت شریف: حافظ غلام رسول صدیقی عربی معلم

۶۔مقررین: سردار محمد رفیق خان، سردار رحیم داد، سردار محمد یونس خان، ملک غلام مصطفٰے خان، ملک منظور حسین، دعا طعام کے بعد اساتذہ کرام وطلباء نے جلوس کی صورت میں لایا۔فلم بنائی۔چیتاں نچھاور کیں۔خیر مقدمی کے نعرے لگائے۔اور انتہائی پر جوش انداز میں الوداع کیا۔

یونہی رہی نوازش اہل کرم اگر
گزرے گی اپنی عمر ادائے سپاس میں

گورنمنٹ ہائی سکول فتح پور کھنڈ ہار میں حاضری

آج مورخہ 12 دسمبر 1994 کوادارہ ہذا میں حاضری دی۔ریٹائر صدر معلم سردار محمد یاسین خان کی جانب سے سٹاف کو دی گئی پارٹی میں شرکت کی۔پیش رو صدر معلم سردار منیر حسین خان کو سٹاف کی جانب سے دی جانے والی الوداعی پارٹی میں شرکت کی۔اساتذہ کرام نے فارغ ہونے والے صدر معلم صاحب کو الوداع اور راقم الحروف کو خوش آمدید کہا۔اگلے روز صبح کی دعا میں طلباء اور اساتذہ کرام سے خطاب کر کے حاضر باش رہنے اور پڑھائی اچھی طرح کرنے کی تلقین کی۔

یہ ادارہ نکیال شہر کے نزدیک موضع کھنڈر ہار کی حدود میں واقع ہے۔محل وقوع کے اعتبار سے یہ تحصیل فتح پور تھکیالہ کا گیٹ وے ہے۔وزیر اعظم صاحب سے لیکر نیچے تک حکام یہاں آدھمکتے ہیں۔لہذا اس کا نظم ونسق درس وتدریس اور ہم نصابی سرگرمیاں ایسی ہونی چاہیں۔جو معائنہ کاروں کو متاثر کرسکیں۔راقم الحروف نے اپنی تعیناتی کے پانچ سالہ دور میں اس شعبہ کو

Marfat.com

ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا ہے اور جملہ شعبوں میں کماحقہ بہتری لانے کی کوشش کی ہے۔ سینئر موسٹ اور گرم سرد چشیدہ ہونے کی وجہ سے سیاستدانوں اور عوام الناس کی توقعات بھی یہی تھیں۔ چنانچہ جب 1990ء میں پیپلز پارٹی کی حکومت میں بعض کوتاہ اندیش کارکنوں نے تبادلہ کا مطالبہ کیا۔ تو اس وقت پیپلز پارٹی کے اکابریں مولانا لعل محمد بانیاں اور ملک میر زمان خان وغیرہ نے میرا اس مرکزی ادارہ میں رہنا ضروری سمجھا۔ تاکہ عوام کے بچوں کی صحیح تربیت ہو سکے۔ بہرحال میں نے اپنی بساط کے مطابق اقدامات کرتے ہوئے تدریسی عمل کے ساتھ ساتھ لائبریری کی توسیع۔ اساتذہ کرام اور طلباء کرام کیلئے باتھ وغیرہ کا اہتمام کیا۔ سینئر شاف ممبران سے لیکر ادنیٰ ملازم تک کی اکثریت میرے شاگرد تھے۔ اور ذاتی حیثیت میں بھی احترام کرتے تھے۔ ان میں سے چار پانچ کا گروہ سابقہ انتظامیہ کا مراعات یافتہ اور کریلوی خاندان سے سیاسی وابستگی کی وجہ سے سربراہ ادارہ کو بلیک میل کرنے کا عادی تھا۔ حالانکہ تاریخ گواہ ہے۔ کہ غازی کشمیر سردار فتح محمد خان کریلوی مرحوم۔ وزیر اعظم سردار سکندر حیات خان۔ اور سردار محمد نعیم خان ایم ایل اے نے کبھی کام چور ملازمین کی حمایت نہیں کی۔ اس گروہ کا دعویٰ تھا کہ کوئی صدر معلم ان کی معاونت کے بغیر ایک ماہ تک انتظام نہیں چلا سکتا۔ یہ صورت حال میرے لئے کافی تکلیف دہ تھی۔ اوپر سے یا نیچے سے کسی دباؤ میں نہ آنے کی عادت میں نے ورثہ میں پائی تھی۔ لہذا کسی کوتاخیر سے آنے یا کوئی اور رعایت دینے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میرا بھرم رکھ لیا۔ کہ بغیر میری سفارش کے یہ لوگ ادارہ سے یکے بعد دیگرے تبدیل ہوئے۔ اس طرح نظام میں یکسوئی پیدا ہوگئی۔ یہ میرے شاگرد بھی تھے لیکن "جن پتوں پر تکیہ تھا وہی ہوا دینے لگے" کے مترادف معاملہ ہوا۔ بہرحال خیر گزری۔ میری یادداشت کے مطابق اس عرصہ کے دوران شاف ممبران محمد خالد خان۔ محمد یاسین حسرت۔ محمد اعظم خان۔ محمد لطیف خان۔ محمد رفیق خان۔ محمود احمد عقاب۔ عبدالکریم منہاس۔ محمد خوشحال خان۔ چوہدری خادم حسین۔ محمد سرفراز خان۔ ظہور احمد خان۔ محمد ریاض خان۔ کرمداد خان۔ سکندر حیات بیگ۔ چوہدری محمد عظیم۔ مشتاق احمد مرزا۔ محمود احمد پی ای ٹی۔ عبدالمجید۔ علی احمد شاہ۔ محمد اشتیاق احمد۔ محمود احمد خان۔ محمد

Marfat.com

حنیف خان۔ محمد نصرت خان۔ محمد کریم۔ محمود احمد ایگرو ٹیک۔ سجاد احمد پی ای ٹی۔ مبشر شاہ۔ محمد اسلم خان۔ بابو محمد خالد کیانی۔ محمد شوکت چوکیدار۔ محمد خلیل۔ اور عبدالعزیز بیگ نائب قاصداں تھے۔ تبدیل ہو کر آتے جاتے رہے۔ لہذا اگر کوئی نام رہ گیا ہو تو نظر انداز کیا جائے۔ گزشتہ اداروں کی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر تقریبات منعقد کی گئیں۔ ادارہ کی شہرت میں اضافہ کیا گیا۔ جس کا ایک زمانہ معترف و گواہ ہے۔ کثیر تعداد کی وجہ سے طلباء کے نام گنوانا دشوار ہے۔ کہ اس ادارے سے تربیت یافتہ بچے زندگی کے مختلف شعبوں میں کامیاب زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اسی اثناء میں نومبر 1999ء میں میرا پروموشن بحیثیت پرنسپل ہائر سیکنڈری سکول سنگولہ ضلع پونچھ میں ہو گیا۔ جلدی میں 8 نومبر 1999ء کو نئے ادارہ میں حاضری دیکر واپس آیا۔

الوداعی تقریبات بسلسلہ پرموشن پرنسپل ہائر سیکنڈری سکول سنگولہ حصہ پرائمری۔ مڈل اور ہائی کے طلباء نے علیحدہ علیحدہ تقریبات کا انعقاد کیا۔ آخری جنرل تقریب سٹاف اور طلباء کی جانب سے مورخہ 13 نومبر 1999ء کو سکول گراؤنڈ میں ہوئی۔ یہ اس ادارے کی بہت بڑی تقریب تھی۔ جس میں تعلیمی آفیسران پرنسپل صاحبان۔ طلباء۔ علمائے کرام۔ عوامی نمائندگان اور عوام الناس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

صدارت: سردار محمد یاسین خان ریٹائر صدر معلم ادارہ ہذا

مہمان خصوصی: محمد فضل شوق پرنسپل ہائر سیکنڈری سکول سنگولہ پونچھ

سٹیج سیکرٹری: چوہدری خادم حسین سینئر مدرس

مقررین:

ا۔ نمائندگی سٹاف سردار محمد خوشحال خان سینئر مدرس

۲۔ نمائندگی صدر معلمین ہائی سکولز۔ سائیں سلطان احمد صدر معلم ہائی سکول موہڑہ

۳۔ نمائندگی صدر معلمین مڈل سکولز: سردار محمد خالد خان صدر معلم مڈل سکول سیری کھنڈہار

۴۔ نمائندگی تعلیمی آفیسران: سید سلطان مقرب شاہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ایلیمنٹری ضلع کوٹلی

Marfat.com

۵۔نمائندگی علمائے کرام: خطیب کشمیر علامہ محمد یوسف خان قادری مہتمم دار العلوم اسلامیہ قادریہ فتح پور تھکیالہ

۶۔نمائندگی پرنسپل صاحبان: پروفیسر محمد اسلم ذوق پرنسپل گرلز کالج نکیال

۷۔نمائندگی عوام: راجہ ہدایت اللہ خان بے باک کونسلر

۸۔خطبہ صدر تقریب سردار محمد یاسین خان

۹۔اظہار خیال شکریہ مہمان خصوصی محمد فضل شوق

چیدہ چیدہ شرکاء تقریب

۱۔محترمہ نسیم حسن ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر زنانہ مدارس ضلع کوٹلی

۲۔اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسران مردانہ نکیال فروٹی کوٹلی

۳۔صوفی محمد اسلم خان پرنسپل علامہ اقبال پبلک سکول فتح پور

۴۔نزیر احمد قریشی صاحب بجٹ آفیسر محکمہ تعلیم آزاد کشمیر

۵۔سید محمد حنیف شاہ صدر معلم ہائی سکول منڈھیر

۶۔چوہدری محمد اسماعیل صدر معلم گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ڈیسی

۷۔ملک عنائت اللہ نظیری انچارج صدر معلم ہائی سکول ترکنڈی

۸۔ملک سکندر حیات آفس سپرنٹنڈنٹ ڈی ای او آفس کوٹلی

۹۔سردار جاوید احمد خان ڈی پی ای گرلز کالج نکیال

۱۰۔ٹھکیدار محمد خان کیانی نکیالوی

راجہ ہدایت اللہ خان کونسلر ماڈل کالونی کھنڈرہار۔اس کے علاوہ عوام الناس۔اساتذہ کرام۔اور طلباء ایک کثیر تعداد سے گراؤنڈ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔دعوت طعام کے بعد جلوس کی شکل میں الوداع کیا گیا۔احباب کا یہ خلوص تا زیست یاد رہے گا

سودا خدا کے واسطے ،کر قصہ مختصر
اپنی تو نیند اُڑ گئی تیرے افسانے میں

Marfat.com

گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول سنگولہ ضلع راولاکوٹ پونچھ

پونچھ اپنا دیس

پروموشن کے سلسلہ میں ضلع پونچھ میں تعیناتی ایک علیحدہ بات تھی۔ لیکن مجھے راولاکوٹ پونچھ جاتے ہوئے از حد مسرت ہو رہی تھی۔ ریاست پونچھ کی تاریخ ذہین میں چکر کاٹ رہی تھی۔ ڈوگرہ دور حکومت میں ریاست پونچھ کی تحصیلیں مہینڈر حویلی۔ سدھنتی اور باغ تھیں۔ راقم الحروف کے آباؤ اجداد تحصیل مہینڈر میں پانچ صدیاں پہلے آکر آباد ہوئے تھے۔ سال 1965ء کی ہجرت نے ہمیں ضلع میر پور ا کوٹلی میں مجبور کر دیا ہے۔ لیکن اصل وطن پونچھ اس کی تہذیب وتمدن، باشندے، ڈوگروں کے خلاف تحریک شمس خان، راجولی خان، ملدیال اور سبز علی خان، ولی خان سدھن کی قربانیاں پوری تاریخ ذہن میں آ رہی تھی، 7 نومبر 1999ء کو صبح روانہ ہو کر کوٹلی سے راجہ عبدالرؤف خان آف کھوئی رٹہ ڈپٹی سیکرٹری لوکل گورنمنٹ مظفر آباد کی گاڑی پر راولاکوٹ پہنچے۔ رات کو ظہیر ہوٹل کمرہ نمبر 13 میں قیام کیا۔ سنگولہ کا محل وقوع پتہ نہ تھا۔ اس لئے ایلیمنٹری کالج راولاکوٹ جا کر سردار محمد اکرم خان وائس پرنسپل سے ملاقات کی جو کہ میرے شناسا تھے۔ انہوں نے پونچھ کی روایتی مہمان نوازی کے بعد اپنے ادارہ کا ایک نائب قاصد جو غالباً سنگولہ کا رہائشی تھا ہمراہ کیا۔ ہم دونوں پیدل چل پڑے۔ پختہ سڑک راولاکوٹ کے شمال مشرق سے سنگولہ گاؤں کے بیچوں بیچ ہوتی ہوئی باغ جاتی ہے۔ تقریباً دس بارہ کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک چند دوکانات پر مشتمل بنی بازار آتا ہے یہاں سے عمودی چڑھائی تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول سنگولہ واقعہ ہے۔ ہم ساڑھے گیارہ بجے قبل دوپہر ادارہ میں پہنچے۔

عمودی چڑھائی چڑھتے ہوئے ڈوگری زبان کا مشہور مقولہ یاد آ رہا تھا۔

مرد دوزخ چار، کھلی ڈھکی، سرتے بھار، بھگل ڈھگا، کُتی نار۔

ترجمہ: مرد کے لئے چار چیزیں دوزخ ہوتی ہیں۔1)۔ عمودی چڑھائی چڑھنا، ۲)۔ سر پر

Marfat.com

بوجھ اُٹھانا، (۳)۔ ہل چلاتے وقت بیٹھ جانے والا بیل، (۴)۔ لڑائی جھگڑا کرنے والی عورت خیال آ رہا تھا۔ یہ چڑھائی نہ جانے کتنا عرصہ چڑھنا پڑے گی۔ بہر حال حاضری دے کر سٹاف ممبران سے ملاقات کرتے ہوئے رہائش گاہ منتقل ہوا۔ ہمراہی نائب قاصد اور ان کے وائس پرنسپل صاحب کا شکریہ ادا کیا۔

سنگولہ ضلع باغ کا مشرقی پسماندہ علاقہ ہے۔ یہ سات گاؤں یعنی وارڈوں پر مشتمل ہے۔ اکثر آبادی اعوان برادری کی ہے۔ گاؤں میں سے پختہ سڑک گذرنے کے علاوہ بجلی، پانی، فون، اخبار وغیرہ کوئی جدید سہولت موجود نہیں ہے۔ اسے پتھروں کے زمانے کا ماڈل ٹاؤن کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اب کچھ عرصہ سے ضلع راولاکوٹ پونچھ کے ساتھ انتظامی طور پر ملحق ہوا ہے۔ اب ترقی کے امکانات ہیں لیکن مجھے تو اندھیرے میں گھٹا ٹوپ سنگولہ ہی سوجھتا ہے۔ البتہ قدرتی حسن پہاڑیاں، چشمے، دیودار وغیرہ کے درخت اس کے حسن کو دوبالا کرتے ہیں۔ لوگ بھی بااخلاق، مہمان نواز ہیں۔ سٹاف حیرت انگیز طور پر کوالیفائیڈ، ایم اے، ایم ایڈ، ایم اے بی ایڈ سٹاف ممبران وغیرہ اعلیٰ ڈگریوں کے حامل ہیں جن کی تفصیل ذیل تھی۔

ماہرین مضمون محمد رشید حسرت، محمد صابر خان، محمد یونس ندیم، محمد شفیق خان، محمد منیر بٹ، سینئر مدرسین محمد یوسف خان، محمد حکیم خان، محمد حنیف خان، منصور احمد خان، محمد جاوید خان، جونیئر مدرسین محمد بشیر خان، مولوی نذیر احمد خان، الطاف حسین پروانہ، عبدالرحمٰن، محمد اسلم پی ای ٹی، سلطان محمود عربی معلم، راجہ محمد حنیف خان ڈرائنگ مدرس، مولانا محمد ظریف خان قاری، پرائمری مدرسین محمد اشرف خان، شبیر احمد اعوان، نثار احمد خان، طارق محمود، نسیم اقبال ہیڈ کلرک، محمد نذیر خان جونیئر کلرک، محمد بشیر خان نائب قاصد، یحییٰ خان، محمد مبین خان اور چوکیدار محمد اشرف خان۔

دوران تعیناتی جملہ سٹاف ممبران نے بہتر تعاون کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے 8 نومبر 1999ء تا 7 اگست 2000ء صرف نو ماہ اس ادارہ میں رہنے کا موقع ملا جس میں سے موسم سرما کی دو ماہ تعطیلات میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے امتحانات میں بطور ناظم کے ڈیوٹی اسی

Marfat.com

دوران ایک بیٹے اور ایک بیٹی کی شادی کے سلسلہ میں رخصت استحقاقیہ، آن ڈیوٹی و رخصت اتفاقیہ وغیرہ عرصہ شمار کیا جائے تو مجھے ادارہ میں حاضر رہ کر کام کرنے کا وقفوں کے ساتھ تقریباً دو ماہ تک موقع ملا ہے جس میں ادارہ کی تعمیر و ترقی کے لئے کام کرنے کا وقت نہ ملا۔ تاہم جو عرصہ ملا اس میں خود بھی پابند رہا۔ سٹاف ممبران کو بھی پابند کیا۔ لائبریری کے لئے کتب خریدیں، سکول ریکارڈ بہتر بنایا، دریں اثنا تبادلہ ہو گیا اور سارے ارمان دھرے کے دھرے رہ گئے۔ دوری کی وجہ سے مشکلات بھی تھیں۔ ہوتا ہے وہی جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔

مانا کہ اِس جہاں کو گلشن نہ کر سکے
کانٹے تو کچھ ہٹا دیئے گزرے جدھر سے ہم

منجھلے بیٹے ماسٹر محمد اشفاق خان اور بیٹی معلمہ نازیل شوق کی شادیاں

سنگولہ تعیناتی کے دوران اپریل 2000ء میں بیٹے اور بیٹی کی شادیوں کے سلسلہ میں رخصت رعایتی حاصل کرنا پڑی۔ میری تائی صاحبہ جو کہ تایا سردار عطاء محمد خان نمبردار بھاٹہ دھوڑیاں مینڈر کی زوجہ محترمہ تھیں۔ ہلو موہڑہ منجھاڑی کے نمبردار سردار فرمان علی خان اور سردار دوست محمد خان کی بہن تھیں۔ اِسی حوالہ سے سابقہ رشتہ داری کو مدنظر رکھتے ہوئے ماسٹر محمد اشفاق خان کا رشتہ سردار کرامت اللہ خان ولد سردار فرمان علی خان ملدیال ہلو موہڑہ منجھاڑی مینڈر حال مہاجر 1965ء موضع دھینگاں والی چھمب تحصیل برنالہ ضلع بھمبر کی بیٹی شگفتہ کرامت اور میری بیٹی نازیل شوق کا رشتہ سردار کرامت اللہ خان کے بڑے بیٹے سردار غلام مصطفےٰ خان سے طے پایا اور ذیل پروگرام کے مطابق شادیاں ہوئیں۔

22 اپریل 2000ء رسم حنابندی

23 اپریل 2000ء: ماسٹر محمد اشفاق خان کی بارات کی روانگی براستہ میر پور۔ ہمشیرہ سرور بانو اور فالج زدہ خوانم سردار محمد نذیر خان کے گھر سے ہوتے ہوئے۔

بارات میں کل 20 مرد اور 5 خواتین شامل تھیں جن میں میجر بابر حسین خان، صوبیدار

Marfat.com

میجر محمد رزاق خان، حافظ عبدالغنی، ملک غلام اعظم خان، ٹھیکیدار محمد خان نکیالوی، صوفی محمد فضل بٹ، کامران خان، حاجی محمد حنیف، سردار ظہور صادق خان، صوبیدار محمد اعظم خان، راقم الحروف محمد فضل شوق، پسرم ماسٹر محمد اشتیاق خان، محمد معروف خان میرپوری، محمد صابر خان کیانی، سردار اختر حسین خان جھنگ، ساجد نذیر خان، راجہ محمد اسلم خان اور خواتین میں میری بیٹی پرویز بیگم، پوتی آئزہ اشتیاق، بلقیس بیگم، صائمہ یٰسین، رحمتی بانو اور شہناز کوثر۔

اُسی روز ڈولی نکیال آ گئی۔ الحمدللہ۔

24 اپریل 2000ء کو عزیز محمد اشفاق خان کا ولیمہ اور عزیزہ نازیل شوق کی شادی کے سلسلہ میں بارات جھمب سے آئی۔ بارات 2 بجے بعد دوپہر پہنچی۔ کل تعداد 20، مرد حضرات 14، خواتین 6۔ کھانا پکانے کے بعد رسم نکاح منعقد ہوئی۔ علامہ محمد یوسف خان قادری مہتمم دارالعلوم اسلامیہ قادریہ فتح پور نکیال نے نکاح پڑھایا۔ 5 بجے شام ڈولی روانہ ہوئی۔ عزیزہ پرویز، مسرت شوق، فائزہ اشتیاق، خالہ برکت بیگم، صوبیدار بابو محمد شفیع معہ دختر مسرت شفیع ہمراہ گئے۔ اس طرح یہ اہم کام بخیر و خوبی انجام پایا۔ الحمدللہ۔

البتہ یہ خیال دامن گیر رہا کہ شادی والے عزیزوں کی پھوپھیاں، خالائیں، ماموں اور دیگر رشتہ دار مقبوضہ کشمیر میں ہیں جو اِس خوشی میں شامل نہیں ہو سکے۔

جب تک نہ ہو بہار میں سارا چمن شامل
تب تک گلوں پہ تبسم حرام ہے

گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول دھنواں ضلع کوٹلی میں

دھنواں، ستہ پانی تا نکیال روڈ پر واقع ہے۔ مین روڈ سے دو کلومیٹر کے فاصلہ پر ہائیر سیکنڈری سکول، گرلز ہائی سکول اور بازار واقع ہے۔ یہاں تک بھی سڑک موجود ہے۔ علاقہ میں ملک برادری کی اکثریت ہے۔ ملک برادری کے مشہور ولی اللہ بابا ملک شیر غازی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار واقع ہے۔ کچھ دور چن کھوڑ نامی غار ہے جہاں پر بابا رحمتہ اللہ علیہ عبادت کرتے رہے۔ غاز

Marfat.com

میں پتھر میں سے گائے یا بکری کے تھن سے بنے ہوئے ہیں ان میں سے پانی کے قطرے ایک اُوکھلی میں گرتے ہیں۔ میں نے خود جا کر کھوڑ دیکھی۔ دربار شریف پر کئی دفعہ حاضری دی۔ لوگ نیازیں چڑھاتے ہیں۔ ہائیر سیکنڈری سکول سے تقریباً دو کلومیٹر مغرب کی جانب یعنی دھنواں اور گنی کے درمیان پہاڑی سے سنگ مرمر نکلتا ہے۔ اِسی پہاڑی پر بابا داؤد خاکی رحمتہ اللہ علیہ کی بیٹھک ہے۔ لوگ ہندو سادھو اور بابا داؤد خاکی رحمتہ اللہ علیہ کے روحانی مقابلے کی روایت بھی سناتے ہیں۔ یہاں کے لوگ اچھے، بااخلاق ہیں۔ ماسٹر محراب خان مرحوم، حاجی ملک حمید خان مرحوم سے راقم الحروف کی خاصی شناسائی تھی۔ موجودہ نسل میں مولانا محمد عبداللہ قریشی، صدر معلم محمد اکبر فاروقی، (ر) کیپٹن ملک اللہ داد خان، مرزا پرویز احمد خان جرال، ملک عبدالرحمٰن خان ڈی ایف او، صدر معلم محمد خان مغل وغیرہ مشہور شخصیات ہیں۔ ان اصحاب نے بشمول حضرت سید صابر حسین شاہ صاحب صدر معلم گورنمنٹ گرلز ہائی سکول دھنواں کے میری تعیناتی کے دوران شفقت اور معاونت کی۔ سید صابر حسین شاہ صاحب اور ان کے بڑے بھائی ماسٹر سید فضل حسین شاہ صاحب مہاجر 1947ء حال بھابڑہ تتہ پانی میرے مہربان بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان ہر دو برادران کی زندگی دراز فرمائے۔ آمین۔

میری تعیناتی کے دوران ذیل اشاف نے بھرپور تعاون کیا۔ ماہرین مضمون ملک افتخار احمد خان، سعید احمد ہاشمی، محمد صادق بھٹی، راجہ خالد حسین، محمد خلیل مغل۔

سینئر مدرسین: ملک آفتاب احمد، ملک ذوالفقار علی، ملک امان اللہ، چوہدری محبوب حسین، راجہ محمد مشتاق، ملک بابر سہیل، چوہدری بدر رضا

جونیئر مدرسین: ملک مشتاق احمد، قاری عبدالرحمٰن رضوی، ملک ذوالفقار احمد پی ای ٹی، مولانا محمد فاروق عربی معلم، طارق محمود ملک، ڈرائنگ مدرس، پرائمری ملک محمد بشیر، ملک محمد یٰسین، ملک محمد بشیر، ملک محمد اقبال کلرک، بابو محمد یٰسین خان ملک، بابا محمد خان چوکیدار، نائب قاصد میاں عبدالرحمٰن قریشی، محمد حنیف قریشی، محمد جمیل، راجہ محمد طارق۔

Marfat.com

راقم الحروف اس ادارہ میں 8 اگست 2000ء بجائے مسٹر برکت علی صابر بیگ پرنسپل حاضر ہوا اور یکم دسمبر 2001ء ریٹائرمنٹ تک اِسی ادارہ میں تعینات رہا۔ تقریباً سوا سال کا عرصہ۔ اس قلیل وقت میں ادارہ کی لائبریری کے لئے کتب خریدیں۔ ادارہ کے فرنیچر کی خرید وفروخت کروائی۔ مسجد شریف کے لئے جگہ توسیع کروائی اور حصہ ہائر سیکنڈری کی عمارت کا فرش پلستر وغیرہ کام کروایا۔ سابق سربراہان میں سے صدر معلم ملک فضل حسین مرحوم نے رہائشی کوارٹر بنوایا اور ملک محمد رفیق مرحوم پرنسپل نے گراؤنڈ، گیٹ اور ڈسپلن کے سلسلہ میں گراں قدر کام کیا۔ رہائشی کوارٹر میں مقیم ساتھیوں ملک افتخار احمد خان، راجہ خالد حسین خان، محمد سعید احمد ہاشمی، محمد صادق بھٹی، محمد خلیل مغل، بابا خان ملک اور راجہ طارق کی خاصی خوشگوار یادیں ہیں۔ خصوصاً ہاشمی صاحب کی لنگر سے وابستگی اور اپنے بیٹے کی ڈانٹ ڈپٹ تازہ تازہ ذہن میں ہیں۔

ملازمت سے ریٹائرمنٹ اور الوداعی تقریب

گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول دھنواں ضلع کوٹلی سے میری یادوں کا جذباتی پہلو یہ ہے کہ محکمہ تعلیم مقبوضہ و آزاد جموں وکشمیر 14 مئی 1959ء تا یکم دسمبر 2001ء کل بیالیس سال چھ ماہ سترہ دن کی ملازمت مکمل کر کے ایک بھرپور اور کامیاب عرصہ گزارنے کے بعد پیرانہ سالی کی بنیاد پر ساٹھ سال کی عمر پوری ہونے پر ریٹائر ہوا۔ پوری سروس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق نبی پاک حضرت محمد ﷺ کی شفقت اور پیرو مرشد کی دعا سے مثالی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اکثر سالانہ نتائج 100 فیصد، حاضر باشی، فرض شناسی، اور انتظامی صلاحیتوں کے سلسلہ میں حکام بالا کی تعریفی اسناد ریمارکس اور فرض شناس دیانتدار، تعلیمی آفیسر کی حیثیت سے عمومی شہرت میرا سرمایہ حیات ہیں جس کے لئے اللہ تعالیٰ کے آگے سرِ عجز و نیاز خم ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

فرمان حکومت س ت/س م/ 80-6773/2001ء مورخہ 06-11-2001 کے تحت مورخہ یکم دسمبر 2001ء سے ریٹائرمنٹ عمل میں آئی۔ رمضان شریف کی وجہ سے افطار پارٹی/عشائیہ 30 نومبر شام کو دیا گیا اور یکم دسمبر 2001ء کو

Marfat.com

الوداعی تقریب منعقد ہوئی جس میں تعلیمی آفیسران، اساتذہ کرام، طلباء، معززین علاقہ نے بھرپور شرکت کی۔ طوالت سے بچنے کے لئے اِس طویل تقریب کا مختصر ساخاکہ درج کیا جاتا ہے۔

تقریب کی صدارت سید صابر حسین شاہ بخاری صدر معلم گورنمنٹ گرلز ہائی سکول دھنواں نے کی جبکہ مہمان خصوصی راقم الحروف محمد فضل شوق ریٹائرڈ پرنسپل، اسٹیج سیکرٹری کے فرائض ملک افتخار احمد خان ماہر مضمون سیاسیات نے انجام دیئے۔ طلباء میں سے عادل اشرف سال اول، مختار احمد سال دوم، ندیم احمد سال دوم نے تقاریر کر کے خراج تحسین پیش کیا جبکہ معززین علاقہ میں ملک طارق احمد بی اے ملک آصغر علی سابق کونسلر اور ریٹائر کیپٹن ملک اللہ داد خان صدر تعلیمی کمیٹی نے ایک محنتی، فرض شناسی، اور ہر دلعزیز آفیسر کی حیثیت سے ریٹائر ہونے پر مبارک باد دی اور آئندہ زندگی میں بھرپور قومی خدمات انجام دینے کیلئے تجاویز دیں۔ سٹاف کی نمائندگی ملک بابر سہیل سینئر سائنس مدرس قاری عبدالرحمان رضوی اور ملک افتخار احمد خان ماہر مضمون اور قاضی عبدالرحمان نائب قاصد نے کی۔ اور مبارک باد دی۔ قاری عبدالرحمان رضوی نے تقریر کے علاوہ طلباء اور حاضرین سے مخصوص نعرے لگوائے۔ تقریر کا منظر دیدنی تھا۔ راقم الحروف کے علاوہ بعض مقرر بھی ضبط نہ کر سکے اور رو پڑے۔ چنانچہ ملک افتخار احمد خان کو دوران تقریر آنسو چھلک پڑے گلہ بند ہو گیا۔ اگلے مقرر کو بلانا پڑا۔ قاری عبدالرحمان رضوی کا بھی یہی حال تھا انچارج پرنسپل مسٹر محمد خلیل نے الوداعی نظم کے علاوہ راقم الحروف کی نظریہ پاکستان کے ساتھ وابستگی تحریک آزادی کشمیر دنیا کی سیاسی۔ مذہبی تعلیمی اور تاریخی معلومات کے ضمن میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے گلوبل ولیج کی طرح گلوبل مین کا خطاب دیا۔ اور محکمہ تعلیم آزاد جموں کشمیر میں امتیازی خدمات انجام دے کر ریٹائر ہونے پر مبارکباد دی۔ صدر محفل سید صابر حسین شاہ بخاری نے جزباتی اور عالمانہ انداز میں طویل سفر میں تھک ہار جانے بیمار ہونے موت آجانے اور دوسری مشکلات کا زکر کر کے باخیریت، بے داغ عزت وقار کے ساتھ سروس مکمل کر کے ریٹائر ہونے پر مبارک باد دی۔ انہوں نے راسخ العقیدہ سنی مسلمان ہونے محب اہل بیت رضوان اللہ علیہم

Marfat.com

اجمعین۔اعلیٰ منتظم،فرض شناس،انسان دوست،ہر دلعزیز،اچھا استاد اور اچھا دوست ہونے جیسی خوبیوں کا ذکر کر کے قابل نمونہ تعلیمی آفیسر اور بہترین مسلمان قرار دیا۔اور دعائیہ کلمات کے ساتھ ساتھ ذیل شعر پڑھا

مت سہل ہمیں جانو' پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

بعد ازاں ملاقات دست بوسی میں ایک گھنٹہ لگ گیا۔حاضریں نے ڈنگالی بازار تک جلوس کی شکل میں الوداع کہا۔سٹاف ممبران اور بعض طلباء گاڑیوں کے جلوس میں غریب خانہ موضع بنالہ کالونی ٹکیال تک آئے۔اہل محلہ نے بھی تقریب کا اہتمام کیا ہوا تھا۔حافظ عبدالغنی صاحب خطیب جامع مسجد فیضان مدینہ بکناڑا کالونی نے تلاوت کلام پاک فرمائی۔نعت شریف پیش کی۔سٹیج سیکرٹری کے فرائض قاری عبدالرحمن رضوی نے انجام دیئے۔خراج تحسین کے بعد راقم الحروف نے ننھے منے پوتے جماعت اول کے طالب علم محمد عمیر اشتیاق نے سٹیج پر آنے کا اصرار کیا، راقم الحروف کی خصوصی ہدایت پر اسے سٹیج پر آنے کا موقع دیا گیا۔جس نے رٹی رٹائی ذیل تقریر کر کے سامعین سے داد حاصل کی۔تقریر کا اصلی متن زیل ہے۔

سامعین حضرات!

السلام علیکم

دادا ابو ریٹائر ہو کر آئے۔خوشی ہے۔یہ اب ہمیں بھی پڑھایا کریں گے۔خوشی ہے۔یہ ہمیں پیسے بھی دیا کریں گے۔خوشی ہے

والسلام

عمیر اشتیاق جماعت اول

ہمراہ آنے والے سٹاف ممبراں۔طلباء احباب شام کو واپس چلے گئے۔راقم الحروف نے نہایت عجز و انکساری کے ساتھ دو نفل شکرانہ ادا کیا گئے۔اور 42 سال 6 ماہ 17 دن کی طویل

Marfat.com

ملازمت کے بعد عزت وقار کے ساتھ ریٹائر ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔آج ایسا محسوس ہورہا ہے تھا کہ کئی سو من بوجھ کندھوں سے اتر گیا ہے۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ

خوش نصیبی یہ ہے کہ رمضان شریف کا آخری عشرہ نزدیک آرہا تھا۔چنانچہ ریٹائرمنٹ کے فوراً بعد مورخہ 2001-12-6 تا 2001-12-16 (آخری عشرہ رمضان شریف) میں کالونی مسجد فیض مدینہ میں اعتکاف کرنے کا موقع نصیب ہوا۔اور فارغ ہوکر جی بھر کر اللہ میاں کی یاد کی اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں آمین

مشرف گرچہ شد جامی زلفطش
خدایا ایں کرم ، بار دگر کن

لذیذ بود حکایت ، دراز تر گفتم

ترجمہ: زندگی کی کہانی میٹھی تھی اس لئے لمبی ہوگئی ہے۔

شاخ گل پہ آشیاں ،تیری میراث نہ تھی
بس غنیمت جان لے ،جتنا بسیرا کیا۔

گھٹے اگر تو ایک مشت خاک ہے انسان
بڑھے تو وسعت کونین میں سما نہ سکے

کوئی کسی کا خواہاں ،کوئی کسی پہ نازاں
اے رحمت الٰہی ہم کو تیرا سہارا

نے گنجید مضمون رشتہ معنی رہا کردم
حکایت بود بے پایاں بخاموشی ادا کردم

دردِ دل پاس وفا جذبہ ایمان ہونا
ہے یہی آدمیت اور یہی انسان ہونا

Marfat.com

اب تو آرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

حج شریف کی سعادت......فروری/مارچ 2003ء

کارساز ما در فکر کار ما ایست

ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد میرے ذہن میں الوداعی تقریب میں کی گئی تقاریر کا نقشہ ذہن میں آ رہا تھا۔مختلف تجاویز تھیں، نئے نئے بندھن تھے۔میں نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا تھا کہ فی زمانہ چالیس سال سے زائد عرصہ کی سروس بخیریت پوری ہوگئی۔اب پیرانہ سالی میں کوئی دوسری الجھن سر لینا کون سی دانشمندی ہے۔روزی تو اللہ تعالیٰ نے ہر بہانے دینا ہی ہے۔بس دنیا داری ہی اپنا لینا مسلمان کا شیوہ نہیں۔

اے کریما کہ از خزانہ غیب
گبرو تر سارا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ بر دشمناں نظر داری

بہرحال میرے ادارے کے ایک نیک دل چپڑاسی میاں عبدالرحمٰن قریشی کی تجویز ہی مجھے پسند آئی کہ حج شریف کر کے لوٹے مصلے کے ساتھ پکا تعلق قائم کر لیا جائے۔اہلیہ محترمہ کو بھی اس سعادت میں شامل کرنے کی خواہش تھی لیکن ان کی صحت طویل سفر اور حج کے مناسک ادا کرنے کے قابل نہ تھی اس لئے اکیلے ہی سفر سعادت پر روانہ ہوا جس کی تفصیلی روداد درج ذیل کی جاتی ہے۔

سفر سعادت......حج شریف 2003ء

تحریر: حاجی محمد فضل شوق نکیال آزاد جموں وکشمیر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Marfat.com

حج بیت اللہ دین اسلام کے پانچ ارکان کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، زکوۃ اور حج میں سے پانچواں رکن ہے جو ہر عاقل و بالغ مرد و عورت صاحب استطاعت پر فرض ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قران کریم میں سورۃ آل عمران میں فرمایا۔ ''لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ جو اس کے گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔''

ایک سچا مسلمان حج کی ادائیگی کے لئے بے قرار رہتا ہے اور اپنے خوابوں میں بھی اپنے احساس کو اجاگر رکھتا ہے۔ استطاعت کا ہونا تو فضل ایزدی ہے لیکن امیر و غریب، برنا و پیر، مرد و زن مسلمانوں کا منتہائے نظر حج شریف کی ادائیگی اور حرمین شریفین و دیگر زیارات کی حاضری ہوتا ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے استطاعت عطا فرمائی۔ حج جیسے سفر سعادت کے لئے چن لیا۔ حج کا مقام بہت اونچا ہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ مسلمانوں کو حج نصیب فرمائے۔ آمین

مقامات مقدسہ کی حاضری بہت بڑی دولت ہے اور یہ باری تعالیٰ کا خاص انعام و اکرام ہے۔ بہترین نیکی حاصل کرنے کا موقع ہے۔ ایک کے ایک لاکھ جتنا بھی جی چاہے کما کر راؤف الرحیم کے ہاں جمع کرا دے جو آخرت کے لئے بہترین زادِ راہ ہے۔

حج کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ اِفراد: جو حج بالکل اکیلا کیا جائے عمرہ ساتھ نہ ہو۔

۲۔ قِران: حج اور عمرہ دونوں کو ملا کر کیا جائے۔

۳۔ تمتع: حج کے ساتھ عمرے کا فائدہ اٹھانا یعنی حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کیا جائے اس کے بعد احرام کھول دیا جائے۔ پھر اسی سال حج کا احرام باندھ کر مقررہ ایام میں حج ادا کیا جائے۔

پاکستان کے حاجی عموماً حج تمتع ہی کرتے ہیں اور حاجی کیمپ یا ایئرپورٹ اسلام سے عمرہ کا احرام باندھ کر خانہ کعبہ پہنچتے ہوئے عمرہ کر کے احرام کھول دیتے ہیں اور پھر 8 ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھ کر حج شریف کی ادائیگی کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے گھر کی مقررہ دنوں میں مخصوص

Marfat.com

عبادتوں کے ساتھ زیارت کرنا ہی حج کہلاتا ہے۔

زندگی کے ماہ وسال گزرتے رہے۔ میٹرک کے بعد معلمی کے پیغمبرانہ پیشہ کے ساتھ منسلک ہوا جہاں فقر و درویشی کا ہی ساتھ رہتا ہے لہذا حج جیسی سعادت کے لئے دعائے نیم شبی کے علاوہ کوئی چارکار نہ تھا۔ پرائمری معلم سے پرنسپل تک کے لئے بیالیس سال چھ مہینے سترہ دن صرف ہو گئے۔ خدا خدا کر کے ساٹھ سال کی عمر مکمل ہونے پر ریٹائرمنٹ ہوئی۔ پنشن کے ساتھ کچھ رقم بطور کمیوٹیشن بھی ملی۔ اپنی خواہش کے علاوہ الوداعی دنوں میں احباب کی پرزور خواہش تھی کہ ریٹائرمنٹ کے بعد سب سے پہلے حج شریف کی ادائیگی کی جائے۔ الحمدللہ حج شریف فرض ہو چکا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کے دربار سے منظوری کی دیر تھی۔ اخبارات میں اشتہار آنے پر حج شریف سال 2003ء کے لئے کاغذات جمع کروائے۔ خود دست بدعا ہونے کے ساتھ ساتھ عزیز و اقارب، احباب، جاننے والے علماء کرام، حاجی صاحبان سے منظوری کی دعا کرنے کے لئے التجاء کی اور پیر خانہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف حاضر ہو کر پیر و مرشد حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی سے بھی دعائے خاص کرنے کی التجاء کی۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی دعائیں سنتا ہے اور ان کی حاجت برآری بھی کرتا ہے۔ الحمدللہ کہ جنوری 2003ء میں وزارت مذہبی امور پاکستان کی جانب سے سفر سعادت کی منظوری کی اطلاع ملی تو خوشی کی انتہاء ہو گئی۔ میرے جیسے گناہگار اور ہیچ مدان کے لئے سعادت زندگی کی آخری خواہش ہی ہو سکتی ہے یا پھر خاتمہ بالخیر کی دعا؟ اور 3 فروری کی درمیانی شب کو اسلام آباد سے جدہ شریف کے لئے پرواز مقرر تھی۔ خوش قسمتی سے حاجی کیمپ اسلام آباد میں عازمین حج کی خدمات کے لئے مامور میرے ایک شاگرد رشید مسٹر محمد تسیم پی ای ٹی اسکاوٹ ماسٹر نے ہیلتھ کارڈ، زرمبادلہ کا حصول، حج شناختی کارڈ وغیرہ مراحل ہمراہ رہ کر طے کرائے۔ پی آئی اے کی بسوں پر روانہ ہو کر ایئرپورٹ پہنچے۔ ہماری پرواز 1:15 بجے صبح تھی۔ چنانچہ ایئرپورٹ پر احرام باندھ کر عمرہ کی نیت کر کے جہاز پر سوار ہو کر سرزمین مقدس کا سفر شروع ہوا۔ اولین ہوائی سفر میں احساسات و جذبات بے قابو ہو رہے

Marfat.com

تھے۔کیاواقعی سفر سعادت شروع ہو چکا ہے؟ کیا واقعی ہی گناہگاروں کی قسمت جاگ اٹھی ہے؟ کیا واقعی پیغمبر آخرالزمان حضرت محمد ﷺ کی سرزمین کی زیارت کے امکانات ہویدا ہو رہے ہیں؟ جہاز میں سوار عازمین حج کی تلبیہ کی گونج کبھی اس جانب راغب کرتی لیکن میرے ذہن میں مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ شعر بار بار آ رہا تھا۔

حرم کی زمین اور پاؤں رکھ کے چلنا

ارے سر کا مقام ہے او جانے والے

سعودی وقت لگ بھگ 6 بجے صبح ہوائی جہاز جدہ ایئرپورٹ پر اُترا۔سفری مراحل کے بعد ایئرپورٹ کی مسجد میں نماز فجر ادا کی۔ناشتہ کیا اور پاکستانی مینشن پہنچ گئے۔خاصی تگ و دو کے بعد سہ پہر کو معلم نے بسیں فراہم کیں۔جدہ سے مکہ مکرمہ کو جاتے ہوئے جذبات کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کے ساتھ ساتھ علم الیقین، عین الیقین کی منزلیں طے کر رہا تھا۔حق الیقین ابھی باقی تھا۔چنانچہ باب ملک عبدالعزیز کی جانب بلڈنگ نمبر 267/m محلہ مسفلہ ہجرہ تیسری منزل کمرہ نمبر 302 مکتب نمبر 29 میں اتارا گیا۔ہمارے کمرہ میں مقیم ذیل عازمین حج (۱)۔راقم الحروف محمد فضل شوق ولد سردار فرمان علی خانہ سکنہ نکیال ضلع کوٹلی آزاد کشمیر، (۲)۔محمد ایوب ولد محمد یعقوب خان سکنہ موہڑہ شریف ضلع کوٹلی آزاد کشمیر، (۳)۔چوہدری محمد سلیم اختر ولد ماسٹر نجم الدین سکنہ درہ شیر خان ضلع پونچھ آزاد کشمیر، (۴)۔راجہ شاہداد خان ولد راجہ بلور خان سکنہ رنگلہ دھیر کوٹ ضلع باغ آزاد کشمیر، (۵)۔بابا محمد یعقوب ولد محمد سہیر سکنہ اڈہ بہار چک نمبر 146 ضلع مظفر گڑھ پنجاب، (۶)۔حیدر زمان ولد عمر دین سکنہ دولا ہانڈی ضلع ایبٹ آباد، (۷)۔ محمد راشد ولد محمد بشیر سکنہ ٹی اینڈ ٹی کالونی ہری پور ایبٹ آباد، (۸)۔ مولوی عبدالستار ولد میاں عیسیٰ سکنہ چترپڑی ضلع میرپور آزاد کشمیر۔

ہمارے بزرگ ساتھی مولوی عبدالستار چوتھا حج شریف ادا کرنے آئے تھے۔اس لئے حرم شریف اور گردونواح سے واقف تھے۔وہ ہمیں حرم کعبہ کی زیارت کے لئے باب اجیاد سے

Marfat.com

اندر لے گئے جہاں سے راستہ سیدھا حجرِ اسود کے سامنے جاتا ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں محیرالعقول کر دینے والا انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر سامنے تھا۔ زیارت کعبہ پر اولین نظر پڑھنے پر راقم الحروف نے دعا "اللھم انت السلام" پڑھنے کے ساتھ ہی امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے قول کے مطابق مستجاب الدعوات ہونے کے لئے دعا مانگی اور پھر بے شمار دعائیں جو کچھ دعائیں عربی اُردو میں یاد تھیں مانگ ڈالیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ کی جلالیت غالب تھی۔ ظہر، عصر، مغرب کی نمازیں ادا ہو چکی تھیں۔ لہٰذا عشاء کی نماز کے بعد فوراً بعد زیارت کعبہ کر کے حجرِ اسود کی پٹی کے پاس جا کر طواف کی نیت کی۔ پٹی پر جا کر حجرِ اسود کو استلام کیا۔ زہے قسمت کہ مطاف میں جگہ مل چکی تھی۔ طواف شروع ہوا تو کلمہ تمجید و دیگر دعائیں پڑھنا شروع کیں۔ یک گونہ لطف آ رہا تھا۔ دنیا و مافیہا کی خبر نہ تھی۔ صرف انسانوں کا سمندر، طواف، دعائیں، بلند آواز سے آہستہ لوگ اپنے اپنے ڈھنگ سے پڑھ رہے تھے۔ رکن یمانی سے دعا "ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ" کا ورد ہوا۔ حجرِ اسود کی پٹی پر پہنچ کر پہلا چکر مکمل اور استلام کر کے دوسرا چکر شروع ہوا۔ اسی طرح سات چکر پورے کیے۔ مقام ابراہیم کے پیچھے سیدھ میں دو نفل ادا کیے۔ آبِ زم زم جی بھر کے پیا اور مقام صفا سے مسنون دعا کر کے سعی شروع کی۔ صفا سے مروہ تک ایک چکر شمار ہوتا ہے۔ سبز ستونوں کے پاس سے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی سنت میں دوڑنا پڑتا ہے۔ سات چکر پورے کرنے کے بعد نزدیکی حجام کی دوکانوں سے سر کے بال منڈوائے۔ مسجد الحرام میں جا کر دو نفل شکرانہ ادا کیے اور رات گئے قیام گاہ پر واپس آئے۔ احرام کھول کر آرام کیا۔ الحمد للہ کہ عمرہ سنت مکمل ہو گیا۔ ثم الحمد للہ۔

4 فروری تا 8 فروری 2003ء حرم شریف میں پانچوں نمازیں باجماعت ادا کیں۔ تلاوت کلام جاری رہی۔ راقم الحروف کا معمول تھا کہ 3 بجے صبح حرم شریف میں داخل ہوتا نوافل تہجد کے بعد تلاوت کلام پاک و دیگر وظائف جاری رہتے۔ نماز فجر ادا کر کے نوافل، اشراق، چاشت پڑھ کر رہائش گاہ پر ناشتہ کرتا۔ تھوڑا آرام کرنے کے بعد 11 بجے قبل دوپہر روانہ ہو کر حرم

Marfat.com

شریف میں داخل ہوتا۔ وظائف کے بعد نماز ظہر میں شرکت کرتا۔ ظہر تا عشاء حرم شریف میں قیام کرتا اور تلاوت، درود شریف، دیگر وظائف، نوافل اوابین، صلوٰۃ توبہ، صلوٰۃ التسبیح، تحیۃ المسجد وغیرہ پڑھتا۔ رات گئے رہائش گاہ پر جاتا۔

9 فروری 2003ء مطابق 8 ذوالحجہ 1423ھ 4:30 بجے صبح معلم کی مہیا کردہ بس پر منیٰ روانہ ہوئے۔ نماز فجر منیٰ میں خیمہ نمبر 65 میں ادا کی۔ حج کی سنت اور احرام مکہ المکرمہ ہی باندھ لیا تھا۔ خیموں کے اس شہر میں 35 لاکھ فرزندانِ توحید رہائش پذیر ہیں۔ انتظامات اچھے ہیں۔ یہاں سردار محمد اقبال خان آف موہڑہ شریف، سردار غلام احمد کریلوی، راجہ محمد عظیم خان ریٹائرڈ ایس ڈی ایم اور سردار فیض احمد خان ریٹائرڈ صدر معلم سکنہ کوٹلی سے ملاقات ہوئی۔ 9 ذوالحجہ 8 بجے صبح کچھ سفر پیدال چل کر بذریعہ ویگن میدانِ عرفات کیلئے روانہ ہوئے۔ راقم الحروف کی خواہش پر مسجد نمرہ پہنچے اور صحن کے سامنے جاگزیں ہوئے۔ امام صاحب ریاض تشریف لائے۔ 12:35 بجے بعد دوپہر تا 1:25 بجے بعد دوپہر خطبہ حج ارشاد فرمایا جو عام فہم اور مسلمانانِ عالم کی یکجہتی واتحاد کا عکاس تھا۔ 1:30 بجے دن اذان ہو کر پہلے دو فرض ظہر اور پھر دوسری اقامت کہہ کر دو فرض عصر ادا ہوئے۔ وقوف عرفات جاری رہا۔ شام کو جبل رحمت پر گئے اور شام کی اذان پر مزدلفہ روانہ ہوئے۔ مزدلفہ واپس آتے ہوئے عرفات کے نزدیک سے شروع ہوتا ہے اور اس کی سرحد منیٰ تک پہنچتی ہے۔ مغرب اور عشاء کی دونوں نمازیں ملا کر مزدلفہ میں ادا کیں اور رات کھلے آسمان نیچے قیام کیا۔ ہر حاجی نے 70,70 کنکریاں چن کر اپنے پاس محفوظ کر لیں۔ نماز فجر باجماعت ادا کرنے کے بعد تھوڑی دیر وقوف کیا۔ اب انسانوں کا سمندر منیٰ کی طرف رواں دواں تھا۔ 9:30 بجے قبل دوپہر ہم نے جمرۃ عقبیٰ کو سات کنکریاں ماریں۔ واپس خیمہ آئے قربانی پہلے ہی بذریعہ بینک بندوبست کیا گیا تھا۔ قربانی کے بعد سر کے بال منڈوائے، احرام کھول کر عام کپڑے پہنے۔ آج بھیڑ بھاڑ میں واقعہ منیٰ پیش آیا جس میں 14 حاجی شہید ہوئے جن میں 4 پاکستانی تھے۔ آج ہی طواف زیارت کرنے کا فیصلہ کیا۔ نماز مغرب کے بعد روانہ ہو کر نمازِ

Marfat.com

عشاء حرم کعبہ میں ادا کی اور مطاف میں طواف اور صفا و مروۃ کی سعی کرتے ہوئے طواف زیارت 11:45 بجے شب مکمل کیا۔ الحمد للہ کہ رکن یمانی، حجر اسود، ملتزم وغیرہ تک رسائی ہوئی۔ مقام ابراہیم پر دو نفل بھی ادا ہوئے۔ اس دن مکہ المکرمہ میں شب باشی کی شرعی اجازت نہیں ہے اس لئے اڈہ پر جا کر منیٰ کے لئے روانہ ہوئے۔ ریٹائرڈ صوبیدار دتہ خان بنالوی اور ملک محمد شفیع کھنڈہاروالا سے ملاقات ہوئی۔ 4 بجے صبح منیٰ پہنچے۔ ساتھی بخار میں مبتلا ہو چکے تھے۔ البتہ ہسپتال وغیرہ انتظام اچھا تھا۔ آج تینوں جمرات کو سات سات کنکریاں مارنا تھیں۔ چنانچہ ہم نے بعد از زوال آسانی سے کنکریاں ماریں۔ بیمار ساتھیوں محمد ایوب خان کی کنکریاں راقم الحروف اور بابا یعقوب کی کنکریاں راجہ شاہداد خان نے ماریں۔ واپس خیمہ گئے۔ رات کو قیام کیا۔ اگلے روز یعنی 12 ذوالحجہ کو انتہائی بھیڑ کی وجہ سے بیس پچیس حاجی شہید اور سینکڑوں زخمی ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ کہ ہمارے ساتھی کنکریاں مار کر بخیریت خیمہ پہنچے۔ 2:30 بجے بعد دوپہر معلم کی فراہم کردہ بس پر روانہ ہو کر واپس حرم مکہ پہنچے اور 13 فروری تا 6 مارچ 2003ء مکہ المکرمہ میں قیام کر کے نماز پنجگانہ حرم میں گذارنے کے علاوہ تلاوت کلام پاک مکمل کی۔

درود شریف، دیگر وظائف، نوافل، اوابین، تہجد، اشراق، چاشت، توبہ، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد، صلوٰۃ التسبیح وغیرہ روزانہ ادا ہوتے رہے۔ علاوہ ازیں مسجد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نیت کر کے نو عمرے اور انتیس طواف کر کے بخششیں کیں۔ 6 مارچ کو طواف وداع کر کے عازم مدینہ المنورہ ہوئے۔

مکۃ المکرمہ کا قیام اور اہم مقامات

مکۃ المکرمہ سلطنت سعودی عرب کی مغربی سمت سرزمین حجاز کی ایک ایسی وادی کے دامن میں واقع ہے جس کے چاروں طرف پہاڑ ہیں۔ ہموار نشیبی علاقہ بطحا کے نام سے موسوم ہے جبکہ مسجد حرام کے مشرقی حصہ کو محلاۃ کہا جاتا ہے۔ مغربی اور جنوبی سمت کا علاقہ مسفلا کے نام سے جانا جاتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی جائے پیدائش ہے۔ سطح سمندر سے اس کی بلندی تین سو میٹر

Marfat.com

سے زیادہ ہے۔ یہ کرہ ارض کا وسط اور درمیانی مقام ہے۔ خالق کائنات نے اسے اپنے سب سے مقدس گھر خانہ کعبہ کے لئے چنا۔ یہیں پر مسجد حرام ہے جس میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں سے زیادہ ہے۔

خلیل و ذبیح و حبیب خدا کا
وہ مولد وہ منحر، مقام اللہ اللہ
کبھی وہ طواف قدوسی لپک کر
حجرہ کا کبھی، استلام اللہ اللہ
کبھی ملتزم سے چمٹ کر دُعائیں
مناجات رب انام اللہ اللہ

خانہ کعبہ/مسجد حرام

تاریخی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ مختلف ادوار میں خانہ کعبہ کی تعمیر بارہ مرتبہ ہوئی۔
(۱)۔ فرشتے، (۲)۔ حضرت آدم علیہ السلام، (۳)۔ حضرت شیث علیہ السلام، (۴)۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت اسمٰعیل علیہ السلام، (۵)۔ قوم عمالقہ، (۶)۔ قبیلہ جرہم، (۷)۔ قصی بن کلاب، (۸)۔ قریش مکہ، (۹)۔ حضرت عبداللہ بن زبیر 65ھ، (۱۰)۔حجاج بن یوسف 74ھ 11،سلطان مرادوتر کی 1040ھ، (۱۲)۔ شاہ فہد بن ملک عبدالعزیز 1417ھ۔

کعبہ شریف کی بلندی اور چاروں اطراف کی لمبائی

۱۔ کعبہ شریف کی بلندی 14 میٹر

۲۔ ملتزم کی سمت لمبائی 12.84 میٹر

۳۔ حطیم کی سمت لمبائی 11.28 میٹر

۴۔ رکن یمانی اور حطیم کی سمت لمبائی 12.11 میٹر

Marfat.com

۵۔ رکن یمانی اور حجرِ اسود کی سمت لمبائی 11.52 میٹر

۶۔ کعبہ کے دروازہ کی لمبائی 3.10 میٹر

۷۔ کعبہ کے دروزہ کی چوڑائی 1.90 میٹر

حرم کعبہ کے اہم مقامات

مقام ابراہیم، ملتزم، حجرِ اسود، رکن یمانی، حطیم، بیئر زم زم، منیراب رحمت، باب ارقم، جبل صفا۔

دعا کی قبولیت

خانہ کعبہ پر پہلی نگاہ پڑنے کے وقت دعا، مطاف، ملتزم، منیرابِ رحمت، حطیم، بیت اللہ کے اندر، چاہِ زمزم کے قریب، مقام ابراہیم کے پیچھے، صفا پر، مروہ پر، عرفات، مزدلفہ، منیٰ میں، جمرات کے نزدیک، حجرِ اسود اور رکن یمانی کے درمیان، حجرِ اسود کے قریب۔

میری نظر تو آیہ لاتقنطوا پہ ہے
درمانِ چشم شوق میں اب دیر کیا نہیں

المسجد الحرام

مسجد حرام سے مراد کعبہ شریف، اس کے آس پاس مطاف کی جگہ اور وہ ساری توسعات ہوتی ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد سے لے کر شاہ فہد کے زمانہ تک ہوتی رہی ہیں۔ روئے زمین پر سب سے پہلی مسجد یہی ہے اور دوسری مسجد اقصیٰ جسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے تعمیر کیا۔ مسجد حرام میں ایک نماز پچپن سال چھ ماہ بیس رات کی نمازوں کے برابر ہوتی ہے جو عام مساجد میں پڑھی گئیں ہوں۔ یہ خانہ کعبہ کے چاروں طرف واقع ہے۔

زہے سرور و خوشا لذت رکوع و سجود
جب آمنے سامنے بیت الحرام ہوتا ہے

Marfat.com

توسیعات کے بعد مسجد حرام کی گنجائش

۱۔ مسجد حرام کا کل رقبہ 278,000 مربع میٹر

۲۔ مسجد حرام کے اطراف میں صحن کا رقبہ 88,000 مربع میٹر

۳۔ رقبہ معہ صحن 366,000 مربع میٹر

۴۔ حج شریف اژدھام کے وقت دس لاکھ سے زیادہ افراد نماز ادا کرتے ہیں۔

مسجد احرام کے مینار

مسجد حرام میں نو مینار ہیں جن میں سے آٹھ مینار چار صدر دروازوں باب ملک عبدالعزیز، باب فتح، باب عمرہ اور باب ملک فہد پر بنائے گئے ہیں جبکہ نواں مینار صفا سے متصل باب پر بنایا گیا ہے۔ مسجد حرام کے چھوٹے بڑے کل 95 باب ہیں۔

مکۃ المکرّمہ کے دیگر مقامات

۱۔ جنت المعلیٰ: مکہ شریف کا مشہور اور تاریخی قبرستان ہے۔ یہاں پر مقتدر صحابہ کرامؓ، تابعین، اولیاء اللہ اور بزرگوں کی قبریں ہیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادگان قاسم، طاہر اور طیب کے علاوہ عبدالمطلب، حضرت ابو طالب، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ کے مزار ہیں۔ یہ قبرستان شارع غزہ پر مسجد کے قریب ہے۔

۲۔ جبلِ ثور: مکہ مکرمہ سے تقریباً چھ میل دور وہ پہاڑی جبل ثور کہلاتی ہے جہاں غار میں ہجرت کے وقت رسول کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قیام فرمایا تھا۔

۳۔ جبلِ نور: مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر جبلِ نور ہے۔ یہ تقریباً دو ہزار فٹ بلند ہے۔ اس کی چوٹی پر غارِ حرا واقعہ ہے جہاں نبی پاک ﷺ پر پہلی وحی اُتری تھی۔

۴۔ مسجد جن: یہ سوقِ معلیٰ میں قبرستان کے قریب واقع ہے۔ اس کا نام مسجد بیعت اور مسجد حرس بھی ہے۔ یہیں نبی اکرم ﷺ نے جنوں سے بیعت لی تھی۔

Marfat.com

۵۔ مسجد جن کے قریب ہی سیدھے ہاتھ کو مسجد الرایہ ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں فتح مکہ کے وقت رسول پاک ﷺ نے اپنا جھنڈا نصب فرمایا تھا۔

۶۔ مسجد عائشہ: یہ مسجد تعنیم میں ہے جہاں سے عمرہ کے لئے احرام باندھتے ہیں۔ یہ مسجد حرم سے تقریباً آٹھ کلومیٹر دور مدینہ روڈ پر واقع ہے۔

۷۔ جبل ابوقیس: یہ مسجد حرام کے نزدیک صفا پہاڑی سے متصل ایک پہاڑ ہے جس کی بلندی سطح سمندر سے 420 میٹر ہے۔ ابوقیس نامی شخص کے پہاڑ پر مکان بنانے سے اس کا نام پر مشہور ہو گئی۔

۸۔ مولدالنبی ﷺ: یہ مقدس گھر مروہ کے متصل اور شعب ابی طالب کے قریب آج بھی مشہور ومعروف ہے۔ یہاں مکتبہ المکہ لائبریری قائم کی گئی ہے۔ اسی جگہ بنو ہاشم کے مکانات تھے۔

۹۔ میدانِ عرفات: عرفہ کے معنی پہچاننا۔ یہاں پر حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام نے جنت سے زمین پر آنے کے بعد ایک دوسرے کو پہچانا تھا۔ یہ حرم شریف سے تقریباً 22 کلومیٹر ہے۔ یہاں پر مسجد نمرہ ہے جہاں حج شریف کا خطبہ پڑھا جاتا ہے اور وقوف عرفات کیا جاتا ہے۔ میدانِ عرفات کی مشرق سمت میں جبل رحمت ہے جہاں نبی پاک ﷺ نے حجۃ الوداع کا خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ یہاں پر عصر اور ظہر کی نمازیں باجماعت پڑھی جاتی ہیں۔

۱۰۔ مزدلفہ: یہ مقام عرفات اور منیٰ کے درمیان ہے۔ اس کی لمبائی چار کلومیٹر ہے۔ یہاں مغرب اور عشاء کی نمازیں دورانِ حج اکٹھے پڑھی جاتی ہیں۔ رات کو کھلے آسمان تلے قیام ہوتا ہے۔ جمرات کو مارنے کے لئے حاجی لوگ کنکریاں چنتے ہیں۔

۱۱۔ منیٰ: منیٰ کے معنی بہنا ہے۔ یہاں قربانیوں کا خون بہتا ہے اس کی نسبت سے منیٰ کہتے ہیں۔ حرم مکہ سے تقریباً چھ سات کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ حج کے موقع پر عازمین حج 8 ذوالحجہ تا 12 ذوالحجہ یہاں پر رہائش پذیر رہتے ہیں۔ یہاں پر تینوں جمرات واقع ہیں جن کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ مشہور مسجد خیف بھی یہاں ہی واقع ہے۔

Marfat.com

قیام مکہ مکرمہ

3فروری2003ء تا6مارچ2003ء ایک مہینہ دو دن مکہ شریف میں قیام ہوا۔

مناسک حج کی ادائیگی کے علاوہ مسجد حرام میں پنجگانہ نمازیں، تلاوت کلام پاک، عمرے، طواف، نوافل، اوابین، تہجد، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد، صلوٰۃ الیل، صلوٰۃ التوبہ، صلوٰۃ التسبیح، اشراق، چاشت وغیرہ حتیٰ المقدور ادا کیے۔ زیادہ عرصہ حرم شریف کے اندر ذکر و اذکار میں بسر ہوا۔ الحمدللہ کعبہ شریف کے چاروں اطرف سے مسجد حرام کی پہلی منزل، دوسری منزل، چھت، مختلف جگہوں پر نمازیں اور نوافل ادا کیے۔ مطاف میں طواف کرتے ہوئے لاکھوں فرزندان توحید کا ایمان افروز نظارہ دیکھا۔ مختلف ممالک، رنگوں، لباس، زبانوں کے لوگ، جسد واحد کی طرح متحد ہو کر عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ اس دوران نکیال آزاد کشمیر سے حاجی ماسٹر محمد اشتیاق، حاجی مقبول خان بنالوی، حاجی محمد یاسین خان، حاجی محمد طارق خان بگیال، حاجی محمد شہزاد خان اور تحصیل مینڈر ضلع پونچھ سے آئے ہوئے حاجی امتیاز احمد خان فیروزال سکنہ ہرنی، حاجی محمد شفیق خان ولد سائیں سکنہ نکہ کوٹ، حاجی سرفراز احمد خان ولد بگا خان سکنہ ناڑ فیروزالاں سے ملاقات ہوئی۔ متبرک مقامات، جنت المعلیٰ، مسجد جن، مسجد الرایہ، جبل ثور، جبل نور، غار حرا اور دیگر مقامات کی زیارت کی۔ 6مارچ2003ء 4:45 بجے سہ پہر مدینہ المنورہ کے لئے روانگی ہوئی۔ اس سے قبل طواف وداع کے بعد دعا میں آنسو پھوٹ پڑے۔

مکہ کے جلوے ہوئے نصیب
مدینہ پہنچے قسمت کی بات ہے

مکہ المکرمہ سے مدینہ منورہ روانگی

حرم کعبہ سے جدائی کا داغ لئے رہائش گاہ پر آئے اور مدینہ منورہ کے سفر کی تیاری کی۔ معلم کی جانب سے بسیں نزدیکی شاہراہ پر پہنچ چکی تھی۔ بالآخر ہماری بس چل پڑی۔ مکہ مکرمہ کی گلیوں کو الوداع کہتے دل پر بھاری زخم ہو رہے تھے لیکن مدینہ منورہ اور گنبدِ خضریٰ کی زیارت کا

Marfat.com

خیال مرہم پٹی کا کام کر رہا تھا۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ دو سو ستتر (277) کلومیٹر ہے۔ شاہراہیں کشادہ اور سیدھی ہیں۔ بس کے چلتے ہی درود و سلام کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ۔"

دیارِ حبیب کی زیارت کی خواہش کس مسلمان میں نہیں؟ وہ کون سا مسلمان ہوگا جس کا دل مدینہ منورہ کی محبت سے ہر وقت سرشار نہ رہتا ہو اور اس کا گوشت پوست اس محبت سے معمور نہ ہو۔ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے مدینہ منورہ کے بارہ میں دعا فرمائی تھی۔ "اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت اسی طرح جاگزیں فرما جیسے مکہ کی محبت ہے بلکہ اِس سے بھی زیادہ۔"

اِس دعا کی قبولیت سے مدینہ منورہ روئے ارض کے مقامات سے محبوب ترین ہے۔ مدینہ منورہ نے اسلام کی اشاعت میں کردار ادا کیا۔ اس زمین پاک نے نبی پاک ﷺ کے جسم اطہر کو اپنے اندر سمو رکھا ہے۔ یہاں گنبد خضریٰ ہے، یہاں مسجد نبوی ہے جس میں پڑھی ہوئی ایک نماز مسجد حرام کے سوا دوسری مساجد میں پڑھی ہوئی ہزار نماز سے افضل ہے۔ مدینہ منورہ خیر ہی خیر ہے۔ اس میں اعمال کا ثواب کئی گناہ بڑھ جاتا ہے۔ مدینہ منورہ کے راستوں پر فرشتے مقرر ہیں۔ یہ پاکیزگی کا مرکز ہے۔ اس کی زمین، فضا، کھجوریں، غلہ زندگی اور موت سب پاکیزہ ہیں۔

حج و عمرہ کے بعد سب سے بڑی سعادت اور سب سے افضل عمل صالح سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے بغیر ایمان درست نہیں رہ سکتا۔ حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

۱۔ جس نے حج کیا اور اس کے بعد میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو وہ انہی لوگوں کی طرح ہے جنھوں نے میری حیات میں میری زیارت کی۔ (رواہ البیہقی)

۲۔ جس نے میری قبر کی زیارت کی۔ اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (ابن خزیمہ)

۳۔ جو میری قبر کے پاس کھڑے ہو کر مجھ پر درود پڑھتا ہے میں خود اس کو سنتا ہوں۔ (بیہقی)

۴۔ جس شخص کے بس میں ہو وہ مدینہ میں فوت ہو کیونکہ میں مدینہ میں فوت ہونے والے کی

Marfat.com

قیامت کے دن سفارش کروں گا۔ (حدیث شریف)

۵۔ جو شخص اہل مدینہ سے مکر و فریب کرے گا وہ اس طرح ناپید ہو جائے گا جس طرح نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔ (حدیث شریف)

مدینہ منورہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت گاہ اور آپ ﷺ کی سنت کا مرکز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پسند فرمایا۔ اسی میں آپ ﷺ کا روضہ مبارک، روضہ من ریاض الجنۃ، منبر شریف اور مسجد قبا وغیرہ ہیں۔ لہذا یہ ممکن ہی نہیں کہ مسلمان کے لئے اس کی زیارت کا شوق نہ ہو؟ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "مدینہ میری ہجرت گاہ ہے۔ اس میں میرا مستقل گھر ہے، اسی سے میں اٹھایا جاؤں گا۔ اس کے باشندے میرے پڑوسی ہیں اور امت پر فرض ہے کہ وہ میرے پڑوسیوں کا لحاظ رکھے۔"

مدینہ شریف کا حرم ہونا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ صحیح میں سیدنا علی ابن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "مدینہ عیر پہاڑ سے ثور پہاڑ تک حرم ہے۔ جو شخص اس میں فساد کرے یا کسی فسادی کو ٹھکانا مہیا کرے اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی طرف سے لعنت ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے کوئی فرض و نفل قبول نہیں فرمائیں گے۔

مسجد نبوی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو چودہ دن تک بنو عمرو بن عوف میں ٹھہرے۔ ابتداء میں جہاں نماز کا وقت ہوتا وہیں نماز پڑھ لیتے۔ پھر آپ نے بنو نجار کے سرداروں کو بلا بھیجا اور فرمایا مجھ سے اپنے اس احاطے کا سودا کرلو۔ وہ کہنے لگے اللہ کی قسم! ہم اس کی کوئی قیمت آپ سے نہیں لیں گے۔ چنانچہ احاطہ میں کھجور کے درخت کاٹ کر ہموار کر دیئے گئے۔ مسجد کی جگہ دو یتیم بچوں کی تھی جنہوں نے یہ جگہ بطور عطیہ دے دی۔ پھر آپ ﷺ نے وہاں مسجد بنائی۔ یہ مسجد کچی اینٹوں سے بنائی گئی تھی اور چوڑائی میں 40 ہاتھ کا اضافہ فرمایا۔ اس طرح مربع صورت مسجد کا کل رقبہ 2500 مربع میٹر ہو گیا۔ حضرت عمرؓ، حضرت عثمان غنیؓ، خلیفہ ولید، خلیفہ

Marfat.com

مہدی، سلطان اشرف قائت بائی، سلطان عبدالمجید عثمانی، الملک سعود اور الملک فہد بن عبدالعزیز کے عہد میں توسیعات ہوئیں۔ اس وقت مسجد نبوی کا کل رقبہ 98500 مربع میٹر ہے۔ چھت کی پیائش 6700 مربع میٹر ہے جبکہ مسجد کے صحنوں کی پیائش 23500 مربع میٹر ہے۔ مجموعی طور پر سات لاکھ سے زیادہ افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔ حج کے دنوں میں تعداد دس لاکھ تک ہوتی ہے۔ منبر شریف 8ھ میں بنایا گیا۔ ترکوں نے توسیع کر کے علیحدہ منبر تعمیر کیا ہے۔ مسجد نبوی کے 41 باب ہیں۔ باب السلام، باب ابوبکرؓ، باب رحمت، باب ہجرت، قبا، سحوت، بدر، سلطان عبدالحمید خان، بلال، عمر، عثمان، علی، بدر، نساء، فہد، عبدالعزیز، مکہ، جبریل اور بقیع مشہور ہیں۔ باب سلام نمبر 1 اور باب بقیع نمبر 41 پر ہے۔ فرمایا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''تین مساجد کے سوا کسی مقام کو متبرک سمجھ کر اس کی طرف لمبا سفر نہیں کیا جا سکتا۔ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ۔

روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد ازواج مطہرات کے لئے علیحدہ علیحدہ نو حجرے تعمیر کیے۔ یہ حجرے 15 فٹ لمبے، ساڑھے دس فٹ چوڑے اور 6 فٹ اونچے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ مبارک مسجد نبوی سے بالکل متصل تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد یہی حجرہ مبارک آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔ اسی کو روضہ نبوی کہا جاتا ہے۔ جب 13ھ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ وفات پا گئے تو آپؓ کو حضور پاک ﷺ کے سینہ مبارک کے برابر دفن کیا گیا۔ پھر 23ھ میں حضرت عمر فاروقؓ کے جام شہادت نوش کر جانے پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اجازت خاص سے آپ کے سامنے اس طرح دفن کیا گیا کہ سر حضرت صدیق اکبرؓ کے سینہ کے برابر ہے۔ حجرہ مبارکہ میں ایک قبر کی جگہ خالی ہے جو از روئے فرمان والا شان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے۔ 678ھ میں حجرہ مبارک کی دیواروں پر لکڑی کا پہلا قبہ بنایا گیا۔ پھر سلطان ترکی قائتبائی نے پانچ کر گوشہ دیوار پر دوسرا قبہ بنایا۔

آخر میں سلطان محمود بن عبدالحمید عثمانی نے 1223ھ میں ازسرِ نو بنا کر اس پر گہرا سبز

Marfat.com

رنگ چڑھایا جس کی وجہ سے اس کا نام قبہ خضریٰ یا گنبدِ خضریٰ پڑا۔ الغرض تینوں مزارات تین دیواروں کے اندر، دوگنبدوں کے نیچے اور ایک جالی سے محیط ہیں۔ اس ساری عمارت کو مقصورہ شریف کہتے ہیں۔ اس کے شمال کی جانب 40 فٹ لمبا، 40 فٹ چوڑا اور دوفٹ اونچا چبوترہ بنا ہوا ہے جسے صفہ شریف کہا جاتا ہے جبکہ مقصورہ شریف 16 میٹر لمبا اور 15 میٹر چوڑا ہے۔

ریاض الجنتہ

باب بقیع سے داخل ہوکر روضہ مبارک اور منبر شریف کے درمیان ریاض الجنتہ ہے جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے ''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں کا ایک باغ ہے۔'' ریاض الجنتہ میں فیروزی رنگ کی قالین بچھی ہوئی ہے۔ اس قطعہ مبارکہ کے آٹھ ستون انہی خصوصیات کی وجہ سے مشہور ہیں۔ ستون حنانتہ، ستون عائشہ، ستون ابی لبابہ، ستون وفود، ستون حرس/علی، ستون سریر، ستون تہجد، ستون جبریل۔

جنت البقیع: مدینہ منورکا یہ مشہور قبرستان مسجد نبوی کے مشرقی سمت واقع ہے۔ بقیع میں دفن ہونے والوں کے لئے مغفرت کی بشارت ہے۔ اس میں حضرت عثمانؓ، ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ، ام المومنین حضرت میمونہؓ، تینوں صاحبزادیوں، صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ، حضرت عباسؓ، امام حسنؓ، حضرت حلیمہ سعدیہؓ، حضورﷺ کی پھوپھیوں اور بے شمار صحابہ کرام کے مزارات ہیں۔

دیگر مزارات

جبل اُحد: مدینہ طیبہ سے جانب شمال تین میل کے فاصلہ پر یہ مقدس پہاڑ ہے۔ حضورﷺ کا فرمان مبارک ہے ''اُحد ہم سے محبت رکھتا ہے ہم اُس سے محبت کرتے ہیں۔ 3 ھ میں اِسی پہاڑ کے دامن میں غزوہ اُحد پیش آیا جس میں حضرت حمزہؓ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا۔ مزارات ایک احاطہ کے اندر ہیں۔ دروازہ کی پشت کی طرف جبل رماۃ ہے جہاں تیرانداز تعینات کیے گئے تھے۔

Marfat.com

غزوہ خندق 5ھ

مشرکین اسلام نے دس ہزار کے لشکر جرار سے مدینہ پر حملہ کیا۔ پیش بندی کے لئے کھودی گئی خندق کی وجہ سے بے بس ہو گئے۔ محاصرہ تقریباً ایک ماہ تک جاری رہا۔ آخر آندھی آئی جس سے کفار کو شکست ہوئی۔ جہاں جنگ ہوئی تھی وہاں سبع مساجد مسجد فتح، مسجد سلمان فارسیؓ، مسجد ابوبکر صدیقؓ، مسجد عمر فاروقؓ، مسجد علیؓ، اور مسجد فاطمہؓ واقع ہیں۔ غزوہ خندق کے دوران عظیم ہستیوں کے خیمے ان جگہوں پر نصب تھے۔

مسجد قباء

مدینہ کے جنوب مغرب میں مسجد نبوی سے تقریباً اڑھائی میل پر واقع ہے۔ یہ مسلمانوں کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ ہجرت کے بعد حضور اکرم ﷺ نے خود اس مسجد کی بنیاد رکھی۔ مسجد احرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ کے بعد مسجد قباء دنیا بھر کی مساجد سے افضل ہے۔ مسجد قباء میں دو رکعت نماز کا ثواب عمرہ کے مثل ہے۔

مسجد جمعہ

قباء کے نئے راستہ میں جانب مشرق واقع ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلا جمعہ یہاں ادا فرمایا تھا۔

مسجد غمامہ

مسجد نبوی کے باب سلام کے سامنے مسجد غمامہ ہے اسے مسجد مصلیٰ بھی کہتے ہیں۔

مسجد قبلتین

مدینہ منورہ کے شمال مغرب میں مسجد نبوی سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ ابتداء میں مسلمان نماز بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے پڑھتے تھے۔ شعبان 2ھ میں آپ بنوسلمہ کی

Marfat.com

مسجد میں نماز کی امامت فرمانے کھڑے ہوئے۔ دو رکعت پڑھانے کے بعد خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی وحی آئی اور آپ نے وہیں سے خانہ کعبہ کی طرف رُخ موڑلیا۔ اسی لئے اس مسجد کو قبلتین یعنی دو قبلوں والی مسجد کہتے ہیں۔

مسجد ابیؓ

بقیع کے متصل ہے۔ یہاں حضرت ابی بن کعبؓ کا مکان تھا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر تشریف لاتے اور نمازیں ادا فرماتے رہے ہیں۔

مسجد ابوبکرؓ

مسجد غمامہ کے قریب شمالی جانب واقع ہے۔

مسجد عمرؓ:

یہ بھی مسجد غمامہ کے قریب قباء جانے والی سڑک پر بائیں ہاتھ واقع ہے۔

مسجد علیؓ

یہ بھی مسجد غمامہ کے شمالی جانب مسجد ابوبکرؓ کی لائن میں تھوڑے فاصلے پر واقع ہے۔ اس کے علاوہ مشربہ ام ابراہیمؓ، مسجد بنی ظفر، مسجد الاجابہ، اور مسجد سجدہ وغیرہ زیارات ہیں۔ بیرِ عثمانؓ اب ناقابل استعمال ہے۔

بات مکہ المکرمہ سے مدینہ المنورہ سفر کی ہو رہی تھی۔ درود وسلام عازمین حج کے لبوں پر تھا۔ رات کی تاریکی میں صرف صحرا ہی صحرا نظر آتا تھا۔ درمیانی مقام پر بس رُکی۔ چائے نوش کی اور نزدیکی مسجد میں نماز عشاء ادا کی۔ سعودی عرب میں یا مکہ مکرمہ یا مدینہ شریف وغیرہ میں کھانے پینے کی اشیاء کے نرخ ایک جیسے ہیں لیکن یہاں چائے کا کپ ایک ریال کے بجائے دو ریال تھا۔ بہرحال مسافت کی تھکان دور کرنا ضروری تھی۔ نیز مدینہ منورہ کی چاہت نے اسے محسوس نہ ہونے دیا۔ مسجد نبوی کی حاضری، گنبد خضریٰ کی زیارت، جنت البقیع کی زیارت، مسجد

Marfat.com

اور دیگر مزارات نہ جانے کیا کیا ارمان دلوں میں لئے ہوئے سفر جاری تھا۔ ہر کوئی۔ اپنی اپنی دھن میں مست تھا۔ مجھے یک دم کسی نعت خوان کا کلام یاد آیا۔"میں مدینے چلا...... میں مدینے چلا...... پھر کرم ہو گیا...... میں مدینے چلا۔"مدینے کی گلیوں پہ قربان جاؤں...... مدینے کے والی پہ قربان جاؤں...... میں مدینے چلا...... میں مدینے چلا...... پھر کرم ہو گیا...... میں مدینے چلا۔

پہلے اشعار آہستہ آہستہ گنگنانے لگا لیکن فرط جذبات سے آواز بلند ہوتی گئی۔ بس میں سوار اور حاجی صاحبان نے بھی پڑھنا شروع کیا۔ میں مدینے چلا...... میں مدینے چلا۔ یہ منظر ایمان افروز اور دیدنی تھا۔ بالآخر سعودی وقت کے مطابق 2:45 بجے صبح مدینہ المنورہ، دار بنو عباس کمرہ نمبر 305 نزد بلال مسجد اقامت گاہ پر فروکش ہوئے۔ غسل کر کے نئے کپڑے پہن کر مسجد نبوی حرم شریف روانہ ہوئے۔ باب جبریل سے داخل ہونا چاہتے تھے لیکن محافظوں کے مطابق جگہ نہ تھی۔ اسی طرح باب السلام، باب ابوبکرؓ، باب رحمت بھی جگہ کے پُر ہونے کا پیغام دے رہا تھا۔ بالآخر باب ہجرت سے مسجد نبوی شریف میں داخل ہوئے۔ دو نفل تحیۃ المسجد کے بعد نوافل تہجد ادا کیے۔ نماز فجر کے بعد باب السلام سے داخل ہو کر بھیڑ بھاڑ میں ہی روضہ مبارک پر سلام پیش کیا۔ محافظ حجا یلا کہہ رہے تھے۔ چلتے چلتے سلام پیش کیا۔ باہر آ کر گنبد خضریٰ پر نظر جما کر دُعا کی اور رہائش گاہ پر چلے گئے۔ جملہ نمازیں حرم شریف میں باجماعت ادا ہوئیں۔ الحمدللہ بعد نماز عشاء حاجی محمد شریف ولد بابا فیروز دین سکنہ نکیال حال مدینہ منورہ سب سے پہلے ملنے آئے۔ پھر حاجی طفیل خان، حاجی ماسٹر اشفاق خان، حاجی محمد ذوالفقار و حاجی عبدالقدیر آف میرہ نکیال سے ملاقات ہوئی۔ حرم شریف سے متعلق معلومات پر گفتگو ہوئی۔ 8 مارچ صبح نماز تہجد، تسبیحات، تلاوت کلام پاک کے بعد نماز فجر ادا کی۔ ایک عزیز حاجی محمد صادق بٹ ملنے تشریف لائے۔ ان کی خواہش تھی کہ میں ان کی رہائش گاہ پر قیام کروں لیکن حرم شریف سے دور ہونے کی وجہ سے معذرت کی۔ انہوں نے مسجد قباء اور مسجد جمعہ کی زیارت

Marfat.com

کرائی۔ظہر تا عشاء جملہ نمازیں مسجد نبوی میں ادا کیں۔معمولات تلاوت کلام پاک، نوافل اوابین، تہجد، اشراق، چاشت، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد، صلوٰۃ توبہ، صلوٰۃ فراخی رزق، صلوٰۃ التسبیح، درود شریف وغیرہ جاری رہے۔

9 مارچ فجر کی نماز کے بعد دیگر حاجیوں کے ساتھ بس میں زیارات کے لئے روانہ ہوئے۔مسجد قباء میں دو نفل ادا کیے۔مسجد جمعہ کے صحن میں نفل ادا کیے۔احد کے مقام پر جا کر ستر صحابہ کرام کے مزارات پر فاتحہ خوانی کی پھر غزوہ خندق کے مقام پر گئے۔مسجد فتح اور مسجد سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں دو دو نفل پڑھے۔مسجد عمرؓ، مسجد حضرت علیؓ، مسجد حضرت فاطمہؓ بند ہیں۔مسجد قبلتین میں دو نفل ادا کیے۔مسجد غمامہ، بیئر حضرت عثمان غنیؓ، مسجد ابوبکر صدیقؓ، مسجد عمرؓ، مسجد عثمانؓ، مسجد علیؓ، وغیرہ کی زیارت کر کے رہائش گاہ پر آئے۔رات کو ولایت خان منہاس کے ہاں گئے۔محمد الطاف مغل سکنہ دھنواں نے قرآن پاک کشمیری ترجمہ والا نسخہ بطور ہدیہ دیا۔

10 مارچ۔جملہ معمولات جاری ہیں۔مزار پاک پر سلام پیش کیا۔بعد از نماز عشاء ریاض الجنتہ میں دو نفل ادا کیے۔منبر شریف اور تمام ستونوں کے پاس دو دو نوافل ادا کیے۔حاجی ماسٹر خواجہ خالد محمود سکنہ دھروتی نکیال حال مدینہ شریف جو کہ راقم الحروف کے شاگرد رشید ہیں ملنے آئے۔شدید اصرار کے بعد ان کے ہاں تناول کیا۔موصوف کا اپنا ہوٹل بنام شاہین ہوٹل چل رہا ہے۔پاکستانی اور کشمیری حجاج کی آمد آمد ہے۔یہ ایک طرح کا کشمیر ہاؤس ہے۔خود بڑے ملنسار، خوش اخلاق اور مہمان نواز ہیں۔بلاتمیز حجاج کرام کی میزبانی کرتے ہیں۔

11 مارچ۔معمولات جاری رہے۔روضہ مبارک پر جالیوں کو ہاتھ لگا کر چومنے کا شرف حاصل ہوا۔ابتدائی مسجد میں نماز پڑھنے، ریاض الجنتہ اور ستونوں کے پاس نوافل پڑھنے کا موقع ملا الحمدللہ۔رات کو حاجی طفیل خان، ماسٹر اشفاق خان کے ہاں گئے۔

12 مارچ۔روزانہ معمولات جاری رہے۔روضہ مبارک پر سلام کے بعد گذشتہ روز

Marfat.com

کی طرح نوافل ادا کرنے کا موقع ملا۔ مسجد نبوی کے اندرونی وبیرونی چکر لگا کر باب ہا دیکھے۔ کل 41 باب ہیں۔ باب نمبر 1 سلام سے شروع کر کے باب بقیع نمبر 41 پر ختم کیا۔

13 مارچ ..... معمولات روزانہ کے علاوہ ریاض الجنتہ، منبر شریف، ستونوں، مسجد نبوی، ابتدائی وغیرہ میں نوافل پڑھے۔ روضہ پاک پر صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہوئے مولانا عبدالرحمن جامی کی نعت شریف

زرحمت کن نظر برحال زارم یا رسول اللہ

غریبم ، بے نوایم ، خاکسارم یا رسول اللہ

پڑھتے ہوئے فرط جذبات سے کیفیت بدل گئے۔ آنسو بہہ نکلے۔ وارفتگی میں ستون کا سہارا لیا۔ شمیم خان ہوٹل دھری نخال والا کے ہاں گئے۔

14 مارچ۔ حسب معمول معمولات جاری رکھے۔ نماز عشاء پڑھ کر چالیس نمازیں پوری ہو گئیں الحمدللہ۔ الوداعی نفل ادا کیے۔ آخری سلام پیش کیا۔ بعد از نماز عشاء بس پر روانہ ہو کر اگلی صبح جدہ پہنچے۔ 5:50 بجے شام پی آئی اے کی پرواز سے عازم اسلام آباد ہوئے۔

16 مارچ راولپنڈی سے سفر کر کے 10 بجے شب بٹالہ کالونی نکیال گھر پہنچے۔ محلہ مسجد میں دو نفل ادا کیے۔ اہل خانہ سے ملاقات ہوئی۔ اس طرح سفر سعادت اختتام پذیر ہوا الحمدللہ۔

کچھ گہرے زخم

پہاڑی قبائل صدیوں سے سلسلہ کوہ پیر پنجال کی جنوبی ڈھلوانوں میں بانہال کے مغربی حصے سے لے کر مظفر آباد اور ننگا پربت کے دامن تک پھیلے ہوئے ہیں۔ پہاڑی قبائل میں سید، ڈھونڈ، گکھڑ، فیروزال، ڈومال، تھکیال، ملدیال، جرال، چب، سدھن، منہاس، چاڑک، ٹھکر، ڈولی، پٹھان، ترک، براہمن زادے اور کشمیری وغیرہ شامل ہیں۔ ان کی مشترکہ زبان پہاڑی، تہذیب وتمدن، ثقافت وغیرہ جداگانہ ہیں۔ یہ لوگ بہادر، جواں مرد اور آزاد منش رہے ہیں۔ بھمبر میں چب، میرپور میں گکھڑ، راجوری میں جرال، بدھل کنڈی میں ٹھکر، منجاکوٹ

Marfat.com

راجدھانی میں ڈومال، مینڈر میں فیروزال، تھکیال میں تھکیالہ، زیریں مینڈر میں ڈلی، پونچھ میں راٹھور، باغ میں ملدیال وڈھونڈ، مظفرآباد میں کھکھے بمبے وغیرہ اقوام نے راجواڑے اور جاگیریں قائم کر کے صدیوں تک حکمرانی کی اور اپنے تاریخی ورثہ کا دفاع کیا۔ 1819ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوجوں نے ان راجواڑوں کو تباہ و برباد کر کے اِس علاقہ پر قبضہ کر لیا اور ہر ممکن طریقہ سے ان قبائل کو جڑ سے ختم کرنے کی کوشش کی۔ رہی سہی کسر معاہدہ امرتسر 15 مارچ 1946ء کے بعد جب گلاب سنگھ ڈوگرہ ریاست جموں وکشمیر کے مہاراجہ بنے۔ ان کے دور میں نکال دی گئی۔ 1822ء میں ہری سنگھ نلوہ کو کشمیر کا حاکم اعلیٰ بنایا گیا جس نے اُوڑی، کرناہ، گڑھی دوپٹہ، کٹھائی، مظفرآباد وغیرہ کے راجاؤں اور جاگیرداروں کو روند ڈالا اور پہاڑی علاقہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اُوڑی کے راجہ غلام علی کھکھا، مظفرآباد کے سلطان زبردست خان بمبہ، کرناہ کے راجہ شیر احمد خان، بھمبر کے سلطان خان چب، راجوری کے اگر خان جرال، مینڈر کے زبردست خان فیروزال، پونچھ کے امیر خان وغیرہ سے ان کے علاقے چھین لیے گئے۔ 1820ء میں مہاراجہ گلاب سنگھ نے راجوری کے اگر خان جرال کو ناڑ فیروزالاں سے گرفتار کر کے لاہور کی شاہی مسجد کے نزدیک جیل میں ڈال دیا۔ 1825ء میں بھمبر کے راجہ سلطان خان چب کو ایک سازش کے تحت جموں بلا کر نظر بند کرتے ہوئے سوکھے کنویں میں پھینکوا دیا۔ 1837ء میں پونچھ کے راجہ شمس خان ملدیال کا سر کاٹ دیا گیا اور ان کے ساتھیوں کی زندہ کھالیں اُتروائی گئیں۔ پھر اکتوبر 1846ء میں راجوری کے راجہ رحیم اللہ خان اور مینڈر کے سردار ہاشم علی خان فیروزال کو ملک بدر کر دیا گیا۔ اس طرح پہاڑی قبائل کی بیخ کنی کی گئی۔ 1947ء میں برصغیر ہند کی تقسیم کے وقت اس پہاڑی علاقے کے دو حصے ہو گئے۔ موجودہ حدِ متارکہ راجوری کو میرپور سے مشرقی اور شمالی پونچھ کو جنوب مغربی پونچھ سے۔ اُوڑی کو گڑھی دوپٹہ سے کرناہ کو مظفرآباد سے بانٹتی ہوئی نکل جاتی ہے۔ اس طرح پہاڑی قبائل، ان کا علاقہ، ان کے گاؤں، کھیت، گھر، سب کچھ تقسیم ہو گیا ہے۔ ماں ایک طرف ہے تو بیٹی دوسری طرف، باپ ایک طرف ہے تو بیٹا دوسری طرف، بھائی

Marfat.com

ایک طرف ہے تو بہن دوسری طرف۔حتیٰ کہ ذہن اور سوچ بھی بدل کر رہ گئی ہے۔حالانکہ ان قبائل کی زبان، رہن سہن، ثقافت، بودوباش، خوراک ہر چیز یکساں ہے۔یہ زمانے کی ستم ظریفی ہے اور بس؟

مصنوعی اور خونی لکیر نے بھائیوں، رشتہ داروں اور اپنوں کو ایک دوسرے سے دور جلتے رہنے پر مجبور کر دیا ہے۔ان پہاڑی قبائل کی بے بسی زیادہ دیر قائم نہیں رہنی چاہیے۔پاک بھارت جنگ 1965ء کی وجہ سے بھی ہزاروں پہاڑی لوگ ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے جن میں راقم الحروف مصنف ہذا کے گہرے زخم بھی دیگر ہزاروں لوگوں کے زخموں میں شامل ہیں۔برادری کے بہت سے لوگوں کے علاوہ میرے والد محترم سردار فرمان علی خان، والدہ محترمہ عبدال بانو، ہمشیرگاں فیروز بانو، عطر بانو، صندل بانو، جمشید بانو اور چھوٹے بھائی سردار محمد زبان خان موضع بھاٹہ دھوڑیاں تحصیل مینڈر ضلع پونچھ میں رہ گئے جبکہ بڑی بہن سرور بانو اور دو بھائی سردار محمد نذیر خان اور راقم الحروف محمد فضل شوق میرپور آزاد کشمیر میں ہجرت کر کے آئے۔دیگر اہل کنبہ کو ہجرت کرنا پڑی۔کچھ 1947ء سے آئے ہوئے تھے۔

راقم الحروف کو 1988ء میں ویزہ پر جا کر والدین اور بھائی بہنوں سے ملنے کا موقع ملا لیکن وائے ناکامی کہ اُس کے بعد ذیل گہرے زخموں نے کلیجہ چھلنی کر دیا۔

سچ ہو دل میں غم تو بھر آتی ہے آنکھ بھی
اشکوں کا سلسلہ دلِ مضطر کے ساتھ ہے

ا۔ والد محترم سردار فرمان علی خان ولد سردار گوہر خان نمبردار بھاٹہ دھوڑیاں مورخہ 21 نومبر 1993ء (2-11-1993) بروز اتوار جدائی کا داغ لئے وفات پا گئے اور ہم شفقت پدری سے محروم ہو گئے۔مرحوم دیندار، دیانتدار، صاف گو، دینی اور دنیاوی تعلیم کے دلدادہ تھے۔اپنی اولاد اور دیگر لوگوں کے بچے بچیوں کو تعلیم دلوانے میں خاصی دلچسپی رکھتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ ہرنی سے اوپر کے پسماندہ علاقہ ناڑ فیروزالاں میں پہلے میٹریکولیٹ بھائی محمد نذیر خان اور

Marfat.com

دوسرا راقم الحروف تھا۔ آج کل تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ علاقہ میں نوجوان ایم۔اے، ایل ایل بی، پی ایچ ڈی وغیرہ موجود ہیں۔

لحد میں عشق رُخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

۲۔ والدہ محترمہ مسماۃ عبدل بانو کا وصال تیرہ اور چودہ فروری 1995ء کی درمیانی شب بروز سوموار ہوا اور ہم ماں کی ممتا سے محروم ہو گئے۔ ہماری پیاری امی نے ہمیں پیار سے پالا پوسا، تعلیم دلائی اور آخر جدائی کا صدمہ لئے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دنیا میں دکھی دل سے رہنا ہی پڑتا ہے
پیاروں کی جدائی کا غم سہنا ہی پڑتا ہے

۳۔ ہمارے پیارے چھوٹے بھائی سردار محمد زمان خان بتاریخ چودہ فروری سن دو ہزار چار (14-2-2004) مطابق 2 پھاگن 2060ب بوقت 4 بجے صبح بھائیوں کی جدائی کی تڑپ سینے میں لئے خالق حقیقی سے جا ملے۔ عمر بھر بھائی بہنوں سے ملاقات کی تڑپ اور جان کنی کے وقت بھی ماسٹر بھائی کی پکار ان کی زبان پر رہی۔ مرحوم دراز قامت، خوبصورت، خوب سیرت، مہمان نواز، دلیر اور علاقہ میں ہر دلعزیز تھے۔ اہل خاندان کو گہرا زخم سہنا پڑا جو ''مرضی مولے از ہمہ اولے'' کے مترادف ہے۔ علاوہ ازیں 1988ء سے پہلے اور بعد کی اموات جن میں ماموں صاحبان، ممانی صاحبات، خالو صاحبان، خالائیں، پھوپھیاں، چاچے چاچیاں، ماموں زاد، چاچا زاد بھائی بہنیں وغیرہ کے علاوہ والدین کریمین، بھائی محمد زمان خان، ماموں صاحب فضل داد خان، بھائی گلاب خان، غلام حسن خان، شاہ محمد خان، محمد حسین خان، طفیل حسین خان، محمد اکبر خان، تخی خان، حفیظ خان وغیرہ وغیرہ کا زخم بھی سینے میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔

برادری کے اکابرین سردار سید محمد خان نمبردار، سردار اللہ دتہ خان سموتی والے، خالو اللہ

Marfat.com

دتہ خان دھڑے والے، خالو حاجی سیف علی خان موہڑہ، سردار اللہ دتہ خان نمبردار منجھاڑی، سردار نذیر خان نمبردار نکہ کوٹ، قبلہ محترم چچا محمد حسین خان سرپنچ بھاٹہ دھوڑیاں، بھائی شیر محمد خان نمبردار دھوڑیاں کی اموات نے بھی علاقہ اور برادری میں خلاء پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے آمین۔

مزید برآں میرے ایک انتہائی قابل احترام جگری دوست دارالعلوم اسلامیہ قادریہ فتح پور نکیال ضلع کوٹلی کے مہتمم، اسلامی نظریاتی کونسل آزاد جموں وکشمیر کے رکن، خطیب کشمیر علامہ محمد یوسف خان قادری کی رحلت بھی بتاریخ چھبیس فروری سن دو ہزار چار عیسوی (26-2-2004) بروز جمعرات بوقت ایک بج کر پندرہ منٹ بعد دوپہر ہوئی۔ مرحوم ومغفور جید عالم دین، شعلہ بیان مقرر، زندگی بھر اسلام کی تبلیغ میں محو، خوبصورت، خوب سیرت، ہمدرد، مہمان نواز اور دلنواز بزرگ تھے جن کی وفات کا صدمہ بھائیوں کی مانند ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی قبر پر کروڑ ہا کروڑ رحمتوں کا نزول فرمائے آمین۔

قرن ہا باید کہ صاحب دل پیدا شد

دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت غم سے نہ بھر آئے کیوں؟
روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں سمجھائے کیوں؟

وہ ہم میں نہیں اُن کا تصور تو ہے زندہ
بنیاد تو موجود ہے دیوار نہیں ہے

نہیں زخمِ دل اب دکھانے کے قابل
یہ ناسور ہے بس چھپانے کے قابل

بیٹے انجینئر محمد اتفاق خان اور بیٹی مسرت شوق کی شادیاں

1965ء میں ہجرت کے بعد برادری کا اکثر حصہ حدِ متارکہ کے اُس پار رہ گیا اور قلیل سی تعداد میں اہل کنبہ ہجرت کر کے آزاد کشمیر آئے۔ ہمارے خاندان میں اپنی برادری سے باہر رشتوں کا

Marfat.com

لین دین کم رہا ہے۔ اِن حالات میں بچے بچیوں کے لئے موزوں رشتہ کا ملنا بھی دشوار مرحلہ ہے۔ بہر حال 1947ء کے مہاجر برادری میں سلسلہ جنبانی کر کے بیٹے انجینئر محمد اتفاق خان کا رشتہ محمد سرور خان ولد غلام حسن خان فیروزال سکنہ سنگھوٹ مینڈر حال مہاجر کھیالی گوجرانوالہ طے پایا جب کہ بیٹی مسرت شوق کا رشتہ طارق حسین خان ولد فرمان علی خان فیروزال سکنہ سنگھوٹ مینڈر مہاجر 1947ء حال سیکٹر F-4 میر پور آزاد کشمیر مقرر ہوا۔ ذیل شیڈول کے مطابق شادیاں ہوئیں۔

ا۔ 13 ستمبر 2006ء شام......رسم مہندی

۲۔ 14 ستمبر 2006ء......روانگی بارات محمد اتفاق خان اور واپسی

۳۔ 15 ستمبر 2006......آمد بارات......ولیمہ اور واپسی ڈولی

بارات کا پروگرام صرف رشتہ داروں تک مختصر رکھا گیا جس کی تفصیل ذیل ہے۔

ا۔ محمد فضل شوق والد دُلہا، محمد اشفاق خان برادر، سردار غلام مصطفےٰ خان چھمب بہنوئی، ماسٹر محمد نسیم خان کیانی میر پور بہنوئی، قبلہ ریٹائرڈ صوبیدار محمد اعظم خان پھوپھا، سردار خرم صغیر گوجر خان، مبشر نسیم کیانی میر پور، حوالدار محمد فارس ملک بٹالہ کالونی، حافظ عبدالغنی خطیب جامع مسجد فیضانِ مدینہ بٹالہ کالونی، سردار محمد الیاس خان، محمد اختر خان، محمد عمیر اشتیاق خان، حافظ عبداللہ خان ثانی کھیالی، محمد اشرف منہاس نکیال، افتخار احمد خان یغال نکیال، مرزا ظفر اقبال خان، محترمہ پرویز بیگم ہمشیرہ دُلہا، آئزہ اشتیاق بھتیجی دُلہا، حاجی ظہور صادق خان میر پور اور چند بچے وغیرہ

تقریب نکاح خوانی

14 ستمبر 2006ء ا۔ نکاح خوان: قاری فیض اللہ خان خطیب جامع مسجد کھیالی

۲۔ نکاح مابین ا)۔ محمد اتفاق خان ولد محمد فضل شوق نکیال

ب)۔ زیب النساء دختر محمد سرور خان مرحوم کھیالی

مہر......مبلغ ایک لاکھ چالیس ہزار روپے بصورت زیورات طلائی۔

بارات 12 بجے دن پہنچی جبکہ ڈولی 3 بجے سہ پہر روانہ ہو کر 10:30 بجے شب بفضل

Marfat.com

تعالیٰ بنالہ کالونی نکیال پہنچی۔واپسی پر میر پور سے عزیزہ نیاز بیگم اوران کا بیٹا اور بیٹی ہمراہ آئے۔

15 ستمبر 2006 آمد بارات از میر پور 1:30 بجے بعد دوپہر

ولیمہ.....کھانا وغیرہ

تقریب نکاح خوانی

ا۔ نکاح خواں: حافظ عبدالغنی صاحب خطیب مسجد بنالہ کالونی

۲۔ نکاح مابین ا)۔ طارق حسین ولد فرمان علی خان سکنہ ایف۔فور میر پور

ب)۔ مسرت شوق دختر محمد فضل شوق بنالہ کالونی نکیال

گواہان نکاح.....صوبیدار محمد اعظم خان صاحب، حافظ عبداللہ خان ثانی

خطبہ.....قاری نصر اللہ خان راشد کھیالی گوجرانوالہ

روانگی ڈولی.....6:30 بجے بعد دوپہر

بھائی محمد اتفاق خان، محمد ارفاق خان، ہمشیرہ پرویز بیگم، بھتیجیاں آئزہ اشتیاق، فائزہ اشتیاق اور بھتیجا محمد عمیر اشتیاق خان ڈولی کے ہمراہ گئے۔اس طرح شادیوں کا پروگرام احسن طریقے سے انجام پذیر ہوا۔الحمدللہ۔

زخموں پر زخم

گذشتہ صفحات میں ''کچھ گہرے زخم'' کے عنوان سے کچھ صدمات کا ذکر کیا گیا ہے لیکن بقول شاعر۔

کہاں تک سنو گے کہاں تک سنائیں
ہزاروں شکوے ہیں کیا کیا بتائیں

1965ء میں ہجرت کے بعد سے یہاں آزاد کشمیر میں بھی کچھ صدمات برداشت کرنے پڑے۔

ا۔ میری بھابھی صاحبہ مختولہ بیگم زوجہ سردار محمد نذیر خان بتاریخ 15 فروری 1966ء کو اللہ کو پیاری

Marfat.com

ہو گئیں اور دو کمسن بیٹے اور ایک بیٹی پیچھے چھوڑ گئیں اور جن کی پرورش دشوار کام تھا۔

۲۔ میری پیاری امی کے پیارے چھوٹے بھائی یعنی میرے ماموں سردار فقیر خان ولد نواب خان آف دھوڑیاں بتاریخ 20 مئی 1966ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔اس موت سے والدہ محترمہ کو سخت صدمہ ہوا اور ان کی صحت کمزور ہونا شروع ہو گئی۔ بتاریخ 25 مئی 1966ء کو میری ننھی منی دو ماہ کی بچی داغ مفارقت دے گئی۔ تینوں کو قبرستان مہاجرین بمقام چترپڑی میرپور دفن کیا گیا لیکن زخم ابھی تک زندہ ہیں۔

۳۔ ماموں منشی خان ریٹائرڈ صوبیدار ولد غلام حسن خان سکنہ چندیال سنگھوٹ مینڈر حال جبوئی 13 ستمبر 1985ء کو وفات پا گئے اور ان کا جسد خاکی ان کی وصیت کے مطابق والدہ محترمہ کے قبر کے پاس قبرستان حساب ٹنگل میرہ لا کر دفن کیا گیا۔ موصوف صاف دِل، صاف گو اور ہمدرد انسان تھے۔ یہ فیروزال برادری کا عظیم نقصان بھی سہنا پڑا۔

۴۔ میرے خالہ زاد بھائی اور بہنوئی ریٹائرڈ صوبیدار محمد اعظم خان ولد حاجی سردار سیف علی خان سکنہ کلر موہڑہ تحصیل مینڈر پونچھ حال میرپور حج شریف کی سعادت حاصل کر کے واپسی پر مرض قلب میں مبتلا ہو کر کشمیر انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میرپور میں داخل رہ کر بتاریخ 24 جنوری 2007ء بوقت 9:30 بجے صبح ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔ یہ صدمہ بڑی ہمشیرہ صاحبہ اور اہل خاندان کے لئے جانکاہ ثابت ہوا۔ موصوف ایک خوبصورت، خوب سیرت، دیندار، دیانتدار، ہمدرد، انسان دوست شخصیت تھے جن کی موت نے اہل خاندان کے علاوہ اہل میرپور کو بھی رُلایا۔ وہ ملک وقوم کا اثاثہ تھے اور اپنی اسی سالہ زندگی میں قوم و ملک کے لئے بیش بہا قربانیاں دیں۔ 1947، 1965ء اور 1971ء کی جنگیں لڑیں اور نمایاں کارکردگی کے تمغات حاصل کیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر پر کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے آمین۔

۵۔ ماموں زاد بھائی اور سمدھی سردار کرامت اللہ خان ولد سردار فرمان علی خان نمبردار ہلو موہڑہ منہاڑی تحصیل مینڈر پونچھ حال موضع دھینگاں والی چھمب ضلع بھمبر آزاد کشمیر بتاریخ کیم

Marfat.com

اپریل 2007ء وفات پا گئے۔ موصوف ملدیال برادری کی سرکردہ شخصیات میں سے تھے۔ مزید برآں مہاجرین جموں وکشمیر کے بے باک اور مخلص رہنما تھے ان کی موت سے ایک عظیم خلا پیدا ہوا۔ بالخصوص غریب لوگوں کی آبادکاری اور مدد کے سلسلے میں ان کا بڑا کردار تھا۔ وہ مہاجرین کے ہردلعزیز رہنما تھے۔ ان کی موت بھی اہل خاندان اور علاقہ کے لئے ایک گہرا زخم تھا۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے آمین۔

آزاد کشمیر سے مقبوضہ کشمیر تک

(دورہ بہار 2008ء کے حالات)

صادق تھی دیدنی رہ غربت کی چال بھی
ہر ہر قدم پہ جی میرا سوئے وطن ہوا

جیسا کہ گھر سے گھر تک کے عنوان سے لکھا جا چکا ہے کہ 1947ء میں برصغیر ہند کی تقسیم کے بعد ریاست جموں وکشمیر بھی دو حصوں میں بٹ گئی۔ ایک بڑا حصہ بھارت کے قبضے میں چلا گیا جبکہ دوسرے حصہ پر کشمیریوں نے آزاد جموں وکشمیر حکومت قائم کرلی۔ اس دوران ریاست جموں وکشمیر کے لاکھوں مسلمان شہید ہوئے اور لاکھوں کو ریاست کے تقریباً تمام حصوں سے ہجرت کرنا پڑی۔ 1965ء اور 1971ء کی پاک بھارت جنگوں کے نتیجے میں بھی ہزاروں لوگ مہاجر ہو کر پاکستان اور آزاد کشمیر میں داخل ہوئے۔ نتیجہ وہی تھا کہ ہزاروں خاندان تباہی و بربادی کی بھینٹ چڑھ گئے۔ ماں مقبوضہ کشمیر میں تھی تو بیٹی آزاد کشمیر میں۔ باپ آزاد کشمیر میں تھا تو بیٹا مقبوضہ کشمیر میں، بہن لائن آف کنٹرول کے اُس پار تھی تو بھائی اِس پار۔ یہ لوگ نصف صدی سے زیادہ عرصہ سے ایک دوسرے کو ملنے، خوشی غمی میں شریک ہونے اور دیگر تقریبات میں شمولیت سے محروم ہونے کے ساتھ ساتھ دائمی جدائی کے صدمات سے دوچار تھے۔ ہزار خواہشوں کے باوجود یہ منحوس لکیر قائم ہے۔ بڑے تلخ تجربات کے بعد حکومت پاکستان اور بھارت نے آپس میں اعتماد سازی کا فیصلہ کیا ہے جس سے برصغیر کے عوام کی خوشحالی کی ایک توقع کی جا سکتی ہے۔ اعتماد سازی

Marfat.com

کا سلسلہ پاکستان کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف اور بھارت کے وزیر اعظم شری واجپائی کے دورِ حکومت میں شروع ہوا جو تاحال جاری ہے ۔ پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف اور ہندوستان کے وزیر اعظم شری من موہن سنگھ کی کوششوں سے لائن آف کنٹرول کے آر پار کے کشمیریوں کو ملاقات کا ریلیف دینے کا فیصلہ ہوا اور چکوٹھی مظفر آباد سے سرینگر، راولا کوٹ، تیتری نوٹ، چکاں داباغ سے پونچھ اور تتہ پانی مینڈر کراسنگ پوائنٹس سے آنا جانا شروع ہوا جس سے ایک عرصہ سے جدا شدہ خاندانوں کے افراد کو باہم ملنے کا موقع نصیب ہو رہا ہے۔ اگرچہ اب بھی کافی مشکلات موجود ہیں لیکن خدا خدا کر کے یہ سلسلہ شروع ہوا ہے۔ اس کے جاری رہنے کی اُمید کی جا سکتی ہے اگر اس اعتماد سازی کے عمل سے پاکستان، بھارت اور کشمیری فائدہ اُٹھا کر ریاست جموں و کشمیر کا مستقبل اور دیرپا حل نکالیں۔ تو یہ اس علاقہ کے عوام اور دونوں حکومتوں کا قابل فخر کارنامہ ہوگا۔ کشمیری لوگ بھی پُر امن زندگی بسر کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔

آمدم برسرِ مطلب: پاکستان اور بھارت کی حکومتوں کے فیصلہ کی روشنی میں دیگر لوگوں کی طرح راقم الحروف نے بھی اپنے اور اپنی اہلیہ محترمہ کے کاغذات بتاریخ 19 نومبر 2007ء متعلقہ دفتر اسسٹنٹ کمشنر کوٹلی جمع کرائے تاکہ کراسنگ پوائنٹ تتہ پانی بلوئی مینڈر کے راستے اس پار جا کر اپنے عزیز و اقارب سے مل سکیں۔ منظوری آتے آتے سوا دو برس کا عرصہ گذر گیا جو ہمارے لئے سوا دو صدی سے کم نہ تھا۔ عزیز و اقارب سے ملاقات اور طرح طرح جذبات انگڑائیاں لے رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر کہ یہ جمود فروری 2008ء میں ٹوٹا اور سفر پر جانے کی اطلاع موصول ہوئی۔

یادوں پہ موقوف غمِ دل کا سلسلہ
اے عمر! کیا وہ لمحے دہرانے بھی چھوڑ دیں

آتشِ ہجر الاماں جلتے رہے جسم و جان
ہوتا رہا گھر تباہ ہم بھی رہے دیکھتے

Marfat.com

آخر خدا خدا کر کے وہ دن بھی آیا کہ اسسٹنٹ کمشنر صاحب کوٹلی نے 25 فروری 2008ء کو براستہ تیتری نوٹ چکاں داباغ کراسنگ پوائنٹ سے جانے کی حتمی تاریخ کی اطلاع دی۔ پھر کیا تھا دل تڑپ اُٹھا۔ آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے۔ یہاں کے عزیز و اقارب کو مل کر خرید تحائف وغیرہ تیاری شروع کر لی۔ بے پایاں مسرت ہو رہی تھی۔

قدم اُٹھتے ہیں جن کے والہانہ
وہی دراصل میر کارواں ہوتے ہیں

اور بقول میر درد مرحوم

ان دنوں کچھ عجب ہے میرا حال
دیکھتا کچھ ہوں دھیان میں کچھ ہے

25 فروری 2008 کے یادگار دن 7 بجے صبح تکیال سے چلے۔ تیتری نوٹ سے پونچھ شہر مقبوضہ کشمیر لگ بھگ دس میل ہے۔ اپنے عملہ کی چیکنگ کے بعد ایک بجے انڈین گیٹ کھلا۔ پونچھ انتظامیہ کے افسروں نے خوش آمدید کہا اور بس پر سوار ہو کر کسٹم ہال پہنچے جو تقریباً 3 کلومیٹر آگے ہے۔ یہاں پر سردار مطلوب خان ڈپٹی ڈیوٹی مجسٹریٹ اور دیگر عملہ نے بہتر طریقہ سے چیکنگ کروا کر رخصت کیا۔ یہاں سے کچھ فاصلہ پر ایک ملٹری پوسٹ آتی ہے جہاں پر آرمی آفیسرز خود پڑتال، گنتی وغیرہ کرتے ہیں۔ اس سے آگے کراسنگ پوائنٹ کی جانب ڈیوٹی پاس کے بغیر کوئی بھی نہیں جا سکتا۔ یہاں پر چیکنگ کے بعد اجازت ملی تو دوسری جانب سردار یار محمد خان ایڈووکیٹ ہائی کورٹ اور سردار محمد عثمان خان دونوں بھانجے گاڑی سمیت کھڑے تھے۔ ملاقات کے بعد روانہ ہوئے۔ راستے میں دیگر عزیزاں تسلیم جاوید خان، سلطان محمد محمود خان، شمشیر احمد خان، محمد لطیف خان، اورنگزیب خان، ماسٹر نذیر احمد خان آف سنگھوٹ، ماسٹر عبدالرحمٰن خان و دیگر گاڑی لے کر آ رہے تھے جنہیں راستے سے ہمراہ ہونا پڑا۔ گورنمنٹ کالج پونچھ کے گراؤنڈ میں قافلہ پہنچا۔ سب اُترے اور گلے لگا کر ملے، آنسوؤں کی جھڑیاں، آہوں اور سسکیوں کا سماں تھا۔

Marfat.com

یہاں سے قافلہ براستہ سرن کوٹ روانہ ہو کر بھاٹہ دھوڑیاں کے لئے روانہ ہوا۔ 8 بجے شب سڑک کے نزدیک نذیر حسین خان ولد محمد ایوب خان کے ہاں پہنچے جہاں کھانے کا بندوبست کیا ہوا تھا۔ کھانا کھانے اور قدرے آرام کرنے کے بعد آبائی گھر کی طرف روانگی ہوئی جو فرلانگ بھر سڑک کے نیچے کی طرف ہے۔ یہاں عزیز و اقارب، بہنیں، بھتیجے، بھتیجیاں، بھانجے، دیگر رشتہ دار اور اہل محلہ انتظار کر رہے تھے۔ عرصہ سے بچھڑے رشتہ داروں سے ملاقات کا حال ناقابل بیان ہے۔ بہنیں اور دیگر عزیز و اقارب فرط مسرت سے بلائیں لے رہے تھے۔ آنسوؤں کی قطاریں، گلے لگا کر ملنا، پیشانی اور ہاتھوں کو چومنا، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا، یہ منظر قابل دید تھا۔ بالخصوص والد صاحب، والدہ صاحبہ اور پیارے بھائی محمد زمان خان کی وفات کے بعد یہ پہلی ملاقات تھی جس نے منظر زیادہ حساس بنا دیا تھا۔ مرد و زن، بوڑھے، بچے سب ہی باری باری ملاقات کر رہے تھے۔ میری اہلیہ محترمہ بھی ساتھ گئی تھیں۔ خواتین کی آہ و بکا کا منظر بیان کرنا میرے بس کی بات نہیں۔ اطمینان ہونے پر دونوں جانب کی خیریت وغیرہ کی باتیں ہوئیں۔ آج رات خوشی کے مارے نیند نہ آئی۔ باتیں ہوتی رہیں۔ 1988ء میں ویزہ پر آ کر ملاقات ہوئی تھی۔ بیس برس بعد پھر ملاقات ہوئی۔ اللہ تیرا شکر ہے۔

آیا ہی تھا خیال کہ آنکھیں چھلک پڑیں
آنسو کسی کی یاد کے کتنے قریب ہیں

دل سے اٹھتی ہے صدائے خوش کبھی فریاد بھی
گو رہے آباد ہم لیکن رہے برباد بھی

وہ گئی گذری پرانی یادیں پھر تازہ ہوئیں
رو رہا ہے ساتھ آنکھوں کے دلِ ناشاد بھی

Marfat.com

26 فروری ...... بہنیں فیروز بانو، عطر بانو، جمشید بانو، بھانجے، بھانجیاں، بھتیجے، بھتیجیاں اور گاؤں کے دیگر مردوزن ملاقات کے لئے آئے۔

27 فروری ...... پروفیسر ظہیر کیفی، سینئر پراسیکیوٹنگ آفیسر منظر خیام پسران سردار عبدالمجید خان ریٹائرڈ صدر معلم، ہمشیرہ زاد سلطان محمد خان، ماسٹر عبدالشکور خان بن فیض خان، ماسٹر بشیر احمد خان صدر ٹیچرز ایسوسی ایشن زون بالاکوٹ، ماسٹر ذاکر حسین خان، تایا زاد بھائی نمبردار محمد اقبال خان، محمد شیر خان، فیض خان وغیرہ ملنے آئے۔ آج فیروزال برادری کی ایک سرکردہ شخصیت سردار محمد اقبال خان ولد سردار دوست محمد خان سکنہ کلر موہڑہ وفات پا گئے ہیں وہاں جا کر 4 بجے سہ پہر نماز جنازہ میں شرکت کی۔ علاقہ ناڑ فیروزالاں موضعات ہرنی، گلھوتہ، نکہ منجھاڑی، کلر موہڑہ، ناڑ خاص، بھانہ دھوڑیاں، سنگھوٹ وغیرہ سے جنازہ پر آئے ہوئے لوگوں سے ملاقات ہوئی۔ خالہ زاد بھائی ہم زُلف سردار منیر حسین خان کے ہاں گیا۔ بھائی محمد صادق خان، بہنوں اور عزیزہ ممتاز بیگم کو ریٹائرڈ صوبیدار حاجی محمد اعظم خان مرحوم کی وفات، بیماری وغیرہ کے حالات بتا کر واپس گھر آیا۔

28 فروری ...... ملاقاتیوں کی بھرمار کی وجہ سے گھر پر رہا۔

29 فروری ...... صبح سویرے خاندانی قبرستان ہٹاں جا کر والد صاحب، والدہ صاحبہ، بھائی محمد زمان خان و دیگر بزرگوں کی قبور پر فاتحہ خوانی کی۔ بہن صندل بانو جو کہ کمزور اور نابینا ہو چکی ہیں ان کے گھر جا کر ملاقات کی۔ سو سالہ پھوپھی زاد بھائی اللہ دتہ خان اور بہنوئی جمعہ خان سے ملاقات کی۔ واپس گھر آ کر ملاقاتیوں سے ملا۔ شام کو برادر نسبتی غلام سرور خان دھوڑیاں کے ہاں گئے۔ یکم مارچ 2008ء گھر پر رہا۔ ماسٹر حاجی حبیب اللہ خان، محمد اقبال خان، سیدا خان وغیرہ سنگھوٹ سے ملنے آئے۔ ماسٹر لعل حسین چوہدری، فیض حسین چوہدری، نیک محمد چوہدری آئے۔ ماموں صاحب فضل داد خان مرحوم، بھائی محمد اکبر خان مرحوم کی قبور پر جا کر فاتحہ خوانی کی۔ بھائی سخی خان مرحوم، منیر حسین خان مرحوم و دیگر مرحومین دھوڑیاں کے گھروں سے فاتحہ خوانی

Marfat.com

کر کے ماموں زاد بھائی خادم حسین خان کے گھر آ کر ممانی صاحب مرحومہ کے لئے فاتحہ خوانی کی اور ملاقاتیوں کو ملنے کے لئے واپس منجاکھنا آ ئے۔

2 مارچ...... ماسٹر محمد اعظم خان، فضل خان پسران ماموں لعل خان دھوڑیاں کے گھر سے فاتحہ خوانی کے بعد ماموں زاد بھائی طفیل حسین خان مرحوم کے لئے فاتحہ خوانی کر کے واپس گھر آ ئے۔ سردار محمد اخلاق خان ایم ایل سی، بابو عنایت اللہ خان سنگری، اللہ دتہ خان بھاٹہ، لطیف خان ڈومال، لعل خان ولد سید محمد خان آف سنگھوٹ و دیگر مرد و زن ملاقات کے لئے آ ئے۔

3 مارچ...... موہڑہ عزیزہ ممتاز بیگم و دیگر خواتین و حضرات آ ئے۔ دیگر لوگ بھی آ ئے۔ دوپہر کا کھانا عزیز تسلیم جاوید خان کے ہاں کھایا۔ رات کو سب سے بڑی ہمشیرہ فیروز بانو کے ہاں گئے۔

4 مارچ...... تایا زاد بھائی محمد اقبال خان، محمد شیر خان، فیض خان کے ہاں سے ہوتے ہوئے مستری غلام حسن، مستری مولوی محمد دین اور مستری میر محمد مرحومین کے گھر فاتحہ خوانی کر کے واپس گھر آ ئے۔ ملاقاتیوں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ آج ماسٹر وزیر حسین خان ولد محمد اکبر خان معہ عیال راجوری سے آ ئے۔

5 مارچ...... عزیز تسلیم جاوید خان، چنگیز خان، سلطان محمد خان کے ہمراہ پھروٹ سرن کوٹ جا کر حوالدار محمد خان ولد اللہ دتہ خان فیروزال کے ہاں فاتحہ خوانی کر کے پیر مولوی حبیب اللہ شاہ پھروٹویؒ، مولوی ہدایت اللہ شاہؒ پیر جماعت علی شاہؒ، پیر مقبول حسین شاہ المعروف متو پیر کے مزار پر حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کی۔ واپسی پر محلہ جرالاں سرن کوٹ جا کر ماسٹر مرزا فیض اللہ خان، ماسٹر عبدالرشید خان، مرزا ارشد خان، مرزا قیوم خان سے ملاقات کرتے ہوئے قبلہ مرزا عطاء اللہ خان مرحوم اور مرزا فیروز الدین خان مرحوم کے گھر جا کر فاتحہ خوانی کی۔ شام کو واپس گھر آ ئے۔

6 مارچ...... ہمشیرہ زادہ محمد رفیق خان اسسٹنٹ سب انسپکٹر پولیس اور بڑی بھتیجی نصرت بیگم معہ عیال جموں سے آ ئے ہوئے ہیں۔ دیگر ملاقاتی بھی آ ئے۔ بعد دوپہر مولوی محمد

Marfat.com

ایوب خان ولد شیر محمد خان نمبردار کے چالیسویں میں شرکت کی۔ سردار محمد اخلاق خان ایم ایل سی اور دیگر اہل دیہہ حضرات سے ملاقات ہوئی۔

7 مارچ......آج موضع سنگھوٹ میں ملاقات/ فاتحہ خوانی وغیرہ کی۔ محمد شفیع خان مرحوم مرگ والے، خالہ زاد بھائی، سید محمد خان، حاجی سمندر خان، ماسٹر حاجی حبیب اللہ خان کے گھر سے ہوتے ہوئے جامع مسجد سنگھوٹ میں نماز جمعہ ادا کی۔ جمعہ سے پہلے "قولوا للناس حسنا۔" کے عنوان سے مختصر خطاب کیا۔ بھائی سید محمد خان کے ہاں کھانا کھا کر ماسٹر نذیر حسین خان کی والدہ محترمہ اور مولوی محمد سرور خان کے مرحوم کے بیٹے کے لئے فاتحہ خوانی کر کے شام کو گھر آئے۔

8 مارچ......عزیزم چنگیز خان کے ہمراہ بھاٹہ ڈومال محلہ سے ہو کر بچپن کے دوست اور ہم جماعت ماسٹر گلاب خان کے ہاں دوپہر کا کھانا کھایا۔ الوداع کے وقت گلاب خان صاحب نے فرمایا "شوق صاحب! خدا کرے ملاقات دوبارہ ہو۔" یہ فقرہ سارا دن ذہن میں گھومتا رہا۔ اللہ دتہ خان، حاجی شفیع صاحب، سائیں خواجہ، مشتاق خان مرحوم کے گھر ہوتے ہوئے محمد اخلاق خان ایم ایل سی کے ہاں چائے نوشی کر کے تایا زاد ہمشیرہ گلاب بانو سے ملاقات کر کے شام کو گھر آئے۔

9 مارچ......آج ہمشیرہ فیروز بانو، عزیزہ نصرت بانو، چنگیز خان، تسلیم جاوید خان اور اہلیہ محترمہ کی معیت میں براستہ جراں والی گلی موضع ہکو موہڑہ منگھاڑی ماموں دوست محمد خان مرحوم کی وفات پر تعزیت کی۔ ہیڈ ماسٹر غلام احمد خان، ماسٹر نور احمد خان، نذیر احمد خان، پرویز احمد خان، حاجی بشیر خان، صغیر احمد خان وغیرہ کی معیت میں محلہ ملدیال میں گھوم کر کے فاتحہ خوانی کی۔ رات کو پرویز احمد خان کے ہاں قیام کیا۔

10 مارچ......ہمشیرہ زادہ چنگیز خان کے ہمراہ مینڈر سے براستہ کرشنا گھاٹی پونچھ جا کر ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر مطلوب خان سے معیاد قیام میں پندرہ روز کی توسیع کے لئے درخواست مارک کروا کر ایس پی صاحب سے تھانہ گورسائی ہرنی کو رپورٹ کے لئے لائی۔ رات کو ہیڈ ماسٹر غلام

Marfat.com

احمد خان ملدیال کے ہاں قیام کیا۔آج مرزا محمد اقبال خان سابق ایم ایل اے/ایم ایل سی سکنہ ڈھنڈکوٹ تحصیل درہال ضلع راجوری کے وفات پا جانے کی خبر بذریعہ فون موصول ہوئی۔موصوف ہمشیرہ زادے سردار یار محمد خان ایڈووکیٹ کے سسر تھے۔اناللہ وان الیہ راجعون۔

11 مارچ......آج صبح سویرے ہمشیرہ فیروز بانو، عزیزہ نصرت بانو اور چنگیز خان کے ہمراہ براستہ مینڈر بھمبر گلی روانہ ہو کر مرزا محمد اقبال خان مرحوم کی نماز جنازہ میں شرکت کیلئے گئے۔دھوڑیاں سے دیگر پندرہ بیس مرد وزن بھی آئے۔جنازہ کا بہت بڑا اجتماع تھا۔علمائے کرام بالخصوص میاں بشیر احمد صاحب لاروی مدظلہ العالی نے تقریر کر کے مرزا صاحب مرحوم کی خوبیاں بیان کیں۔2:30 بجے سہ پہر میاں بشیر احمد صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ لار شریف کشمیر نے نماز جنازہ پڑھائی۔میاں بشیر احمد صاحب، مرزا عبدالرشید صاحب سابق اسپیکر کشمیر اسمبلی، چوہدری محمد اسلم لسانوی سابق وزیر تعلیم، سردار محمد آمین خان ایس ایس پی برادر پروفیسر محمد اقبال خان مرحوم، چوہدری لیاقت علی، پروفیسر عبدالقیوم خان، ایس پی جہانگیر خان، مرزا شہباز علی خان ڈی ایس پی، مرزا محمد آمین خان ڈی ایس پی اور دیگر بے شمار لوگوں سے ملاقات ہوئی۔اہل خانہ کے اصرار پر رات کو قیام کیا۔مرزا صاحب مرحوم کی بیوہ، بیٹیوں اور پسران مرزا جاوید اقبال خان ریٹائرڈ رینج آفیسر جنگلات، ماسٹر مرزا محمد اسلم خان، مرزا محمد اکرم خان کلاتھ مرچنٹ راجوری، مرزا محمد ارشد خان میڈیکل اسسٹنٹ اور مرزا محمد نصیب خان سپروائزر ، بابا غلام شاہؒ اسلامی یونیورسٹی شاہدرہ شریف و دیگر لواحقین سے تعزیت کی۔مرحوم ومغفور کا مختصر سوانحی خاکہ ذیل ہے۔

مرزا محمد اقبال خان ولد مرزا دوست محمد خان سکنہ اوجھان (ڈھنڈکوٹ جرالاں) حال موضع نڈیاں تحصیل درہال ضلع راجوری ریاست جموں وکشمیر مشہور ومعروف جرال خاندان کے چشم و چراغ تھے۔اِس خاندان نے ریاست راجوری پر راجہ نورالدین خان جرال سے لے کر راجہ اگر خان جرال اور بعد ازاں راجہ فقیر اللہ خان جرال تک از 1194ء تا 1846ء کوئی

Marfat.com

ساڑھے چھ سو سال سے زائد حکومت کی جبکہ مہاراجہ گلاب سنگھ نے انگریزوں کی مدد سے آخری راجہ فقیر اللہ خان کو اکتوبر 1846ء میں ریاست راجوری سے ملک بدر کیا۔اس کے بعد بھی جرال قوم جاگیردار، ذیلدار، نمبردار، سرکاری ملازمتوں اور معاشرتی طور پر تاحال باوقار چلی آ رہی ہے۔مرزا محمد اقبال خان مرحوم نے 1947ء سے قبل اسلامیہ ہائی سکول جموں کے ریگولر طالب علم کی حیثیت سے میٹرک کا امتحان لاہور یونیورسٹی سے پاس کیا۔آپ راجوری میں گزیٹڈ پوسٹ بلاک ڈویلپمنٹ آفیسر کے عہدہ پر تعینات رہے۔حلقہ درہال راجوری سے دو دفعہ سال 1957ء تا 1962ء اور 1962ء تا 1967ء متواتر ریاستی اسمبلی میں ایم ایل اے رہے اور 1967ء تا 1973ء چھ سال کے لئے ممبر آف لیجسلیٹو کونسل (ایم ایل سی) رہے۔ آپ انتہائی دیانتدار، دیندار، مہمان نواز، خوددار اور بے لوث بزرگ تھے۔آپ نے علاقہ کے لوگوں کے کام انتہائی ہمدردی سے کروائے۔اپنے حلقہ کی تعمیر و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔آپ علاقہ کی تمام برادریوں کے ہر دلعزیز راہنما کے طور پر پہچانے جاتے تھے۔آپ کا دستر خوان امیروں اور غریبوں کے لئے یکساں کھلا رہتا تھا۔آخری ایام میں آپ کو دل کا دورہ پڑا۔راجوری اور پھر جموں لے جایا گیا جہاں آپ نے بتاریخ 10 مارچ 2008ء وفات پائی۔آپ کے جنازے میں وزرائے کرام، سرکاری آفیسران، وکلا، ججز، سیاسی و مذہبی زعماء اور علاقہ بھر سے ہر شعبہ زندگی کے لوگوں نے شرکت کی۔آستانہ عالیہ لارشریف کشمیر کے سجادہ نشین میاں بشیر احمد مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی۔عصر کے وقت آپ کا جسدِ خاکی آہوں اور سسکیوں میں لحد میں اُتارا گیا۔اِس طرح علاقہ کی اِس تاریخی شخصیت سے علاقہ کے عوام محروم ہو گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

لحد پہ تیری رحمتوں کا نزول ہو
حامی تیرا خدا اور اُس کا رسول ﷺ ہو

اللہ تعالیٰ آپ کے صاحبزادوں، صاحبزادیوں اور دیگر پسماندگان و لواحقین کو صبرِ جمیل

Marfat.com

عطا فرمائے آمین۔

نوٹ: راقم الحروف سال 1964ء میں تحصیل راجوری میں بحیثیت انسٹرکٹر ٹیچرز ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پونچھ اپنے شاگرداں پیوپل ٹیچرز کے عملی اسباق کی پڑتال کرنے کے لئے دورہ پر آیا تھا۔ مرزا محمد اقبال خان صاحب سے ملاقات ہوکر اُن کے ہاں کھانا بھی کھایا۔ آپ بڑے بااخلاق، مہمان نواز اور وضع دار بزرگ تھے۔ آخر لا مران کے جنازے اُن کے جنازہ میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی زہے قسمت!

12 مارچ......تعزیت کے لئے آنے والے سردار شبیر حسین خان ڈومال وائس چیئرمین پہاڑی ایڈوائزری بورڈ جموں وکشمیر، مرزا شبیر حسین خان جرال ایڈووکیٹ ولد مرزا محمد حسین خان رئیس اعظم راجوری، ملک غلام نبی ریٹائرڈ تحصیلدار درہال، حاجی محمد عارف خان گھروال آف ایتی راجوری ودیگر حضرات سے ملاقات کے بعد ہمراہ عزیزم یار محمد خان ریٹائرڈ تحصیلدار واپسی سفر شروع کیا۔ فتح پور درہال برلب سڑک حضرت سائیں گنجیؒ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دے کر فاتحہ خوانی کی۔ سجادہ نشین سائیں رشید مدظلہ العالی کے حکم پر لنگر شریف میں شرکت کی جو مکئی کی روٹی، مکھن، لسی اور چٹنی پر مشتمل تھا۔ وائس چیئرمین صاحب پہاڑی ایڈوائزری بورڈ و دیگر حضرات نے بھی شرکت کی۔ عزیزم یار محمد خان کی گاڑی پر بعد دوپہر موضع ہرنی پہنچ کر حاجی منشی خان مرحوم ریٹائرڈ انسپکٹر کی روح کو ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی۔ ماسٹر محمد صادق خان اور چیئرمین نصیر خان کے گھر سے ہوتے ہوئے ہوداں نکہ آئے۔ سردار منشی خان کی اہلیہ مرحومہ کی فاتحہ خوانی کرتے ہوئے رات کو پروفیسر محمد ممتاز خان ایم ایس سی ریاضی بی ایڈ کے ہاں قیام کیا۔ سردار محمود احمد خان سول انجینئر بن سردار محمد اکبر خان وغیرہ سے ملاقات ہوئی۔

13 مارچ......نکہ کے مختلف مرحومین حاجی محمد حسین خان، خالہ زاد بھائی نمبردار نذیر

Marfat.com

خان وغیرہ کی فاتحہ خوانی کر کے دوپہر کا کھانا بابو عنایت اللہ خاسنری کے ہاں کھایا۔ وہاں سے روانہ ہو کر ناڑ خاص چچا اسمٰعیل خان، خالو اللہ دتہ خان مرحوم دھڑے والے کے بچوں سے ملاقات کر کے رات کو چچا نذیر حسین خان کوٹاں والے کے ہاں شب باشی کی۔ چچا صاحب منیر حسین خان جو میرے شادی کے دوست بھی ہیں۔ ان کے مرحوم بیٹے کی فاتحہ خوانی کی۔

14 مارچ...... ہیڈ ماسٹر محمد ایاز خان، انجینئر غلام مرتضیٰ خان، ٹھیکیدار آفتاب احمد خان، ہیڈ ماسٹر محمد اکرم خان ار چچا شیر محمد خان کے گھر جا کر فاتحہ خوانی کی۔ گورنمنٹ ہائی سکول ناڑ فیروزالاں پہنچ کر سٹاف سے ملاقات کے علاوہ اول تا ہائیر سیکنڈری نصاب کی کتابوں کا ملاحظہ کیا۔ بھتیجے بابو تقی محمد خان کے ہاں دوپہر کا کھانا کھا کر خالہ زاد بہن لال جاں، پھوپھیاں عبدل بانو، سبزہ بانو کے گھر سے ہو کر سردار منیر حسین خان ریٹائرڈ رینج آفیسر جنگلات کے ہاں پہنچا۔ رات کو قیام کیا۔

15 مارچ...... عزیز تسلیم جاوید خان اور محمد سریر خان کے ہمراہ منہاڑی حضرت مستان شاہؒ کے دربار پر حاضری دے کر سردار زبردست خان نور اللہ مرقدہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کی۔ سردار خورشید احمد خان ایم اے، ایل ایل بی ریٹائرڈ ڈائریکٹر انڈسٹریز جموں وکشمیر سے ملاقات کے بعد مہندی خان چوکیدار موہڑہ کے گھر کے پاس جدِ امجد سردار سلطان محمد خان مرحوم کی قبر پر فاتحہ خوانی کی۔ سردار محمد اقبال خان مرحوم کے گھر حاجی عبدالقیوم خان و دیگر برادران سے تعزیت کر کے فیروزال لیڈر محمد نواز کے والد محترم سردار سرور خان کی روح کو ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی۔ حاجی محمد افسر خان، سردار محمد شیر خان، عزیزہ پرویز اور بہن رحمت کے ہاں سے ہوتے ہوئے رینجر صاحب کے گھر آئے۔

16 مارچ...... خالہ زاد بھائی محمد صادق خان کے ہاں دوپہر کا کھانا کھایا۔ رینج آفیسر صاحب کا بیٹا آصف منیر خان جموں سے ملنے آیا۔ اس کے اصرار پر رات کو قیام کیا۔

17 مارچ...... ریٹائرڈ صدر معلم عبدالمجید خان فیروزال اور ریٹائرڈ نائب تحصیلدار منشی محمد عزیز خان کے گھر سے ہوتے ہوئے بعد دوپہر گھر پہنچے۔

Marfat.com

18 مارچ..... عزیزہ نصرت بانو، راشدہ کوثر اور اہلیہ محترمہ کے ہمراہ 8:30 بجے صبح بھاٹہ دھوڑیاں سے روانہ ہو کر 4:30 بجے سہ پہر جموں پہنچے۔ محلہ بند تالاب جموں میں عزیزہ نصرت کا ذاتی مکان ہے قیام کیا۔ عزیز محمد رفیق خان بھی گھر پر موجود رہا۔

19 مارچ.....عزیزم یار محمد خان ریٹائرڈ تحصیل دار حال ایڈووکیٹ جموں ہائی کورٹ کی رہائش گاہ گاندھی نگر بھی گئے۔ والد صاحب مرحوم، والدہ صاحبہ مرحومہ اور بھائی محمد زمان خان مرحوم کی قبور کے لئے کتبہ جات ماربل گرینائٹ بہ امداد تندیر افضل خان ایگزیکٹو انجینئر خرید کر شوکت نامی کتبہ نویس کو دیئے۔ انجینئر مذکور نے مغل دربار ہوٹل پر کھانا کھلایا۔ بعد دوپہر جموں وکشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز جا کر سیکرٹری اکیڈمی ڈاکٹر محمد رفیق مسعودی و دیگر آفیسران سے ملاقات کر کے پہاڑی کلچر پر گفتگو کی۔ ماہنامہ شیرازہ سری نگر کشمیر کے اسسٹنٹ ایڈیٹر فاروق انور مرزا نے پہاڑی کلچرل اکیڈمی جموں وکشمیر کے اغراض و مقاصد اور ادبی پیش رفت پر بریفنگ دیتے ہوئے اکیڈمی کی مطبوعات کا ایک سیٹ دیا جس میں اُن کا اپنا شعری مجموعہ ''چانن'' بھی شامل تھا۔ انہوں نے اگلے روز اکیڈمی کے سہگل ہال میں عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں اُردو، پہاڑی، ڈوگری، گوجری اور کشمیری زبانوں میں نعتیہ مشاعرہ میں شرکت کی دعوت دی۔ میڈیکل کالج جموں جا کر بھائی غلام سرور خان ہٹاں والا کی عیادت کی۔

20 مارچ.....آج قبل دوپہر چچازاد بھائی سردار جہانگیر خان ایس پی کی رہائش گاہ پر جا کر اہل خانہ سے ملاقات کی۔ دوپہر کا کھانا کھایا۔ دو بجے بعد دوپہر

"Multilingual Naitaya Mashahria, March 20th 2008, K.h Saigal Hall famous organised by Jammu and Kashmir Academy of Art, Culture and Languages."

نعتیہ مشاعرہ میں شرکت کی جس کی صدارت سری نگر یونیورسٹی کے ریٹائرڈ وائس چانسلر مشہور اُردو ادیب و شاعر پروفیسر حامدی صاحب نے کی جبکہ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض پروفیسر ڈاکٹر

Marfat.com

ظہور احمد ہیڈ آف دی اُردو ڈیپارٹمنٹ جموں یونیورسٹی نے انجام دیئے۔ شعراء کرام بشیر بھدرواہی، موہن سنگھ مستانہ، فاروق انوار مرزا وغیرہ نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ راقم الحروف نے ذیل خودساختہ نعت شریف پیش کی جسے شعراء کرام نے پسند فرما کر داد دی۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

منبع جود و کرم تسکین حیات آپ ﷺ ہیں
بگڑی جس سے بن جائے وہ ذات آپ ﷺ ہیں
آپ ہی کے دم سے ہے رونق ہستی کو فروغ
زندگی آپ ﷺ ہیں زندگی کا شباب آپ ﷺ ہیں
کچھ نہ ہوتا آپ ﷺ نہ ہوتے اگر
یا رسول اللہ ! وجہ تخلیق کائنات آپ ﷺ ہیں
لولاک آپ ﷺ ہیں صاحب لولاک آپ ﷺ ہیں
ایمان کیا ہے؟ بس عشق مصطفےٰ ﷺ
میری جان میری روح میری حیات آپ ﷺ ہیں
میرے ماں باپ اہل و عیال آپ ﷺ پر قربان ہوں
میرا دن آپ ﷺ ہیں میری رات آپ ﷺ ہیں
آلِ پاک کے صدقے میں دستگیری کیجئے
یا شافع محشر محبوب رب کائنات آپ ﷺ ہیں
میلاد پاک میں حاضری قبول ہو
ہم گناہگار رحمت کا باب آپ ﷺ کے پاس
شوق بے نوا کو بھی شوق دیدار ہے
نظرِ کرم کیجئے کہ کافی الہ مہمات آپ ﷺ ہیں

Marfat.com

شام کو محلہ سندھڑ جموں جا کر انجینئر تنذیر افضل خان کے ہاں کھانا کھا کر واپس گاندھی نگر آئے۔

21 مارچ......عزیزم یار محمد خان ایڈووکیٹ کے ہمراہ بخشی نگر جا کر میر پور آزاد کشمیر کے مہاجر لیڈر کرشن دیو سیٹھی سے ملاقات کر کے اُن کے دوست راجہ محمد اکبر خان میر پور کے بیٹے راجہ خالد اکبر کیانی کی سلام پہنچائی۔ انہوں نے اپنی تین کتب ''یادِ رفتہ'' اور دو انگریزی زبان میں راجہ صاحب کو پہنچانے کے لئے دیں۔ بعد ازاں روز نامہ تسکین جموں کے ایڈیٹر سہیل کاظمی بن مقبول حسین کاظمی بن ماسٹر محمد صادق صاحب محلہ جعفریہ پونچھ حال جموں سے ملاقات کی۔ ماسٹر صاحب میرے ساتھ ٹیچرز ٹریننگ سکول پونچھ سٹاف ممبر رہے ہیں۔ 5 بجے شام سردار شبیر حسین خان منجا کوٹی وائس چیئر مین پہاڑی ایڈوائزری بورڈ جموں و کشمیر کی وساطت سے عزیزم یار محمد خان کے ہمراہ وزیر اعلیٰ جموں و کشمیر غلام نبی آزاد صاحب کی جانب سے اُن کی رہائش گاہ واقع بخشی نگر جموں پر بلائی گئی عید میلاد ملن پارٹی میں شرکت کی۔ وزیر اعلیٰ غلام نبی آزاد صاحب، گورنر ریاست جموں و کشمیر (ر) جنرل ایس کے سہنا، پنڈت منگت رام شرما وزیر صحت، ٹھاکر گل چین سنگھ چاڑک منسٹر فار ہائیر ایجوکیشن، ممبران انڈین پارلیمنٹ مدن لال شرما اور چوہدری لعل سنگھ صاحب، فاروق منہاس سیکرٹری، منظور احمد بٹ ممبر پبلک سروس کمیشن، چوہدری مسعود احمد وائس چانسلر بابا غلام شاہؒ اسلامی یونیورسٹی شاہدرہ شریف، محمد امین نجم ڈی آئی جی پولیس، عبدالقیوم منہاس ڈی آئی جی پولیس، خواجہ نثار احمد ایس ایس پی، خواجہ ایوب شبنم مشہور ادیب، محمد نسیم ملک درہالوی، محمد یوسف ٹینگ ایم ایل سی، اجے سدھوترا ایم ایل اے، کاشا دیوی ایم ایل اے، راجہ شبیر حسین خان وائس چیئر مین پہاڑی بورڈ جموں و کشمیر، مسٹر بی آر کنڈل، محمد مظفر مرزا، محمد اسلم گونی ایڈووکیٹ، گلزار احمد قریشی، مولانا غلام قادر پونچھی وغیرہ سے عید میلاد النبی ﷺ مبارک کی حد تک ملاقات ہوئی۔

22 مارچ......اُردو بازار جموں جا کر جے اینڈ کے بک ڈپو سے تاریخی کتاب مصنفہ پروفیسر ایم ایل کپور خریدی۔ بعد دوپہر عزیز یار محمد خان اور بچوں کے ہمراہ روانہ ہو کر رات کو وزیر

Marfat.com

حسین خان ولد محمد اکبر خان فیروزال آف دھوڑیاں حال پنجہ کوٹ وارڈ نمبر ۹ راجوری پہنچ کر قیام کیا۔

23 مارچ...... 9 بجے صبح ہمراہ اہلیہ محترمہ برکت بانو، عزیزم وزیر حسین خان، عزیزہ ترمیم اختر، راشدہ کوثر و مجیب الرحمٰن خان دربار عالیہ شاہدرہ شریف کے لئے روانہ ہوئے۔ دُعا گو زیارت ہذا صوفی غلام محی الدین ملک آف درہال ملکاں کی اجازت سے اندرونِ دربار جا کر حاضری اور دُعا کی، نیاز چڑھائی، ماموں زاد بھائی ولایت حسین ولد محبوب خان فیروزال بھائہ دھوڑیاں حال ہیڈ انتظامیہ لنگر خانہ سے ملاقات ہوئی۔ لنگر چائے کلچہ کے بعد چاول، مکئی کی روٹی، دال، دہی وغیرہ پیٹ بھر کر کھایا۔ بہت لذیذ لنگر تھا۔ کتاب بابا غلام شاہ بادشاہؒ شاہدرہ شریف از غلام قادر ڈار ایڈمنسٹریٹر و دیگر اشیاء خرید کیں۔

دربار شریف پر درج عبارت

ا۔	تاریخ آمد بابا غلام شاہ بادشاہؒ	1180 ہجری
۲۔	تاریخ وفات	10 محرم 1226 ہجری

دربار عالیہ شاہدرہ شریف تحصیل تھنہ منڈی ضلع راجوری جموں و کشمیر

سلسلہ کوہ پیر پنجال کے دامن میں خوبصورت وادی تھنہ منڈی سے دو میل کے فاصلہ پر حضرت پیر غلام شاہ بادشاہؒ کا مزار شریف واقع ہے جو دربار عالیہ شاہدرہ شریف کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں ملک کے کونے کونے سے ہزاروں لوگ حاضری دیتے ہیں اور فیوض و برکات، مرادیں پاتے ہیں۔ دن رات عام لنگر جاری ہے۔ اِس وقت دربار عالیہ کا انتظام محکمہ اوقاف جموں و کشمیر کے ذمہ ہے۔ شاندار دربار شریف، جامع مسجد، ہائی سکول، دوکانات وغیرہ کمپلیکس موجود ہے۔ دربار تک پکی سڑک جاتی ہے جس کی وجہ سے ہزاروں زائرین آسانی سے آتے جاتے ہیں۔

حضرت پیر غلام شاہ بادشاہؒ باشندہ پوشین علاقہ قندھار دارالسلطنت کابل کے تھے۔ وہاں سے پشاور اور پھر کسراں سیداں راولپنڈی تشریف لائے۔ آپ کو اپنے مرشد پیر سید لطیف

Marfat.com

شاہ امام بری نور پور شاہاں راولپنڈی نے حکم دیا کہ آپ کو پہاڑ میں تعینات کیا گیا ہے وہاں چلے جاؤ۔ آپ راولپنڈی سے روانہ ہو کر خاص پونچھ آئے۔ راجہ رستم خان نے آپ کی بڑی خاطر داری کی اور سانگل سلواہ مینڈر میں آپ کو جاگیر دیہات دیئے۔ وہاں سے چل کر لسانہ، سنئی، درابہ سے ہوتے ہوئے سینہ درہ پہنچے جہاں قیام کا مرشد نے حکم دیا تھا۔ سینہ درہ کا معنی ہے شیر کے رہنے کی جگہ۔ یہاں بڑا گھنا جنگل تھا جسے کٹوا کر آبادی میں تبدیل کیا۔ آپ کرم اللہ خان جرال آف راجوری کے دور حکومت میں یہاں تشریف لائے۔ آپ کی نسبت سے اس جگہ کا نام سینہ درہ سے شاہدرہ شریف ہو گیا۔ دربار شریف پر درج تحریر کے مطابق آپ 1180 ہجری میں یہاں آئے اور 10 محرم 1226 ہجرت کو وفات پائی۔ راجہ کرم اللہ خان نے خود آ کر تجہیز و تکفین کرائی اور مزار شریف بنوایا۔ آپ نے اپنے خلیفہ مجاز سید خیر اللہ شاہ کو خواب میں گلاب سنگھ ڈوگرہ سپاہی مہاراجہ رنجیت سنگھ کو جموں و کشمیر کا حکمران بننے اور راجہ اگر خان جرال کی گرفتاری ناڑ فیروزالاں کے راجہ زبردست خان فیروزال کے گھر سے ہونے کی بشارت دی تھی۔ مہاراجہ گلاب سنگھ نے جموں و کشمیر کا حکمران بننے پر شاہدرہ شریف، بھنگالی، الال کے دیہات لنگر شریف کے اخراجات کے لئے دربار عالیہ کے ساتھ وقف کر دیئے تھے۔ دربار عالیہ شاہدرہ شریف کا فیض صدیوں سے جاری ہے۔ اب بھی زائرین حاضری دیتے اور مرادیں پاتے ہیں۔ مزار شریف ایک کمپلیکس کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اب حکومت جموں و کشمیر نے بابا غلام شاہ بادشاہؒ اسلامی یونیورسٹی شاہدرہ شریف قائم کی ہے۔ راقم الحروف محمد فضل شوق کو بچپن میں کئی بار اور 1965ء کی ہجرت آزاد کشمیر کے بعد 1988ء اور 23 مارچ 2008ء کو دربار شریف پر حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے الحمد للہ۔

دربار شریف سے فارغ ہونے کے بعد سائیں خورشید حسین ولد سائیں فقیر حسین نمبردار و سابقہ گدی نشین شاہدرہ شریف کی معیت میں اپنے ایک شاگرد ماسٹر تصدق حسین مرحوم کے گھر جا کر فاتحہ خوانی کی۔ واپسی پر موضع ساج راجوری کے مقام پر ماموں زاد بھائی محمد اکبر خان کے بیٹے محمد شریف خان سب انسپکٹر پولیس کے گھر سے ہوتے ہوئے شام کا کھانا سردار جہانگیر

Marfat.com

خان ایس پی راجوری کے ہاں کھا کر ماسٹر وزیر حسین خان کے ہاں قیام کیا۔

24 مارچ......آج صبح رینجر عبدالشکور خان آف کوٹلی کالا بن، پروفیسر ڈاکٹر عبدالقیوم خان فیروزال آف بھاٹہ دھوڑیاں، ماسٹر عبدالقیوم شال ولد خضر جوشالی سکنہ تھنہ منڈی۔ ڈاکٹر صابر حسین مرزا آف بھروٹ حال راجوری شہر کے ہاں سے ہوتے ہوئے ہمراہ عزیز یار محمد خان ایڈووکیٹ کے آبائی گھر منجا کھنادھوڑیاں پہنچے جہاں عزیز و اقارب آمد کے منتظر تھے الحمدللہ۔

25 مارچ......آج دوپہر ہمشیرہ فیروز بانو کے ہاں کھانا کھایا۔ رات کو تایا زاد بھائی نمبردار محمد اقبال خان کے ہاں قیام کیا۔ بھتیجے شمشیر خان نے خاطر داری کی۔

26 مارچ......آبائی قبرستان ہتاں میں قبلہ والد صاحب، محترمہ والدہ صاحب اور پیارے برادر اصغر محمد زمان خان مرحوم کی قبور پختہ کرانے، کتبہ جات نصب کرانے کی تقریب منعقد ہوئی۔ چاروں بہنوں، بھتیجوں محمد زید خان، تسلیم جاوید خان، محمد اشتیاق خان سمیت لگ بھگ ایک سو مردوزن نے تقریب میں شرکت کی۔ مستری نور محمد، محمد شبیر، محمد لطیف، باغ حسین نے تعمیر کی۔ ختمات دے کر بکرا چاول وغیرہ صدقات حاضرین کی دعوت کی گئی۔ الحمدللہ کہ میری دیرینہ خواہش پوری ہوگئی ہے ثم الحمدللہ۔ رات کا کھانا محمد نصیب کے ہاں کھا کر ہمشیرہ صندل بانو کے ہاں شب باشی کی۔

28 مارچ......ہتاں قیام کیا، ہمشیرہ عطر بانو کے پسر محمد عزیز خان، عزیزہ قصیدہ بیگم، بھتیجی شہناز بیگم اور بھتیجی فرزیں اختر کے ہاں گئے کھانا کھایا۔ رات کو بڑے بھتیجے محمد زید خان کے ہاں قیام کیا۔

30 مارچ......ہمشیرہ زادی رمیش بیگم کے ہاں سے ہوتے ہوئے ماسٹر محمد ذاکر خان ولد ولایت خان، ماسٹر محمد رفیق خان ولد حسین محمد خان سکنہ ہتاں کے ہاں سے ہو کر دوپہر کا کھانا ماموں زاد بھائی شاہ محمد خان انسپکٹر پولیس کے ہاں کھایا۔ آپ کی دو بیٹیاں ایم اے، بی ایڈ معلمات ہیں۔ ایک بیٹا سردار محمد اقبال خان ایم اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ جموں ہے۔ ایک بیٹا پروفیسر ہے۔ بعد ازاں تایا زاد بھائی محمد حسین خان کے بیٹے پروفیسر ڈاکٹر عبدالقیوم خان پی ایچ

Marfat.com

ڈی جغرافیہ ڈگری کالج راجوری اوران کی اہلیہ سے آبائی گھر ہٹاں ملاقات ہوکر چائے نوشی کی۔ پھر روانہ ہو ہمشیرہ فیروز بانو کے گھر سے ہوتے ہوئے ماموں زاد بہن اور میری اہلیہ کی چھوٹی بہن گلاب بانو کے ہاں رات کو قیام کیا۔

31 مارچ...... صبح روانہ ہوکر چوہدری محمد اسلم لسانوی سابق وزیر تعلیم اور موجودہ ممبر انڈین پارلیمنٹ کے گھر جا کر اُن کے جواں سال مرحوم بیٹے کے ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی۔ واپسی پر بچپن کے اُستادِ مکرم ماسٹر حسام الدین بے تاب سے ملاقات کی۔ انہوں نے اپنی تصانیف ''دشت جنون''، ''نقشِ راہ'' عنایت فرمائیں۔ مفتی بشارت حسین شاہ مہتمم دارالعلوم اسلامیہ رضویہ سرن کوٹ سے ملاقات کر کے ہائیر سیکنڈری سکول سرن کوٹ گیا۔ چوہدری مشتاق احمد چیچی پرنسپل اور سٹاف سے ملاقات ہو کر وہ کمرہ دیکھا جس میں میٹرک کے دوران پڑھ کر 1958ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا تھا۔ میڈیکل سرجن ڈاکٹر محمد رشید خان فیروزال آف درابہ اور بچپن کے دوست کلاس فیلو بابو خادم حسین خان سے ملاقات کر کے شام کو دھوڑیاں برادر نسبتی غلام سرور خان کے ہاں قیام کیا۔

یکم اپریل...... ماسٹر بشیر احمد خان، ماسٹر سلطان محمد خان، پروفیسر ظہیر کیفی کے ہمراہ بغلیاز گیا۔ گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول بغلیاز جا کر سٹاف سے ملاقات کی۔ جامع مسجد بغلیاز میں نمازِ ظہر ادا کی۔ نمبردار محمد صادق خان ولد نمبردار لعل محمد خان و دیگر اکابرین گکھڑاں سے گکھڑ برادری بغلیاز کے کوائف اکٹھے کیے۔ بغلیاز کے راجہ ولایت خان، فارسٹر عبدالحمید خان، ٹھیکیدار شادی خان وغیرہ سے ملاقات ہوئی۔ عزیز تسلیم جاوید خان کو بہرام گلہ کی گکھڑ برادری کے کوائف لانے کے لئے بھیجا۔ شام کو واپس آ کر ماموں زاد بھائی بشیر احمد خان فیروزال صدر ٹیچرز ایسوی ایشن زون بالاکوٹ سکنہ دھوڑیاں کے دعوتِ طعام میں شرکت کی۔ دھوڑیاں کی برادری کے اکابرین مدعو تھے۔ رات گئے تک باتیں ہوئیں۔ بعض خاندانی رنجشیں دُور کر کے صلح صفائی کی۔ مسجد شریف محلہ فیروزالاں دھوڑیاں کی کمیٹی تشکیل دی۔

Marfat.com

2اپریل..... ہمراہ سردار بشیر احمد خان و عزیز سلطان محمد خان براستہ جڑالوالی گلی مینڈر گئے ۔ بابو منیر حسین ناظر تحصیل اور ماسٹر محمد صدیق خان ریٹائرڈ ایجوکیشن آفیسر، عزیز تنویر احمد خان فیروزال بلاک ڈویلپمنٹ آفیسر مینڈر، کلاس فیلو ڈاکٹر محمد صادق خان بگیال اور سابق منسٹر سردار محمد رفیق خان وغیرہ سے ملاقات کر کے واپس دھوڑیاں ماموں زاد بھائی سردار خادم حسین خان کے ہاں قیام کیا۔

3اپریل..... ہلو موہڑہ منجھاری سے ہیڈ ماسٹر غلام احمد خان، ماسٹر نور احمد خان، نذیر احمد خان، پرویز احمد خان پسران ماموں مرحوم دوست محمد خان ملدیال الوداعی ملاقات کے لئے آئے ۔ دوپہر کا کھانا بھانجی اکیاد بیگم کے ہاں کھا کر تخی ولایت خان کے گھر یعنی بھانجی خوشنود بیگم کے ہاں قیام کیا۔

4اپریل..... سموتی جا کر خالہ زاد بھائی علی محمد خان مرحوم، کالا خان مرحوم، صوفی مشتاق احمد خان تھکیال، خالہ زاد بھائی طالب خان کی اہلیہ محترمہ اور پیر سید ے شاہؒ کے بیٹے فضل شاہ کے گھروں میں جا کر فاتحہ خوانی کی ۔ بعد دوپہر حاجی بشیر خان برادر کرامت اللہ کان آف ہلو موہڑہ اور محمد رشید خان برادر حاجی فیض خان حال تھمب الوداعی تقریب کے لئے آئے ۔ نماز جمعہ جامع مسجد بھاٹہ دھوڑیاں میں ادا کی ۔ نماز سے قبل مختصر خطاب بھی کیا۔ بہن گلاب بیگم کے ہاں دوپہر کا کھانا کھایا۔ سردار محمد اخلاق خان ایم ایل سی کے ہاں شام کا کھانا کھا کر گھر آئے تا کہ الوداعی مہمانوں سے ملاقات ہو سکے۔

5اپریل..... آج کافی بارش ہو رہی ہے۔ محترم پرنسپل صاحب و سٹاف گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول بھاٹہ دھوڑیاں پونچھ کی جانب سے راقم الحروف کے اعزاز میں الوداعی تقریب میں شرکت کے لئے گیا جو 11 بجے قبل دوپہر سے تین بجے بعد دوپہر تک جاری رہی۔ اسٹیج سیکرٹری کی تحریر کردہ کارروائی من وعن درج ذیل کی جاتی ہے۔

آج مورخہ 5اپریل 2008ء بروز سنیچر وار گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول بھاٹہ دھوڑیاں

Marfat.com

مینڈر میں الحاج سردار محمد فضل شوق ریٹائرڈ پرنسپل کے اعزاز میں زیر صدارت جناب محمد عزیز خان فیروزال لیکچرران سوشیالوجی ایک الوداعی تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں الحاج شوق صاحب مہمانِ خصوصی تھے۔اسٹیج سیکرٹری کے فرائض ماسٹر محمد رفیق خان ایم اے، بی ایڈ جنرل سیکرٹری ٹیچرز ایسوسی ایشن زون بالاکوٹ نے انجام دیئے۔تقریب میں مقررین حضرات نے الحاج سردار محمد فضل شوق صاحب کی محنت اور کاوشوں کو سراہا کہ انہوں نے بردباری، محنت اور لگن سے تاریخی کتاب ''جموں وکشمیر کی پہاڑی ریاستیں'' حصہ اول لکھ کر علاقہ اور اس کی حکمران اقوام کے بارے میں بیش بہا معلومات فراہم کی ہیں بالخصوص مینڈر کی فیروزال گکھڑ برادری کے تفصیلی حالات منظرِ عام پر لاکر بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ذیل حضرات نے میٹنگ سے خطاب فرمایا۔

۱۔ ماسٹر بشیر احمد خان ایم اے، بی ایڈ پریذیڈنٹ ٹیچرز ایسوسی ایشن زون بالاکوٹ نے خطاب کرتے ہوئے ایسوسی ایسن، علاقہ، کلچر وغیرہ کے بارے میں مہمانِ خصوصی کو روشناس کرایا اور الحاج شوق صاحب کی محنت اور قابلیت کو خراجِ تحسین پیش کیا۔اُن کی تقریر کے چنداشعار درج ذیل ہیں۔

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے
نہ گورِ سکندر نہ ہے قبرِ دارا
مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے
ہو عمرِ خضر بھی تو معلوم ہو وقتِ مرگ
ہم کیا رہے ہیں یہاں ابھی آئے ابھی چلے

۲۔ ماسٹر ذاکر حسین خان ایم ایس سی، بی ایڈ چیئر مین ٹیچرز ایسوسی ایشن زون بالاکوٹ نے اپنی تقریر میں الحاج شوق صاحب کو ایک بہت بڑے سکالر کا خطاب دیا اور ان کی قابلیت اور محنت کی تعریف کرتے ہوئے اہلِ محفل اساتذہ کرام کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی تلقین کی۔

۳۔ ماسٹر محمد اعظم خان ایم اے ہسٹری، بی ایڈ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ

Marfat.com

الحاج شوق صاحب بڑے محنتی، دیانتدار، دیندار، صاف گو اور دیگر بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں۔ ہم ان کی محنت بالخصوص تاریخ دانی کی داد دیتے ہیں۔

۴۔ جناب مجید مغل صاحب لیکچرر اِن جیوگرافی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جناب شوق صاحب نے محکمہ تعلیم میں رہ کر ایک قابل اور فاضل تعلیمی آفیسر کی حیثیت سے بڑا نام پیدا کیا ہے۔ یہ ملک وملت کے لئے بڑے فخر کی بات ہے۔

۵۔ تقریب میں مہمانِ خصوصی نے ایک گھنٹے بھر کی تقریر میں بچپن سے لے کر آج تک کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے اہل محفل، اساتذہ کرام کو محنت اور لگن سے کام کرتے ہوئے نونہالانِ قوم کی صحیح تعلیم وتربیت کرنے پر زور دیا۔ انہوں نے استاد کے پیغمبری پیشہ کے ساتھ انصاف کرنے کی تلقین کی اور اپنی ایک نظم حالاتِ حاضرہ اور کچھ رباعیات سنا کر اہل محفل کو محظوظ کیا۔

ایک رباعی۔

بے وفاؤں کو باوفا کہنا پڑا
روزِ ہجر کو روزِ جزا کہنا پڑا
نیرنگیٔ غمِ دوران تو دیکھئے
وارفتگی میں بتوں کو خدا کہنا پڑا

یادوں کی بارات چلی گئی
جوانی ھیھات چلی گئی
جنت ملے گی ان ﷺ کے صدقے
زیست در خرافات چلی گئی

۶۔ اسٹیج سیکرٹری محمد رفیق خان نے ''اُلجھن سلجھایئے'' کے عنوان سے چند اشعار مہمانِ خصوصی کے نذر کیے۔

Marfat.com

الجھنیں سلجھایئے تو راستہ بن جائے گا
ایک ہو کر سب چلیں تو قافلہ بن جائے گا
منزلیں مشکل تو ہیں پر اتنی مشکل بھی نہیں
ہمتوں کو جوڑیئے تو حوصلہ بن جائے گا
صاف ہو نیت اگر تو سب رنجشیں مٹ جائیں گی
بے وفائی چھوڑیئے دل باوفا بن جائے گا
مجرموں کو ساتھ لے کر منزلیں مت ڈھونڈیئے
کون جانے راستہ کس کی سزا بن جائے گا
چھوڑ کر خود غرضیاں لوگوں کی خدمت کیجئے
پیار ایسا فلسفہ ہے جو خدا بن جائے گا
چارہ گر ہوتے تو رفیق درد کا درماں بنو
ورنہ ہر ایک زخم اُٹھ کر حادثہ بن جائے گا

۷۔ آخر پر صدرِ محفل محمد عزیز خان وائس پرنسپل نے جناب شوق صاحب کو علم کا ایک منبع قرار دیتے ہوئے اِس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ یہ علمی وادبی شخصیت اگر ہمارے پاس ہوتی تو ہم بھی اِن سے استفادہ کرتے مگر افسوس کہ یہ سرحد کے اُس پار ہیں۔ پھر بھی ہم نے اِن کی تاریخی کاوشوں سے سبق حاصل کیا ہے اور ہم سب دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اِن کی عمر دراز کرے تا کہ یہ قوم کی سیوا کرتے رہیں۔ تقریب میں دوسروں کے علاوہ ماسٹر محمد رشید خان ایم اے جیوگرانی بی ایڈ، محمد سجاد خان ایم ایس سی کیمسٹری، بی ایڈ، ماسٹر چنگیز خان ایم اے اُردو، فاروق خان ایم اے سوشیالوجی بی ایڈ، ماسٹر نذیر حسین چوہدری پی ایچ ڈی فارسی، ماسٹر دبل محمد کامران ایم اے انگریزی بی ایڈ، سردار سلطان محمد خان ایم ایس سی جیوگرانی، سردار چنگیز خان، سردار محمد تسلیم جاوید خان، بابو نقی محمد خان، بابو محمد اقبال خان، محمد مظفر خان، منیر حسین خان وغیرہ نے شرکت کی۔ تقریب کا اختتام دُعا

Marfat.com

اور ریفریشمنٹ سے ہوا۔

6 اپریل...... 7 بجے صبح روانہ ہو کر آبائی قبرستان ہٹاں جا کر قبلہ والد صاحب، والدہ صاحبہ، بھائی محمد زمان خان ودیگر اہل خاندان کی قبور پر الوداعی حاضری دی، فاتحہ خوانی کی۔ ہمشیرہ صندل بانو، بہنوئی جمعہ خان اور پھوپھی زاد بھائی اللہ دتہ خان سے الوداعی ملاقات کرتے ہوئے بڑے بہنوئی سردار گلاب خان مرحوم کی قبر پر فاتحہ خوانی کرتے ہوئے گھر آیا چونکہ اگلے روز واپس آزاد کشمیر روانہ ہونا ہے۔ اس لئے آج بے شمار مرد وزن علاقہ سے الوداعی ملاقات کے لئے تشریف لائے جن میں سے قابل ذکر چچا شیر محمد خان سموتی، چچا نذیر حسین خان کوٹاں، انجینئر بھائی غلام مرتضیٰ خان، نمبردار/ٹھیکیدار آفتاب احمد خان، ہیڈ ماسٹر محمد ایاز خان، ہیڈ ماسٹر محمد اکرم خان، بابو لقی خان، ماسٹر محمود احمد خان، پروفیسر محمد ممتاز خان نکہ والا، انجینئر محمود احمد خان جے ای، نمبردار محمد اقبال خان، دوکاندار خادم حسین خان، فضل حسین خان، ماسٹر محمد ذاکر خان، ماسٹر محمد رفیق خان، (ر) انسپکٹر پولیس شاہ محمد خان، ٹھیکیدار عبدالقیوم خان سرپنچ، ماسٹر وزیر حسین خان، سردار یار محمد خان ایڈووکیٹ، ماسٹر عبدالشکور خان، حوالدار افسر خان، ماسٹر سلطان محمد خان، محمد عثمان خان، چنگیز خان، پیر فضل شاہ، سردار صغیر حسین خان ہلو موہڑہ، سردار محمد نواز خان موہڑہ، حاجی محمد بشیر خان، حاجی محمد رشید خان نکہ کوٹ وغیرہ ہیں اکثر حضرات واپس گئے۔ کچھ الوداع کرنے کے لئے ٹھہرے۔ شام کو چچا زاد بھائی ضحاک احمد خان کے ہاں کھانا کھایا اور چچی صاحبہ سے الوداعی رخصت لی۔

7 اپریل 2008ء...... یادگار اور بے قرار دن

کتنی یادیں غمِ امروز سے جاگ اٹھتی ہیں
گرتے پتوں سے بہاروں کا خیال آتا ہے

نالہ از بہر رہائی نکند مرغ اسیر
خورد افسوس زمانے کہ گرفتار نہ بود

Marfat.com

ترجمہ: قیدی پرندہ رہائی کے لئے نہیں روتا بلکہ وہ اُس وقت کا افسوس کرتا ہے جب وہ قید نہ تھا۔

7 اپریل سات بجے صبح واپس آزاد کشمیر کے لئے روانہ ہونا تھا۔ یہ دن جذبات کے اعتبار سے یادگار اور بے قرار دن تھا۔ اگلی رات سے بہنیں، بھانجے، بھتیجے، بھتیجیاں، بھانجیاں، عزیز واقارب، اہل علاقہ ودیہہ کثیر تعداد میں الوداع کہنے کے لئے آ رہے تھے۔

7 اپریل صبح تک سینکڑوں مردوزن جمع ہو کر الوداع کہہ رہے تھے۔ ہر آنکھ سوگوار تھی۔ ڈیڑھ ماہ قبل کی خوشیاں آنسوؤں، آہوں اور سسکیوں میں تبدیل ہو رہی تھیں۔ ایک سپیشل بس کا انتظام بھی تھا جس پر کچھ قریبی رشتہ دار مردوخواتین کالج گراؤنڈ پونچھ تک ہمراہ چلنے کے لئے بے قرار تھے۔ آخری الوداع کے وقت چاروں بہنیں فرطِ غم سے نڈھال ہو کر غشی کی حالت طاری ہو رہی تھی۔ دونوں جانب آنسوؤں کی لڑیاں، آہیں، سسکیاں اور آہ وبکار کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ عزیز یار محمد خان ایڈووکیٹ و دیگر بزرگ صبر کرنے کی تلقین کر رہے تھے جبکہ خود اُن کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا رہے تھے۔ ایسے دلگداز لمحے پر صبر کی تلقین بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ خواتین میری اہلیہ محترمہ سے اور مرد حضرات راقم الحروف سے گلوگیر ہو رہے تھے۔ شاید یہ آخری ملاقات ثابت ہو۔ 1988ء میں بھی اِسی مقام سے رخصت ہوئے تھے۔ اکثر حضرات کی دُعا تھی۔ اللہ تعالیٰ پھر ملاقات کا موقع نصیب فرمائے۔ اِس بے قراری اور ہیجانی کیفیت میں بس پر سوار ہوئے۔ یہ منظر شاید تازیست نہ بھلایا جا سکے۔ فارسی کا مقولہ ہے۔ ''دنیا بر اُمید قائم است''۔

پھر ملاقات کی توقع کی جانی چاہیئے۔ عزیزاں یار محمد خان ایڈووکیٹ، چنگیز خان، سلطان محمد خان، محمد زید خان، محمد تسلیم جاوید خان، محمد اشتیاق خان، محمد عزیز خان، محمود احمد خان، وزیر حسین خان، حاجی قدیر خان، ماسٹر بشیر احمد خان، سردار محمد نواز خان موہڑہ والے، سردار صغیر احمد خان ہلو موہڑہ والے۔ شمشیر خان، محمد لطیف خان، وحید خان، لال حجام، کشمیری و دیگر برادریوں کے کچھ افراد، خواتین، بھتیجیاں نصرت بیگم، شہناز کوثر، راشدہ کوثر دختران محمد زمان خان مرحوم، بھانجیاں شمیم بیگم، مسرت منیر خان اور کنیز بیگم وغیرہ زبردستی ہمراہ آ گئیں۔ اِن بچیوں کے

Marfat.com

جذبات خلوص کا بدلہ میرے پاس دُعاؤں کے علاوہ کیا ہے؟

بھتیجے محمد اشتیاق خان ولد محمد زمان خان کی ایک چار پانچ سالہ ننھی بیٹی سعدیہ پروین میرے منجھلے بیٹے محمد اشفاق خان کی بیٹی جویریہ اشفاق کی ہم شکل اور مشابہ تھی جسے میں دوران قیام جویریہ کہہ کر پکارتا رہا بڑی پیاری بیٹی ہے۔ اللہ تعالیٰ عمر دراز کرے وہ بھی پونچھ تک آئی اور میرے چہرے کی جانب ٹکٹکی لگا کر دیکھتی رہی۔ چہرے پر جدائی کے اثرات نمایاں تھے۔

کالج گراؤنڈ میں بعض احباب تحصیلدار محمد خورشید خان، سردار وحید اخلاق خان، شری خوش دیو مینی وغیرہ نے الوداعی ملاقات کی۔ مینی صاحب نے ریڈیو کشمیر سری نگر کے لئے انٹرویو بھی لیا۔ اپنی تصنیف کتاب ''پہاڑی قبائل'' کی ایک جلد مجھے تحفے میں دی اور ایک جلد سردار سکندر حیات خان سابق وزیراعظم آزاد جموں و کشمیر کو پہنچانے کے لئے دی۔ 11 بجے قبل دوپہر کالج گراؤنڈ پونچھ سے بس روانہ ہوتے وقت ایک بار پھر عزیز و اقارب کی آنکھوں میں آنسو۔ یہاں پر دوسروں کو صبر کی تلقین کرنے والے بابو یار محمد خان ایڈووکیٹ بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ ایک بار پھر دل بے قرار ہوا۔ ڈیڑھ ماہ کے بیتے ایام تصویر کی طرح ذہن میں چکر کھانے لگے۔ یہاں صبر حالات کی مجبوری تھی۔ ورنہ بے قراری لحہ بہ لحہ بڑھ رہی تھی۔ بھارتی آفیسران سردار مطلوب خان ڈیوٹی مجسٹریٹ وغیرہ نے عمدہ رویہ اپنایا۔ 4:30 بجے بعد دوپہر پاکستانی گیٹ سے باہر آئے تو بیٹا ماسٹر محمد اشفاق خان معہ گاڑی انتظار کر رہا تھا۔ حاجی ماسٹر نور احمد خان آف ہلو موہڑہ منجھاڑی اور ہم اکٹھے 8 بجے شام نکیال گھر پہنچے۔ عزیز و اقارب، پوتے پوتیاں وغیرہ بہت خوش ہوئے لیکن ہمارے ذہن میں سفر اور جدائی کے جذبات موجزن تھے۔ تاہم دو نفل شکرانہ ادا کیے۔ مقبوضہ کشمیر میں عزیزوں کو بخیریت گھر پہنچ جانے کی اطلاع بذریعہ فون دی۔ اہل محلہ سے ملے۔ عزیزوں کے سوالات کے جوابات کا سلسلہ جاری رہا۔ اس طرح آزاد کشمیر سے مقبوضہ کشمیر اور وہاں سے واپسی کا سفر مکمل ہوا۔ الحمد للہ علی کل حال۔

Marfat.com

پوچھیے مت غمزدوں کی داستان

رات دن ہے آہ و زاری اِن دنوں

اُس پار سے واپسی کے بعد

بہار 2008ء میں ریاست جموں وکشمیر کے سینہ پرکھچی ہوئی لکیر کے اُس پار جا کر عزیز واقارب، بھائی بہنوں، احباب، اساتذہ کرام، کلاس فیلوز، شاگردوں، جملہ اہل وطن چھوٹے بڑوں سے ملنے، بزرگوں کی قبور کی زیارت، خوبصورت وادیوں، کوہساروں، جھرنوں، ندی نالوں اور میٹھے پانی کے چشموں کی بازیاب نے ایک ایسا احساس پیدا کر دیا تھا کہ جنت ارضی دوبارہ مل گئی ہے۔ پُرخلوص دعوتوں، ملاقاتوں، گفتگوؤں، آپ بیتیوں اور بھرپور محفلوں نے اِس قدر مسحور کر دیا کہ گویا اب دائمی طور پر زندگی کے اطوار یہیں رہیں گے۔ سچی بات یہ ہے کہ مجھے تو ایسا ہی لگتا تھا ویسے بھی تحصیل مینڈر کے ایک حصہ وادی مینڈر اور وادی تھکیالہ پڑاواہ کی بات تھی لیکن ڈیڑھ ماہ کا قلیل عرصہ گزرنے کے بعد حقیقت افسانہ میں تبدیل ہوگئی۔ الوداعی آہوں، سسکیوں اور آنسوؤں نے سنہرے لمحات چھین کر مفارقت کی وادی میں دھکیل دیا۔ اپنوں کی جدائی، اہل وطن کی محبت، حسین تقریبات کی یادیں اور بڑے چھوٹے پیاروں کی جدائی نے بے حال کر دیا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ یہ کوئی خواب تھا؟ ایسا خواب جس کی تعبیر صرف جدائی ہے۔ نامعلوم اللہ تعالیٰ کو یہ کب تک منظور ہے؟ خونی لکیر کے ختم ہونے کی خواہش میں کتنے ہی لوگ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ یا اللہ یہ خونی لکیر مٹا کر ہمیں مستقل طور پر ملاقاتیں نصیب فرما۔ کہیں ہم بھی اِسی انتظار میں جان سے گذر نہ جائیں۔

اب یہی خیال دِل میں ہے کہ آملیں سینہ چاکاں سے سینہ چاکانِ وطن۔ بیس برس کے بعد ملاقاتوں سے ڈھارس بھی ہوئی ہے۔ پاکستان، بھارت اور کشمیریوں کی اعتماد سازی کی فضا بھی بہتری کی غمازی کرتی ہے۔ یا اللہ قیادت کو توفیق عطا فرما دے آمین۔

Marfat.com

دنیا کے دھندے

جذبہ دل صفحہ کاغذ پر آ سکتا نہیں
بحر ہے کہ کوزہ میں سما سکتا نہیں

انسان کی زندگی دنیا کے دھندوں میں ہی بسر ہو جاتی ہے۔ پیدائش سے موت تک دھندے ہی دھندے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوں تو دنیاوی زندگی بے کار ہو جائے۔ عقل مند لوگ کہتے ہیں کہ دنیا کے دھندوں میں نہیں پھنسنا چاہیے لیکن عملی طور پر شاید کچھ پاک اور برگزیدہ ہستیاں ہی اِن دھندوں سے کنارہ کش رہی ہوں۔ اسلام تو دینداری اور دنیاداری میں میانہ روی کا حکم دیتا ہے لیکن ہمارے جیسے لوگ دنیادار بن کر سب کچھ تباہ کر دیتے ہیں۔ ویسے قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی تعلیمات کے مطابق دنیاوی اُمور نبھانا عین عبادت ہے۔ اکلِ حلال، صدق مقال، حقوق العباد کا خیال رکھنا اسلامی تعلیمات کا اہم حصہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر مسلمان بھائی کو عمل کرنے کی توفیق دے آمین۔

سرحد کے اُس پار سے واپسی پر دنیاوی دھندے پھر شروع ہو گئے ہیں۔ گھریلو کام کاج، زمینداری، بیاہ شادی، میری یادیں کے باقی ماندہ حصہ کی تکمیل وغیرہ۔ 27 جون تا 29 جون 2008ء ہمشیرہ زادہ ماسٹر محمد عظیم خان سبحانی کی شادی میں معہ اہل وعیال کے شرکت کی لیکن ایسے موقعوں پر مفارقت کے آنسو بھی آ جاتے ہیں۔

جب تک نہ ہو بہار میں سارا چمن شامل
اُس وقت تک غنچوں پر تبسم حرام ہے

زندگی کا سفر

ہر انسان کی زندگی کے سفر میں کچھ انمٹ یادیں ہوتی ہیں۔ یہی اصل میں اُس کا سرمایہ حیات ہوتا ہے۔ میں نے پچھلے صفحات میں زندگی کی کہانی یادوں کی زبانی بڑی عام فہم زبان میں ہو بہو لکھنے کی کوشش کی ہے۔ کسی تصنع، بناوٹ اور لفاظی سے پرہیز کرنے کی سعی کی ہے حالانکہ میں

Marfat.com

نے معاشاہرے کی درجنوں خودنوشت سوانح حیات کا مطالعہ کیا ہے۔ رنگ ڈھنگ اپنا اپنا ہوتا ہے۔ میں نے اپنی آپ بیتی آسان الفاظ میں جیسے وہ تھی لکھی ہے۔ گویا یہ ایک ڈائری نما زندگی کا سفر ہے جو جیسا تھا لکھ دیا گیا۔ اِس لئے اِس میں دل آزاری کا پہلو نہیں بلکہ حقیقت حال کا بیان ہے۔ متعلقین کسی حقیقی واقعہ کو سچی بات سمجھتے ہوئے تلخی محسوس نہ کریں۔ بحیثیت استاد، انسان اور مسلمان بندہ ناچیز معاشرے کے جملہ افراد کے لئے ہمدردی اور بہی خواہی کے جذبات رکھتا ہے جس کی ہمیں اسلام تعلیم دیتا ہے۔ میری جانب سے کسی فرد کو دل آزادی محسوس ہو رہی ہو تو کھلے دل سے درگزر کرنے کی استدعا ہے۔

دنیا و آخرت میں کامیابیوں کا دارومدار دین اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ، اُس کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ، اُن کی آلِ اطہار، صحابہ کرام، آئمہ کرام، سلف الصالحین سے سچی اور سُچی محبت کے ساتھ ساتھ اُن کی تعلیمات اور عملی زندگی پر چل کر دین و دُنیا کی نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ اِس زمانہ میں دہشت گردی، بے راہ روی اور شیطانی اعمال کا علاج خوف خدا اور تعلیمات دین اسلام پر عمل کرنے میں مضمر ہے۔ آیئے بحیثیت مسلمان سچی توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیں پھر دنیا و آخرت دونوں سنور جائیں گی۔ میری زندگی کے سفر کا یہی نچوڑ ہے اور اسی پر اپنے عزیز و اقارب، احباب، شاگردوں، بہی خواہوں اور عامتہ المسلمین کو عمل کی دعوت دیتا ہوں۔

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

مزید برآں بزعمِ خود میری کامیاب زندگی کے پس پردہ میرے والدین کریمین کی دعائیں، میری رفیقہ حیات کی قناعت پسندی اور وفا شعاری، میرے بھائی بہنوں، بیٹے بیٹیوں اور عزیز و اقارب کی والہانہ محبت، میرے پیر و مرشد فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرق پوری نقشبندی مجددی مدظلہ العالی کی نظر شفقت اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کریم نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی کرم نوازی کارفرما ہے۔ زندگی کے اس کٹھن سفر میں جن

Marfat.com

بزرگوں، دوستوں اور عزیزوں سے رہنمائی، معاونت، حوصلہ افزائی حاصل ہوتی رہی اُن میں سے چند کے اسمائے گرامی بطور سپاس عقیدت درج ذیل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

۱۔ سردار فتح محمد خان کریلوی مرحوم

۲۔ سردار فقیر محمد خان مجہانوی مرحوم

۳۔ خطیب کشمیر علامہ محمد یوسف خان قادری مہتمم دار العلوم اسلامیہ نکیال

۴۔ علامہ مولانا محمد خان جندروٹوی

۵۔ حکیم حاذق مولوی سید محمد شاہ نکیالوی

۶۔ مولانا سید نور محمد شاہ نکیال غربی

۷۔ مولانا پیر سید انور حسین شاہ کھنڈہاڑ بالا

۸۔ مولانا پیر سید مولوی امیر عالم شاہ بنالوی

۹۔ صوبیدار ڈاکٹر سید محمد شاہ نکیالوی

۱۰۔ ذیلدار سردار محمد اقبال خان آف ڈبسی

۱۱۔ عزت مآب سردار سکندر حیات خان سابق وزیر اعظم آزاد جموں وکشمیر

۱۲۔ رئیس تھکیالہ سردار محمد بشیر خان آف دھروتی

۱۳۔ نمبردار سردار نصیب اللہ خان آف دھروتی

۱۴۔ سردار عصمت اللہ خان آف میرہ

۱۵۔ منشی محمد ممتاز خان گرداور قانون گویاں آف ڈبسی

۱۶۔ منشی جان محمد خان ڈسٹرکٹ کونسلر نکیال غربی

۱۷۔ چیئرمین سردار محمد اقبال خان کریلوی

۱۸۔ پروفیسر سردار سرفراز احمد خان کریلوی ریٹائرڈ پرنسپل

۱۹۔ پروفیسر سردار مقبول حسین خان ریٹائرڈ پرنسپل نکیال غربی

Marfat.com

۲۰۔ سردار منیر حسین خان ریٹائرڈ سیشن جج نکیال غربی

۲۱۔ کیپٹن شیر محمد ملک آف سیڑی کھنڈہار

۲۲۔ سردار عبدالمجید خان ایڈووکیٹ مجہانوی

۲۳۔ مولانا لعل محمد بانیاں سابق ممبر اسمبلی ڈبسی

۲۴۔ چوہدری شیر عالم ایڈووکیٹ جیروی

۲۵۔ سردار احمد حسین خان نکیالوی

۲۶۔ راجہ ہدایت اللہ خان بے باک ماڈل کالونی کھنڈہار

۲۷۔ سردار حبیب اللہ خان ماڈل کالونی کھنڈہار

۲۸۔ صوفی ولایت خان بگیال ماڈل کالونی کھنڈہار

۲۹۔ سردار محمد شفیق انقلابی سابق پولیٹیکل سیکرٹری وزیراعظم آزاد جموں وکشمیر

۳۰۔ منشی محمد صابر خان عرائض نویس انہوہ گالہ کالونی ٹاؤن

۳۱۔ ٹھیکیدار محمد خان کیانی ہل کالونی نکیال غربی

۳۲۔ مولانا عصمت اللہ خان بالاکوٹی نکیالوی

۳۳۔ سردار محمد یٰسین خان صدر معلم آف لنجوٹ

۳۴۔ ماسٹر محمد حفیظ خان آف کھنڈہار

۳۵۔ راجہ نثار احمد خان صدر یونین آف جرنلسٹس آزاد کشمیر ڈھنگروٹ کوٹلی

۳۶۔ خواجہ منیر حسین بٹ ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کوٹلی

۳۷۔ ملک محمد رفیق خان ریٹائرڈ ایجوکیشن آفیسر

۳۸۔ سید سلطان مقرب شاہ ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر

۳۹۔ شمس الزمان ہاشمی ریٹائرڈ پرنسپل سرہوٹہ کوٹلی

۴۰۔ سید صابر حسین شاہ بخاری صدر معلم آف تتہ پانی

Marfat.com

۴۱۔ مولانا سید محمد خان قادری ککیالوی

۴۲۔ قاری طالب حسین قادری مہتمم دارالعلوم اسلامیہ فتح پور تھکیالہ

۴۳۔ پروفیسر محمد اسلم ذوق پرنسپل گرلز کالج نکیال

۴۴۔ مرزا محمد بوستان خان ریٹائرڈ ناظم اعلیٰ تعلیمات میرپور

۴۵۔ مرزا علی شان خان ریٹائرڈ ریجنل ڈائریکٹر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

۴۶۔ راجہ عبدالحمید خان ریٹائرڈ ناظم تعلیمات میرپور ڈویژن

۴۷۔ ملک عبدالرشید خان پرنسپل کالج آف ایجوکیشن افضل پور

۴۸۔ خواجہ عبدالغنی صاحب ریٹائرڈ ڈسرکٹ ایجوکیشن آفیسر میرپور

۴۹۔ راجہ صغیر احمد خان ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر آف پنجیڑی

۵۰۔ پروفیسر سردار محمد سعید ظفر ریٹائرڈ پرنسپل فاضل چوک میرپور

۵۱۔ پروفیسر سردار سرفراز احمد خان ریٹائرڈ پرنسپل C-2 میرپور

۵۲۔ پروفیسر محمد رفیق بھٹی ریٹائرڈ پرنسپل خالق آباد میرپور

۵۳۔ پروفیسر محمد امین طارق قاسمی ایف۔ٹو میرپور

۵۴۔ پروفیسر محمد صغیر آسی پرنسپل سائنس کالج میرپور

۵۵۔ راجہ عطاءاللہ خان ریٹائرڈ ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر B-5 میرپور

۵۶۔ راجہ خالد اکبر کیانی ریٹائرڈ پرنسپل سیکٹر F-3 میرپور

۵۷۔ پروفیسر خان زمان مرزا کلیال شیر و میرپور

۵۸۔ پروفیسر احمد دین مغل پنڈی سمر وال چھچیاں شریف

۵۹۔ پروفیسر راجہ محمد اقبال خان کیانی کنٹرولر امتحانات انٹر تعلیمی بورڈ میرپور

۶۰۔ راجہ نیاز احمد خان ایڈووکیٹ سابق سیکرٹری قانون میرپور

۶۱۔ بابو محمد اعظم خان ایڈووکیٹ سیکٹر G-1 میرپور

Marfat.com

۶۲۔ معروف صحافی و مہاجر لیڈر ملک محمد زبیر زخمی چتر پڑی میر پور

۶۳۔ سید جماعت علی شاہ عزیز جعفری مہاجر لیڈر حال چھمب ضلع بھمبر

۶۴۔ سردار محمد نذیر خان ریٹائرڈ آفس سپرنٹنڈنٹ F-3 میر پور

۶۵۔ سردار عنایت اللہ خان ٹھکیالوی سیکٹر B-2 میر پور

۶۶۔ ماسٹر منیر حسین خان سابق اے ای او سیکٹر F-3 میر پور

۶۸۔ بابائے گوجری الحاج رانا فضل حسین راجوری C-3 میر پور

۶۹۔ چوہدری محمد شریف طارق ایڈووکیٹ فاضل چوک میر پور

۷۰۔ سردار محمد صادق خان ڈلی آف چنڈک ریٹائرڈ تحصیلدار میر پور

۷۱۔ سردار محمد قاسم خان ڈلی آف چنڈک نزد فاضل چوک میر پور

۷۲۔ محمد ایوب صابر ایڈووکیٹ G-1 میر پور

۷۳۔ چوہدری غلام حسین چوہان ریٹائرڈ آفیسر ریڈیو آزاد کشمیر میر پور

۷۴۔ حاجی صوبیدار محمد اعظم خان سیکٹر F-4 میر پور

۷۵۔ مولانا امان اللہ خان خطیب جامع مسجد کھیالی گوجرانوالہ

۷۶۔ صوبیدار منشی خان پنڈ جوگی گوجرانوالہ پاکستان

۷۷۔ سردار محمد ایواب خان ریٹائرڈ ناظم اعلیٰ تعلیمات آزاد کشمیر پونچھ

۷۸۔ چوہدری ولی داد ریٹائرڈ ناظم اعلیٰ تعلیمات کوٹلی

۷۹۔ سردار جلال الدین ٹھکر آف کنڈی بڈھل حال فاضل چوک میر پور

۸۰۔ نائب صوبیدار مرزا محمد حسین خان جرال راجوری حال فاضل چوک میر پور

۸۱۔ سردار محمد عالم خان صدر معلم آف بنڈلی کالونی کھوئی رٹہ کوٹلی

۸۲۔ ماسٹر محمد عزیز قریشی جندروٹوی ضلع کوٹلی

۸۳۔ صوفی لال محمد صدر معلم ڈبسی

Marfat.com

۸۴۔ مولانا محمد رفیق بانیاں ڈبسی

۸۵۔ سردار خضر حیات خان ایڈووکیٹ دھروتی

۸۶۔ ماسٹر فقیر محمد چوہدری گیائیں گوجراں کوٹلی

۸۷۔ صوبیدار محمد صادق خان موہڑہ گھمب نکیال

۸۹۔ راجہ گلستان خان صدر معلم میرپور

۹۰۔ مرزا عظمت اللہ خان سہڑہ

۹۱۔ راجہ محمد زکریا کیانی میرپور

۹۲۔ پروفیسر راجہ محمد عارف خان میرپور

۹۳۔ ڈاکٹر محمد صادق ملک میرپور

فہرست بالا پیرانہ سالی میں حافظہ پر زور دے کر مرتب کی گئی ہے جس کی وجہ سے حفظ مراتب اندراج فہرست میں پہلے بعد کو نظر انداز فرمائے جانے کی اپیل ہے۔

جو حضرات وفات پا گئے ہیں اُن کے بلندی درجات اور زندہ حضرات کی درازی عمر کے لئے دُعا گو ہوں۔ زندگی کے طویل سفر میں بے شمار احباب، عزیزاں، شاگرداں، واقف حضرات جن کے نام اندرون اوراق یا فہرست ہذا سے رہ گئے ہیں وہ طاق نسیان ہو گئے کے مترادف سمجھ کر عفو و درگزر فرمائیں۔

مکرر آنکہ ''آزاد کشمیر سے مقبوضہ کشمیر تک'' کے سفر میں سرحد کے اُس پار اُستاد محترم ادیب و شاعر ماسٹر حسام الدین بے تاب سرن کوٹی، خاندانِ شعرائے پونچھ کے چشم و چراغ، ادیب و شاعر استاد محترم محمود الحسن محمود پونچھی، ممتاز مورخ و ادیب، تاریخ پونچھ، تاریخ راجوری، تاریخ پہاڑی قبائل و دیگر کتب کے مصنف شری خوش دیو میسنی پونچھی، معروف ادیب خواجہ محمد ایوب شبنم سرن کوٹی، مشہور صحافی، ادیب و شاعر ڈاکٹر صابر مرزا راجوروی، ماہنامہ شیرازہ سرینگر کے سسٹنٹ ایڈیٹر، پہاڑی زبان کے ممتاز شاعر فاروق انوار مرزا راجوروی۔ جموں و کشمیر پہاڑی

Marfat.com

ایڈوائزری بورڈ کے وائس چیئرمین سردار شبیر حسین خان منجاکوٹی راجوروی۔ روزنامہ تسکین جموں کے ایڈیٹر سہیل کاظمی پونچھی اور ممتاز قانون دان سردار یار محمد خان ایڈووکیٹ جموں وکشمیر ہائی کورٹ سکنہ بھاٹہ دھوڑیاں مینڈر پونچھ اور دیگر متعدد احباب/عزیز و اقارب کے پُرخلوص تعاون، دلی محبت اور مہمان نوازی کا ممنونِ احسان ہوں۔ اِس سفر کے دوران جن دوستوں سے ملاقات نہیں ہوسکی دِلی قلق ہے۔ عرصہ قیام کے قلیل ہونے کی وجہ سے حاضری نہ دے سکا اُن کی حاضری کے سلسلہ میں پروفیسر محمد اکرم طاہر ڈین آزاد جموں وکشمیر یونیورسٹی کے دوشعر نذر کرتا ہوں۔

بجا ہیں پاکی دامان کی باتیں ، فسانہ زیر لب کوئی تو ہو گا
تعصب؟ بے نیازی؟ بدگمانی؟ نہ ملنے کا سبب کوئی تو ہو گا

بالآخر اپنی پسندیدہ دو تین مناجات تبرکاً درج کرتے ہوئے بصد عجز و انکساری اجازت چاہتا ہوں۔ خدا حافظ

Marfat.com

مناجات

زشر نفس امارہ نگاہم دار یا اللہ
ہوائے غیر خود کلی ترمن بردار یا اللہ
کریما کن کرم بدہ توفیق برطاعت
مرا از لطف خود فرو مگذار یا اللہ
گناہ ہا کہ من کردم خداوندا تو مے دانی
تو آں راسترکن کہ توئی ستار یا اللہ
انا العاصی کثیر الذنب فخر کل ذنب لی
یوم الحشر حشرنی مع الابرار یا اللہ
در آں تنگی و تاریکی کہ اندر قبر مے باشد
فراخی دہ ازیں کارم بہ استحضار یا اللہ
نہال باغ ایماں را تازہ تر گرداں
بآب رحمتش پرور کہ گیرد بار یا اللہ
گرچہ گنہگارم عقوبت را سزا وارم
امید حضرت دارم توئی غفار یا اللہ
بروز حشر در محشر نے دانم چہ خواہد شد
مکن شرمندہ در سوائم در آں بازار یا اللہ
گرچہ گنہگار گارم ترا غفار مے دانم
بہ بخشا جرم عصیانم تو غفار یا اللہ

Marfat.com

مناجات جامی

زرحمت کن نظر برحالِ زارم یا رسول اللہ
غریبم بے نوائیم خاکسارم یارسول اللہ
زداغ ہجر تو کے دلِ نگارم یارسول اللہ
بہار صد چمن در سینہ دارم یارسول اللہ
توئی تسکینِ دِل آرام جان صبر و قرار من
رُخ پُرنور بنمائی نظارم یارسول اللہ
توئی مولائے من آقائے من والئی جانِ من
تو دانی کہ جز تو کس ندارم یارسول اللہ
دمِ آخر نمائی جلوہ دیدار جامی را
ز لطف تو ہمیں اُمید دارم یارسول اللہ

مناجات

الٰہی میں ہوں بس خطا وار ترا
مجھے بخش ہے نام غفار ترا
میں ہوں چیز تری جو چاہے سو کر تو
تو شافع ہے میرا میں بیمار ترا
سدا خواب غفلت میں سوتا رہا ہوں
نہ اک دن ہوا میں بیدار ترا
چلا نفس و شیطان کے احکام پر میں

Marfat.com

نہ مانا کوئی حکم زینہار ترا
بُرے کام میں عمر افسوس کھوئی
کیا میں نے نہ اچھا کوئی کار ترا
گناہ میرے حد سے زیادہ ہیں یا رب
مجھے چاہیئے رحم بسیار ترا
کہاں میرے عصیاں کہاں تری رحمت
کہاں حصر بحر زخار ترا
الٰہی رہے وقت مرنے کے جاری
بالتصدیق دل لب پہ اقرار ترا
الٰہی قبول ہو مناجات مری
کہ رد کرنا ہرگز نہیں کار ترا
میرے ماں باپ استاد کل مومنوں پر
الٰہی رہے رحم بسیار ترا

مناجات

خدایا ز کردار ما در گذار
کہ من پُر گناہم تو آمرز گار
تو مارا خدائے ما بندہ ایم
زتقصیر عصیان شرمندہ ایم
نکردم کارے بجز از گناہ
ہمہ عمر ضائع است و تباہ

Marfat.com

خدایا تو گفتی کہ در رنج و تاب
دعائے کند بندہ کنم مستجاب
چوں عاجز رہا بندہ دانم ترا
دریں عاجزی چوں نہ دانم ترا
مرا در قیامت تو رسوا مکن
گنا ہے کہ نحسیت پیدا مکن
بدرگاہ تو روسیاہ آمدم
عقوبت مکن عذرخواہ آمدم

مناجات دگر

دست است خالی دُعا کنم خیالی
رتبہ تو عالی غفور الرحیما
ہیچ نے دانم چہ کنم بیانم
سر بگر پہانم غفور الرحیما
گناہ ہا بے شمارم طریقے ندارم
روز و شب مے زارم غفور الرحیما
دعائے ایں بندہ ز رحمت کن فرخندہ
تو ہستی بخشندہ غفور الرحیما
دعا را تاثیرے ہستم بندہ تقصیرے
تو عفو القدیرے غفور الرحیما
شوق چہ تو سوزی چوں نام حق آموزی
چہ غم است روزی غفور الرحیما

Marfat.com

مرکزی گکھڑ کنونشن مورخہ 6 نومبر 1987ء اسلام آباد

مقالہ بعنوان

ریاست جموں وکشمیر میں گکھڑ قوم کا تاریخی پس منظر

از: محمد فضل شوق کیانی (ایم۔اے تاریخ) بی۔ایڈ
ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول جندروٹ
تحصیل فتح پور ضلع کوٹلی آزاد کشمیر

شعبہ نشر واشاعت
کل پاکستان انجمن گکھڑاں مہاجرین جموں وکشمیر
اسلام آباد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا ایھا الناس ان خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقکم.

ترجمہ: اے لوگو! بے شک میں نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہارے خاندان اور قبیلے بنائے تا کہ تمہاری پہچان ہو سکے۔ یقیناً اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔

واجب الاحترام صدرِ محفل جناب راجہ محمد سرفراز کیانی صاحب

گرامی القدر مہمانِ خصوصی جناب کرنل راجہ سلطان ظہور اختر صاحب

مہمانانِ گرامی و عظیم گکھڑ برادری کے عظیم فرزندو

السلام علیکم!

سب سے پہلے میں گھکو برادری کے اِس عظیم اجتماع کا اہتمام و انصرام کرنے پر منتظمین کو مبارک باد پیش کرتا ہوں جنہوں نے بکھرے ہوئے موتیوں کو پھر سے لڑی میں پروکران کی ''پہچان'' کرانے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے لئے صرف میں ہی نہیں بلکہ شرکائے کنونشن ریاست جموں و کشمیر و مملکت خداداد پاکستان میں بسنے والے غیور گکھڑ عوام آپ کے تہہ دل سے احسان مندر ہیں گے۔ اِس کے بعد میں اِس بات پر آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اِس کنونشن کی ہر دو نشستوں کے لئے گکھڑ برادری کے مایہ ناز فرزندوں کا انتخاب کیا جو برادری کے لئے درد دل بھی رکھتے ہیں اور برادری کی بہتری کے لئے کوشاں بھی ہیں۔ خصوصاً مورخ گکھڑاں راجہ سلطان ظہور اختر صاحب کا انتخاب ہمارے لئے بڑا خوش آئند ہے۔ ہم ان کے خیالاتِ عالیہ سے مستفید ہوسکیں گے۔

بعد ازیں مجھے اِس بات پر بھی آپ سب حضرات کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ آپ نے کنونشن کے اِس نہایت قیمتی وقت سے کچھ وقت مجھے بھی مہیا کیا ہے تا کہ میں اس عظیم گکھڑاں

Marfat.com

برادری کے ماضی اور حال کے حوالے سے بات کرسکوں۔

برادرانِ گرامی! گکھڑ قوم اپنے اصل کے اعتبار سے کئی سو سال تک ایران میں حکمران رہی جو خاندانِ کیانی کے نام سے مشہور ہے اور ان کے ایسے نامور بادشاہ ہو گزرے ہیں جن کا ثانی زمانہ آج تک پیدا نہ کرسکا۔ اُن کا انصاف، مہمان نوازی اور انتظامی حکمت عملی آج تک باقی قوموں کیلئے بطور نمونہ یادگار ہے۔ گکھڑوں کے مورثِ اعلیٰ گکھڑ شاہ سلطان محمود غزنوی کے حملہ ہند کے وقت گیارہویں عیسوی کے شروع میں سلطان غازی کی فوج میں ایک جرنیل کی حیثیت میں ساتھ آئے اور سلطان موصوف نے فتح کے بعد انہیں دریائے سندھ اور دریائے جہلم کے درمیانی علاقہ سے لے کر کابل تک کا علاقہ دے دیا۔ اِس طرح ہمارے مورثِ اعلیٰ نے اِس علاقہ میں اپنی حکومت قائم کرلی۔ یہ حکومت مختلف بادشاہوں مثلاً خاندانِ غلاماں، لودھی، سوری اور مغل وغیرہ کے دور میں جاری رہی۔ چنانچہ 1765ء میں جنگ گجرات میں سکھوں نے گکھڑوں کے آخری تاجدار سلطان مقرب خان کو شکست دی۔ سلطان موصوف کے بیٹوں نے سکھوں سے مقابلہ کیا لیکن مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دو جرنیلوں گوجر سنگھ اور چڑت سنگھ نے تمام گکھڑ علاقہ فتح کر کے اپنے قبضے میں لے لیا۔ اس طرح گکھڑوں کی حکومت صوبہ پنجاب کے اضلاع جہلم، راولپنڈی، ہزارہ اور آزاد کشمیر کے ضلع میرپور وغیرہ میں 1021ء سے 1773ء یعنی پورے 752 سال رہی۔

اس قوم کا ماضی شاندار بھی ہے اور بے داغ بھی۔ گکھڑانِ ریاست جموں و کشمیر کے تاریخی پس منظر کے حوالے سے جو میرا اصل موضوع ہے یہ کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اِس ضمن میں تاریخی شواہد کی روشنی میں ہمارا پس منظر وہی ہے جو مملکت خداداد میں بسنے والے گکھڑ بھائیوں کا ہے۔ بعض مورخین مثلاً محمد قاسم فرشتہ اور سرلیپل گریفن وغیرہ نے اپنی عدم واقفیت اور تاریخ گکھڑاں کے ذرائع تک رسائی حاصل نہ ہونے کی وجہ سے اس عظیم جذبہ جہاد رکھنے والی قوم پر سلطان شہاب الدین محمد غوری کا قتل اور غیر مسلم ہونے کا الزام عائد کیا تھا اور ان کے حوالے سے بعض دوسری کتب میں اس قسم کی باتیں لکھی گئی ہیں لیکن اب گکھڑوں کی مستند کتاب کیگو ہرنامہ رائے زادہ

Marfat.com

دیوان دنی چند کے چھپنے سے وہ تمام شبہات دور ہو گئے ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ان مورخین کے معاصرین مثلاً ملا عبدالقادر بدایونی وغیرہ نے پنجاب کی مشہور قوم کھوکھر جس کی اس زمانے میں حکومت و اکثریت تھی اس کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ خود فرشتہ نے ککھر یا کھوکھر لکھ کر یہ بات ثابت کر دی ہے کہ وہ خود بھی اس فیصلے پر نہیں پہنچ سکے کہ دو میں سے کون سی قوم بادشاہ غازی کے قتل کا سبب بنی۔ بہر حال یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ سومنات کے بت توڑنے والے غازی بادشاہ سلطان محمود غزنوی کے جرنیل گکھڑ شاہ کی اولاد کسی مسلمان بادشاہ کو کیسے قتل کر سکتی تھی۔

برادران ملت! ریاست جموں و کشمیر کے حوالے سے مورخین برصغیر مثلاً سر لیپل گریفن، جے۔ ایم وائیکلے، رائے زادہ دیوان دنی چند، مہگراج، مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی اور فاضل مصنفین آئین اکبری، منتخب التواریخ، مآثر عالمگیری، منتخب الباب وغیرہ نے گکھڑ قوم کی شجاعت و مردانگی وغیرہ کے سلسلہ میں جو باتیں لکھیں بالکل اسی قسم کے صفحات مورخین تاریخ ریاست جموں و کشمیر نے تاریخی کتب میں درج کی ہیں۔ مثلاً تاریخ اقوام پونچھ کے فاضل مصنف مولانا محمد دین فوق لکھتے ہیں۔

" گکھڑ قوم فی الواقع ایک بہادر، شجاع، جوانمرد، مدبر اور زمانہ شناس قوم رہی ہے۔ انسانی خوبیوں کی وجہ سے وہ اپنی ہم عصر اقوام اعوان، گوجر، جنجوعہ وغیرہ پر ہمیشہ کامیاب رہی اور ہر چند کے گکھڑ رئیسوں میں رقابت اور چشمک بلکہ باقاعدہ جنگ رہتی تھی لیکن بیرونی دشمن کے مقابلے میں یہ قوم ہمیشہ کسی مدبر اور شجاع رئیس کو اپنا سرکردہ بنا لیا کرتی تھی اور یہ تدبر اور اتفاق ان کی باعزت بقاء کا باعث تھا" وغیرہ

اسی طرح تاریخ اقوام کشمیر، تاریخ راجگان راجور، تاریخ راجگان سدھرون وغیرہ میں گکھڑ قوم کو نہایت عمدہ الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔

میرے بزرگو اور بھائیو! ریاست جموں و کشمیر میں بسنے والے تمام گکھڑ قبیلے مثلاً سکندرال، فیروزال، بگیال، ادمال، سکمال، ہتھیال، کیسوال وغیرہ مختلف وقتوں میں نقل مکانی کر

Marfat.com

کے ریاست کے مختلف حصوں میں آباد ہوئے اور ان کی یہ نقل مکانی مغلوں کے دور سے لے کر سکھوں کے دور تک محیط ہے۔ چنانچہ ہمارے دیہات میں جا کر اگر کسی عمر رسیدہ بزرگ سے دریافت کیا جائے کہ بابا آپ کے بزرگ کس علاقہ سے یہاں آئے تھے تو وہ فوراً دان گلی، بکھیالہ، سلطان پور، پھر والہ، خانپور، سید پور، گوجر خان کا نام لے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے تمام لوگ پنجاب کے اضلاع جہلم، راولپنڈی سے نقل مکانی کر کے ریاست جموں وکشمیر میں آئے اور اپنی قومی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ریاست جموں وکشمیر میں صاحب اقتدار رہے۔ چنانچہ ریاست جموں وکشمیر کی تحصیل مظفر آباد، تحصیل حویلی، تحصیل سدھنوتی، تحصیل مینڈر وغیرہ میں سکندرال، فیروزال، ادمال اور بگیال قبیلے صاحب اقتدار رہے اور دیگر قبیلوں نے بھی اپنی اپنی صلاحیتوں کو منوایا۔

گکھڑ قبیلے ریاست جموں وکشمیر کے مندرجہ ذیل علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔

۱۔ ضلع پونچھ آزاد کشمیر: نکر، ہمو، موہڑہ چیروٹی، بھاگیانہ، بھنا کھا، راولاکوٹ، دیانہ، کھوٹہ، بساں، راولی، دریک، کھیاڑہ، موٹا ربن، ہلاں تحصیل حویلی، تراڑکھل، سہر کگوٹہ، بٹل، سہڑا، درہ شیر خان، چھغار، منڈھول، پلان گکھڑاں، فتح پور۔

۲۔ ضلع پونچھ مقبوضہ کشمیر: پونچھ خاص، بانڈی کماں خان، بگیال درہ کوسلیاں، سیڑھی چوہان، آڑائی، بنوئی تحصیل مینڈر، سلوتری، منکوٹ، ناڑ فیروزالاں، بھاٹہ دھوڑیاں، سنگھوٹ، کلر موہڑا، بسونی، نکہ منجھاڑی، گلھوتہ، ہرنی، ہمروٹ، چھرالاں، بغلیاز، ڈوگراں، سندوٹ، دھار گلون، چندیمڑ، پتینہ، لجوٹ

۳۔ ضلع راجوری مقبوضہ کشمیر: راجوری خاص پلماں، بدھل۔

۴۔ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر: ڈھنگروٹ، رولی، ناڑ، گل پور، براٹلہ، چھ ہوئی، پھگواڑی، دندلی، پلاہل راجگان، سہر منڈی، کوٹلی شہر، سہنسہ، پناگ، ساردہ، راجدھانی، سلمہار، منڈھیتر، نکیال، بکناڑہ، میرہ، قمروٹی، شاہ گجن، ڈبسی، موہڑہ، جراحی، کالاڈب، ترنوٹ۔

Marfat.com

۵۔ ضلع میر پور آزاد کشمیر: کٹھاڑ، انسب، سیاکھ، رٹہ، خادم آباد، میر پور شہر، تھب، افضل پور، سنگیام، لہڑی، چوکی سماہنی، چکسواری، بروٹیاں، خورشید آباد، لدڑ، ڈڈیال، اوناع، کھاڑک، منگلا، عبداللہ پور، جھمپ، بھندرال کالونی، بوہڑ کالونی، مجاہد کالونی۔

۶۔ ضلع مظفر آباد آزاد کشمیر: مظفر آباد شہر، بھیڈی، لیپہ، کھٹائی، چناری، جورا بانڈی، کہیاں شریف۔

اس کے علاوہ ایسے علاقے بھی ہو سکتے ہیں جو عدم رسائی کی وجہ سے رہ گئے ہوں۔ نیز گکھڑ اقوم جس طرح مختلف وقتوں میں اپنا آبائی وطن چھوڑ کر ریاست جموں و کشمیر میں چلی گئی تھی۔ اسی طرح تقسیم برصغیر ہندو پاک 1947ء پاک بھارت جنگ 1965ء اور 1971ء کی جنگ کے دوران ہزاروں گکھڑ کنبے آزاد جموں و کشمیر کے علاوہ پاکستان کے مندرجہ ذیل علاقوں میں آباد ہو گئے۔

۱۔ راولپنڈی/اسلام آباد: کیمپ نمبر ۲، کیمپ نمبر ۴۔ محلہ تاج پورہ، راہوالی، تھہڑی سانسی، تمبولی، کشمیر کالونی، قلعہ چند، محلہ محمد پورہ، گوناعور، جبوکی، کھیون کوٹ، کھیالی، زاہد کالونی۔

۴۔ حافظ آباد: حافظ آباد شہر، ٹڈھالہ، گھنیاں، بٹیرے، مرادیاں، کوٹ سبحانہ۔

۵۔ گجرات (تحصیل پھالیہ): منڈی بہاؤالدین، گوردوارہ، مایاں والا، گوردوارہ سنت پورہ میکن، کٹھیالہ شیخاں اور اس کے علاوہ کچھ لوگ قلعہ دیدار سنگھ، لاہور، پشاور، سیالکوٹ، جھنگ، شیخوپورہ اور چھنب میں بھی آباد ہوئے۔

یہ مخصوص قافلہ جو آپ سب کو نظر آ رہا ہے یہ انہی بے خانماں لوگوں کا ہے جو عمر رسیدہ لوگوں سے پوچھا کرتے تھے کہ ہمارے بزرگ کہاں سے آئے۔ وہ بزرگ یقیناً دان گلی، سلطان پور، پھروالہ وغیرہ کا نام لیتے تھے لیکن ہماری نئی نسلیں اب دوسرے سوالوں کا شکار ہوں گی۔ بہتر ہے کہ اس قوم کے روشن دماغ افراد اسے منظم کریں۔ اپنے سابقہ آبائی بھائیوں سے ملائیں اور نئے راہ و رسم پیدا کر کے زمانہ کے ساتھ چلنے کا عزم کریں۔ ہم نے ایک محدود پلیٹ فارم سے کام

Marfat.com

شروع کیا ہے اور ہم اپنے پنجاب کے بھائیوں سے گذارش کرتے ہیں کہ جب تک ہم یک جان اور منظم ہو کر اپنی پہچان کرانے کیلئے جدوجہد نہیں کریں گے تب تک ہم موجودہ زمانے کے ساتھ نہیں چل سکتے۔

اس کے ساتھ ہی میں جناب صدر، مہمانِ خصوصی اور آپ بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میرے منتشر خیالات کو سنا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم قوم کو ترقی کی بلندیوں پر لے جائے اور یہ اپنے ماضی کے ساتھ ساتھ حال پر فخر کرنے کے قابل بن سکے۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

Marfat.com

حصہ دوم

تصویری یادیں

تصویر ایک اچھی یادگار ہے بلکہ جب انسان تصویر دیکھتا ہے تو عزیز و اقارب، اساتذہ کرام، کلاس فیلوز، احباب کے چہروں کے ساتھ ساتھ بیتے ہوئے ایام کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔ راقم الحروف نے کچھ گروپ فوٹوز وقتاً فوقتاً محفوظ رکھے اور کچھ دورہ مقبوضہ کشمیر مارچ/اپریل 2008 کے دوران حاصل کرنے کی سعی کی ہے۔ مجھے دِلی صدمہ ہے کہ کوشش کے باوجود بعض اساتذہ، کلاس فیلوز اور ساتھیوں کی تصاویر حاصل کرنے میں ناکامی ہوئی۔ کچھ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے گئے ہیں۔ بہرحال جو تصاویر مل سکیں شامل اشاعت کی جا رہی ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری
سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف

پیر مقبول حسین شاہ
سرن کوٹ

حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری عرس مبارک کے موقع پر

216

Marfat.com

مصنف کے کلاس فیلوز

مصنف محمد فضل شوق — حمایت حسین بلتستانی — چوہدری محمد رفیق میرپوری

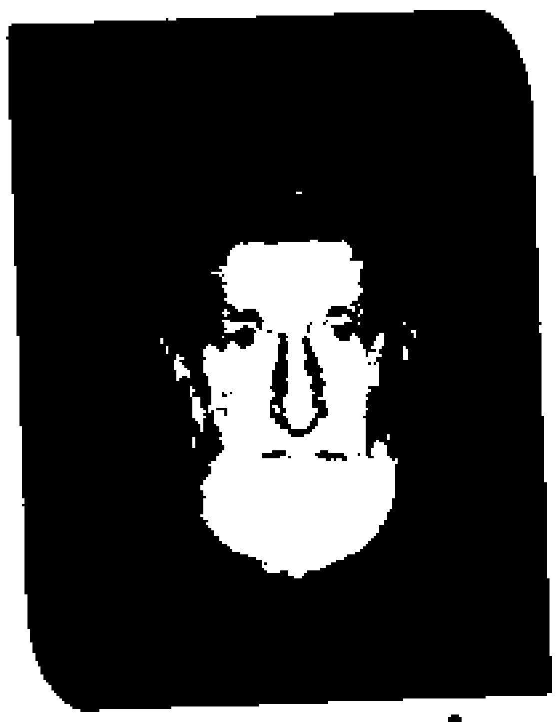

مرزا فیض اللہ (سرن کوٹ)

منیر حسین خان (میرپور)

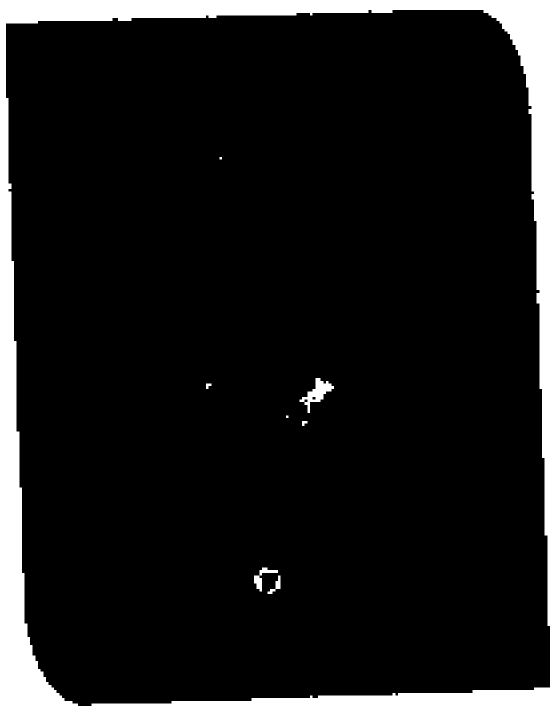

بابو خادم حسین (سرن کوٹ)

عبدالمجید خان (منجھاڑی)

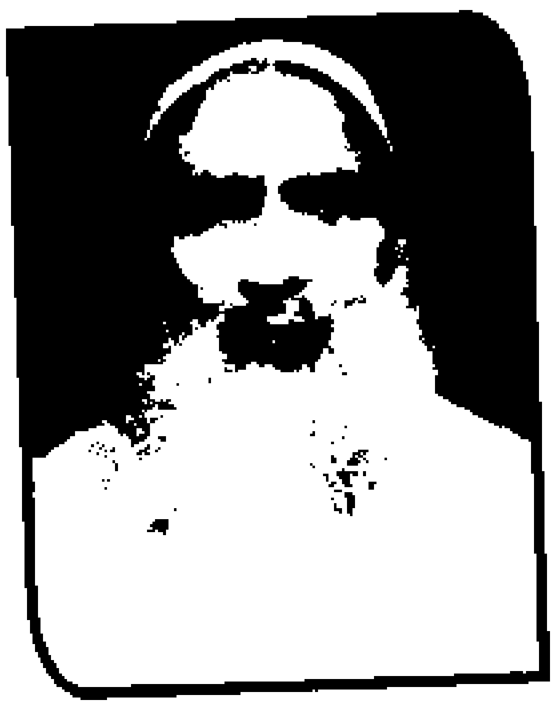

محمد ذاکر کھوکھر (میرپور)

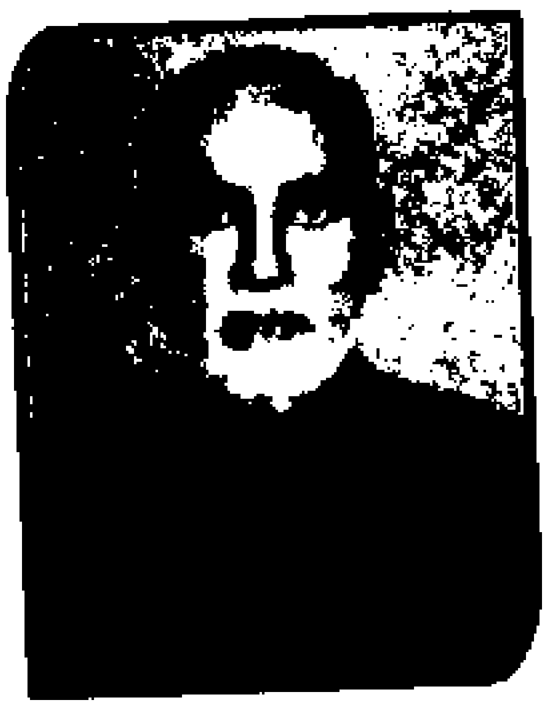

راجہ نیاز احمد خان (میرپور)

سردار عبدالشکور خان (کوٹلی کالابن راجوری)

Marfat.com

مصنف.....زندگی کے مختلف ادوار میں

مصنف 1965ء میں

مصنف 1985ء میں

مصنف 2001ء میں

مصنف اپنے پوتے محمد عمیر کے ساتھ 2003ء میں

مصنف گھوڑے پر سوار 2008ء

Marfat.com

مصنف اپنے بہنوئی صوبیدار محمد اعظم خان کے ہمراہ

والدہ محترمہ: عبدل بانو　　مصنف: محمد فضل شوق　　والد محترم: سردار فرمان علی خان

ماسٹر محمد نسیم خان کیانی

سردار محمد زمان خان (بھائی)　　مصنف: محمد فضل شوق　　سردار محمد نذیر خان (بھائی)

مصنف اپنے بیٹوں محمد اشفاق، محمد اتفاق، محمد اشتیاق اور محمد ارفاق کے درمیان

فرقان معروف، محمد معروف خان
عثمان معروف، ارسلان معروف

ساجد نذیر خان، سردار محمد نذیر خان، سردار اعجاز نذیر ایڈووکیٹ، شاہد نذیر خان، فارقلیت علی، گوہر علی

Marfat.com

غلام سرور خان (ماموں زاد بھائی)
انار بیگم، فضل داد خان مصنف کے ماموں وممانی (سسر وساس)

مصنف کے والد اور والدہ کا اہل خانہ کے ہمراہ گروپ فوٹو

مصنف اہل خانہ کے ہمراہ

ماسٹر محمد نسیم خان اپنے بچوں مبشر، مدثر، مظفر اور منصور کے ہمراہ

Marfat.com

گروپ فوٹو ہائی سکول کریلہ مجہان 1985ء

گروپ فوٹو ہائی سکول سلون 1986ء

گروپ فوٹو ہائی سکول جندروٹ نکیال 1994ء

گروپ فوٹو پائلٹ ہائی سکول نمبر 1 میر پور 1978

اسٹیج پر دائیں سے بائیں: مصنف محمد فضل شوق، خواجہ عبدالغنی صدر معلم، ارشد گیلانی صدر بزم ادب

جلسہ اسٹیج پر ملک محمد زبیر زخمی،
سردار محمد عزیز خان، مصنف محمد فضل شوق وغیرہ

سید صابر حسین شاہ بخاری صدر معلم
مصنف محمد فضل شوق پرنسپل

Marfat.com

مصنف کے اساتذہ کرام

ماسٹر حسام الدین بے تاب (سرن کوٹ)

مولوی محمد جمیل قریشی (میر پور)

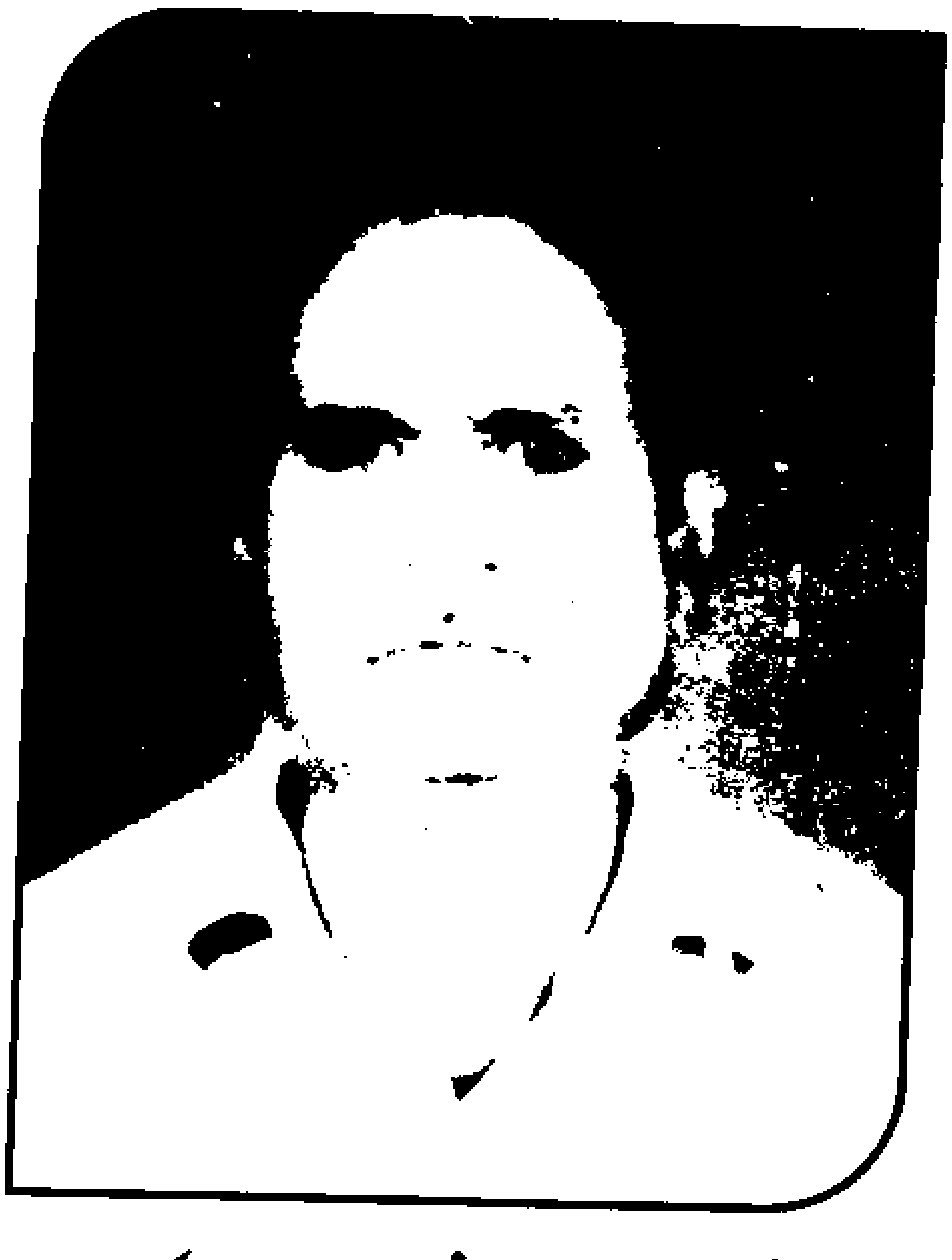

شری رام پرشاد شرما جی (سرن کوٹ)

مولوی محمد دین چوہدری (میر پور)

Marfat.com

مصنف اپنے خالہ زاد بھائیوں کے ہمراہ

مصنف دورہ مقبوضہ کشمیر (بھاٹہ دھوڑیاں مینڈر) کے دوران اپنی والدہ محترمہ کی قبر پر

مصنف دورہ مقبوضہ کشمیر (بھاٹہ دھوڑیاں مینڈر) کے دوران
اپنے چھوٹے بھائی محمد زمان خان کی قبر پر

مصنف دورہ مقبوضہ کشمیر (بھاٹہ دھوڑیاں مینڈر) کے دوران اپنے والد محترم کی قبر پر

Marfat.com

گروپ فوٹو ہائی سکول کھنڈہار 1998ء

گروپ فوٹو بزم ادب پائلٹ ہائی سکول نمبر 1 میرپور 77-1976
ارشد گیلانی، مصنف محمد فضل شوق، صوفی محمد رشید چوہدری

تقریب کے موقع پر شمس الزمان ہاشمی، سلطان مقرب شاہ، مصنف محمد فضل شوق

خواجہ راشد الحسن، خان بہادر عبداللہ،
مرزا علی شان، راجہ محمود اختر کا گروپ

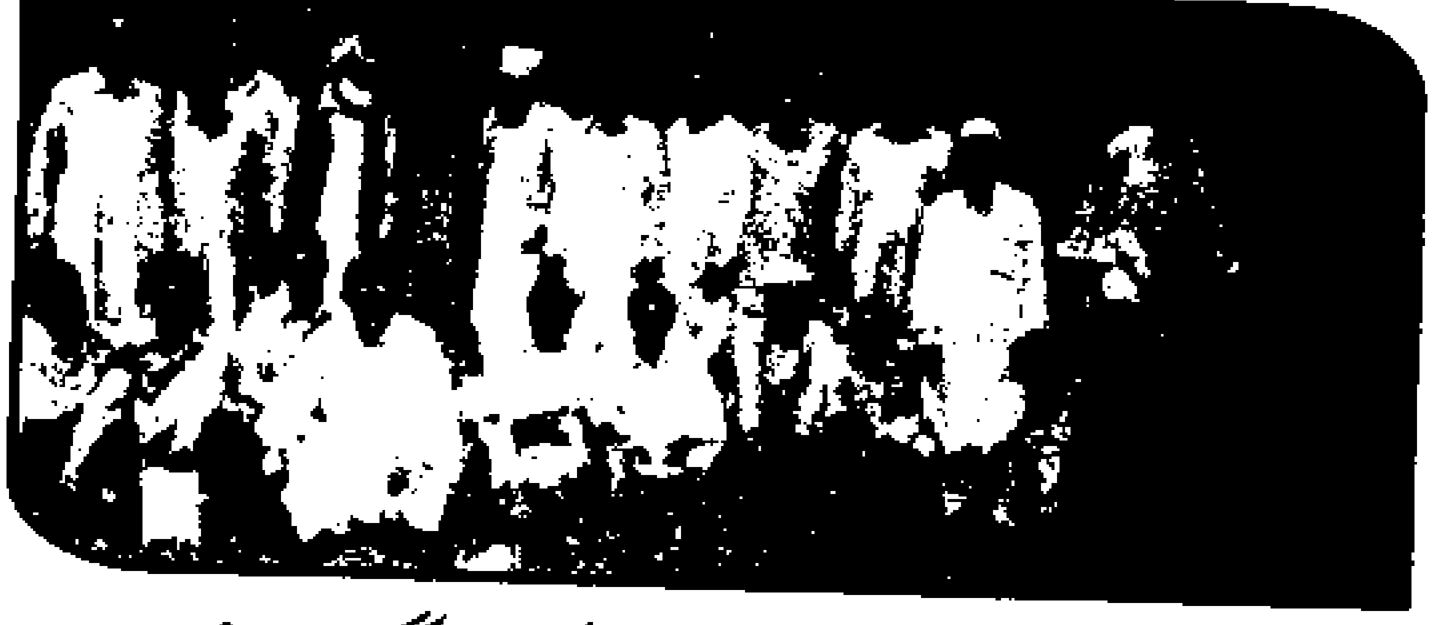

گروپ فوٹو ہائی سیکنڈری سکول سنگولہ پونچھ

مصنف محمد فضل شوق کا سردار ہدایت اللہ خان
مولوی یوسف خان کے ہمراہ گروپ فوٹو

گروپ فوٹو ہائر سیکنڈری سکولز سنگولہ پونچھ

مصنف وزیر اعظم سکندر حیات خان
اور مولوی محمد یوسف کے ہمراہ

سردار فتح محمد کریلوی، مولانا محمد شاہ، سردار سکندر حیات خان اسٹیج پر
بیٹھے ہیں جبکہ ماسٹر محمد حفیظ خان، مصنف محمد فضل شوق وغیرہ کھڑے ہیں

Marfat.com

مصنف دورہ مقبوضہ کشمیر کے دوران
عبدالغفار خان (بھانجا)، غلام سرور خان (بہنوئی)
سلطان محمد خان (بھانجا) کے ہمراہ گروپ فوٹو

مصنف دورہ مقبوضہ کشمیر کے دوران
ماموں زاد بھائیوں اعظم خان
فضل خان، خادم خان، (شاہنواز خان بھتیجا)
کے ہمراہ گروپ فوٹو

مصنف دورہ مقبوضہ کشمیر کے دوران
کامران ظفر، تسلیم جاوید، منیر حسین خان
محمد نواز خان کے ہمراہ گروپ فوٹو

ماسٹر محمد نسیم کے بچوں کے ساتھ
محمد معروف خان و ماسٹر محمد عظیم سبحانی کا گروپ فوٹو

پروفیسر اعظم خان، بابو عنایت اللہ خان سفری، ماسٹر محمد صادق خان

225

Marfat.com

گروپ فوٹو ٹیچرز ٹریننگ سکول پونچھ کشمیر

دائیں سے بائیں پہلی قطار میں

پنجاب سنگھ جی، غلام احمد قریشی صدر معلم، محمد اشتیاق، محمد فضل شوق (مصنف)، ماسٹر گلاب خان

دائیں سے بائیں: مولوی محمد نذیر، بابو گلزار ساگر، چوہدری رب نواز، مرزا محمد بوستان صدر معلم
بشیر احمد مغل، نثار احمد پی ای ٹی، عبدالمالک، مصنف محمد بوستان صدر معلم صاحب کے پیچھے کھڑے ہیں

Marfat.com

مصنف حج 2003ء کے موقع پر جبل ثور پر

محمد شریف طارق ایڈووکیٹ، حاجی فضل حسین رانا،
ملک محمد زبیر زخمی کی عیادت کرتے ہوئے

مصنف اپنی کتاب
وزیراعظم آزاد کشمیر سردار سکندر حیات خان
کو پیش کرتے ہوئے

محمد فضل بٹ، میجر بابر، سردار نذیر، مصنف محمد فضل شوق
حاجی ظہور صادق، صوبیدار اعظم خان
صوبیدار عبدالرزاق خان کا گروپ فوٹو

پرنسپل ترقیابی پر گورنمنٹ ہائی سکول کھنڈہار میں الوداعی تقریب

Marfat.com

محمد عثمان خان

مصنف
یار محمد خان ایڈووکیٹ کے ساتھ

یار محمد خان ایڈووکیٹ

مرزا محمد اقبال خان MLC راجوری

بشیر احمد خان ایجوکیشن آفیسر

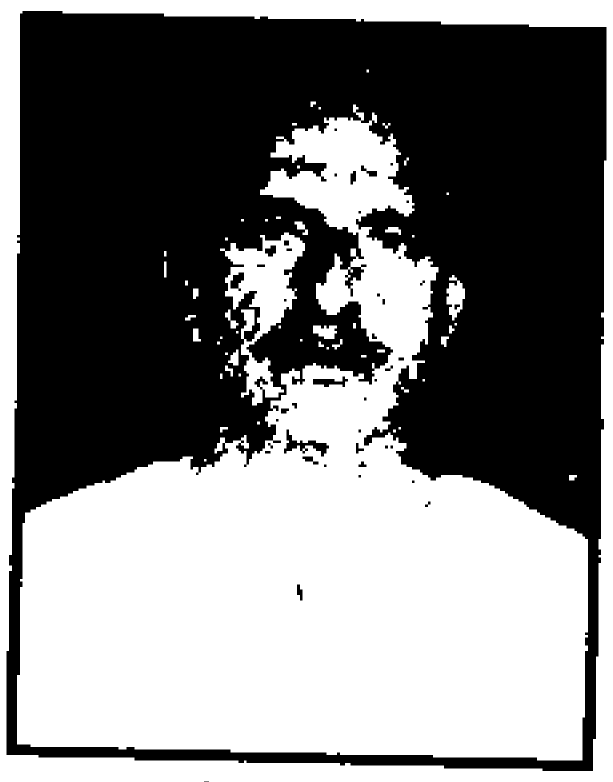

پروفیسر شبیر افضل

نمبردار محمد اقبال خان

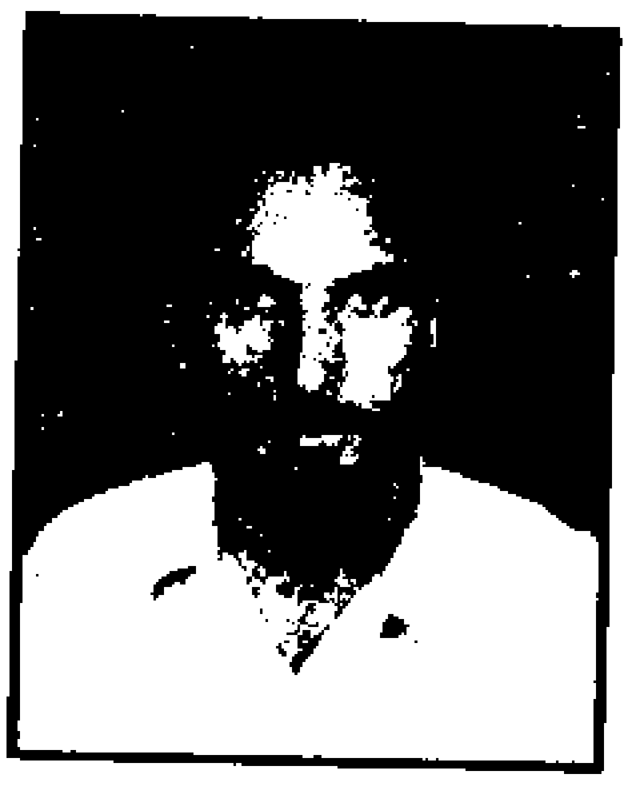

محمد چنگیز خان

انجینئر تنویر افضل

ڈاکٹر زبیر افضل

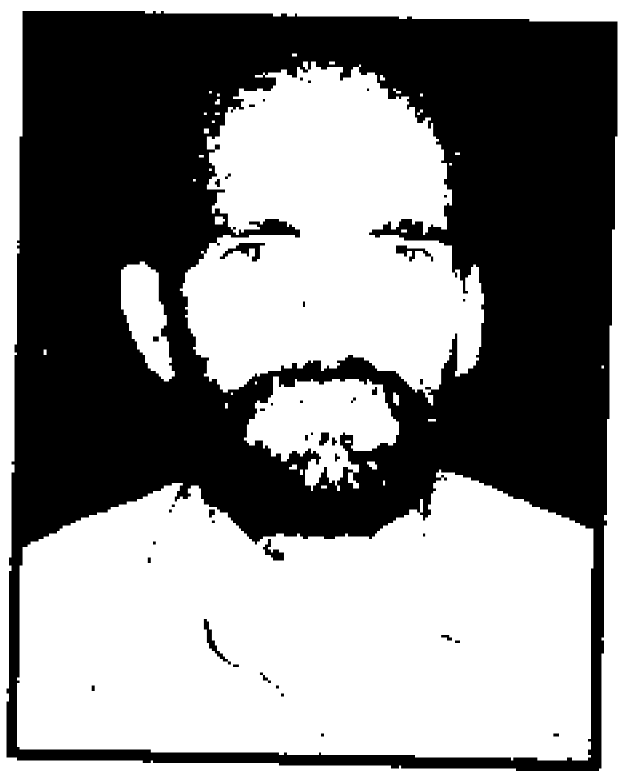

عبدالشکور خان

محمد گلفراز احمد

محمد سجاد احمد خان

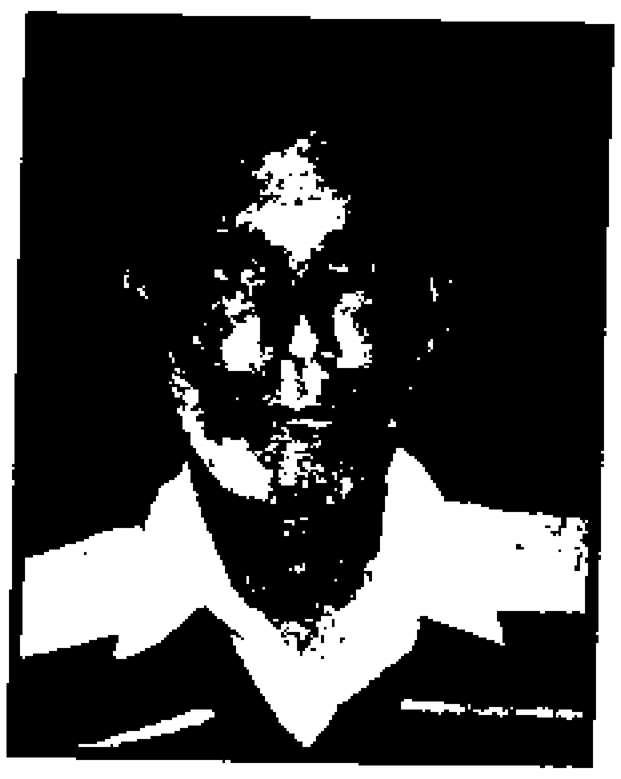

وزیر حسین خان

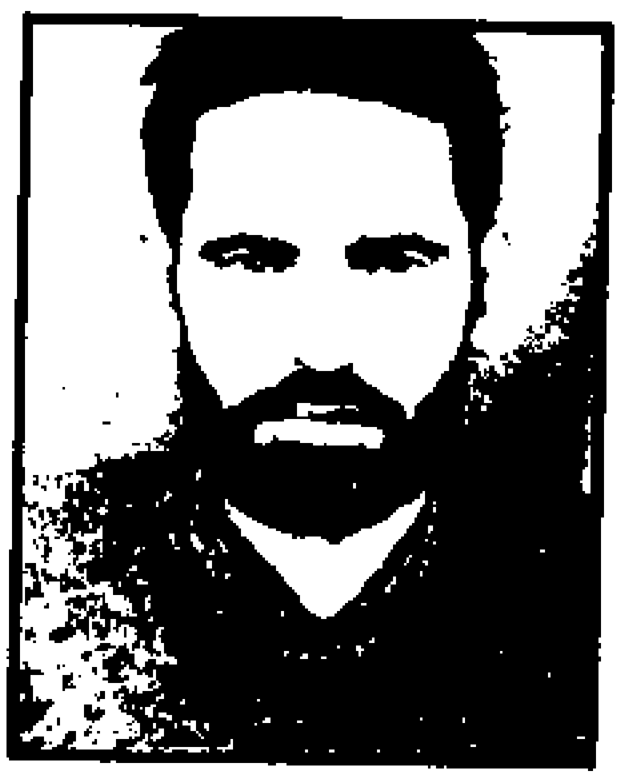

سید محمد خان

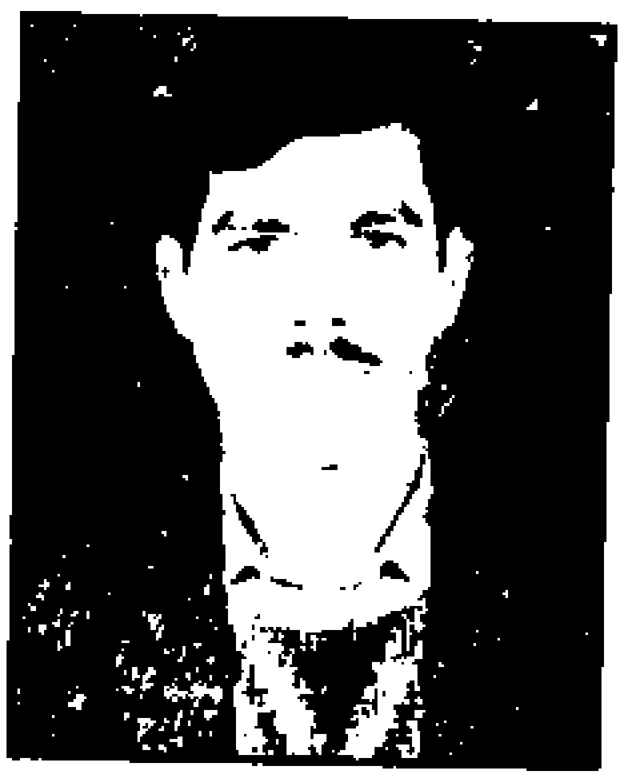

محمود احمد خان

محمد قدیر خان

فیض محمد خان

شمشیر احمد خان

ڈاکٹر محمد رشید

Marfat.com

مصنف کی والدہ محترمہ

مصنف کے والد محترم

ماسٹر فتح محمد، حاجی سیف علی خان
منیر حسین خان (دولہا)
ماسٹر محمد رشید خان (دوست)

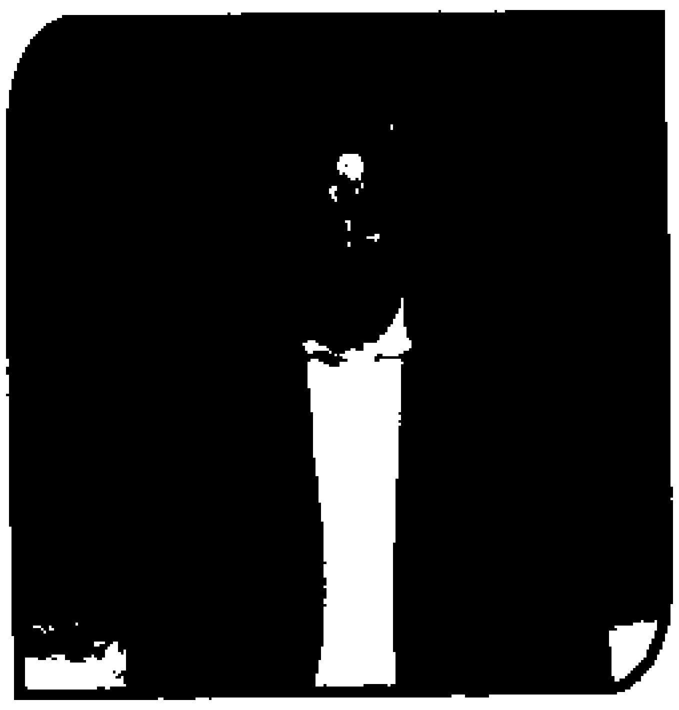

محمد زمان خان دھوڑیاں

سلطان محمد خان، محمد فضل شوق،
پروفیسر ظہیر کیفی، نمبردار محمد صادق خان

ماسٹر محمد حفیظ خان

محمد فضل شوق

محمد نذیر خان

آصف منیر

ایس ایس پی جہانگیر خان
سب انسپکٹر نیاز احمد خان

پروفیسر محمد رفیق خان

شاہ محمد خان انسپکٹر پولیس

Marfat.com

محمد عثمان (بھانجا)، گلاب خان (بہنوئی)
یار محمد خان (بھانجا)

دائیں سے بائیں:
غلام سرور خان، محمد زمان خان،
یار محمد خان، مصنف محمد فضل شوق
شاہ محمد خان، غلام حسن خان
ودیگر عزیز و دوست احباب

دائیں سے بائیں بیٹھے ہوئے:
محمد عزیز خان، ماسٹر صادق خان
اقبال خان، مولوی خلیل احمد
محمد اشرف شجاع۔ محمد فضل شوق
نمبردار سید محمد خان، سید محمد خان، عبدالمجید خان
ڈاکٹر محمد صادق، محمد ارفاق، محمد زمان خان
حاجی حبیب اللہ خان

دورہ مقبوضہ کشمیر کے دوران
مصنف کا الوداع کے موقع پر شیر محمد خان
فیض محمد خان، شاہ محمد خان، منشی خان
غلام احمد وغیرہ کے ہمراہ گروپ فوٹو

Marfat.com

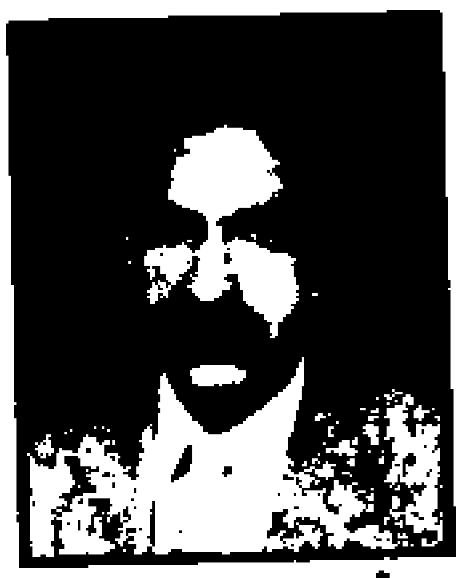
پروفیسر سرفراز احمد خان

محمد اخلاق خان MLC

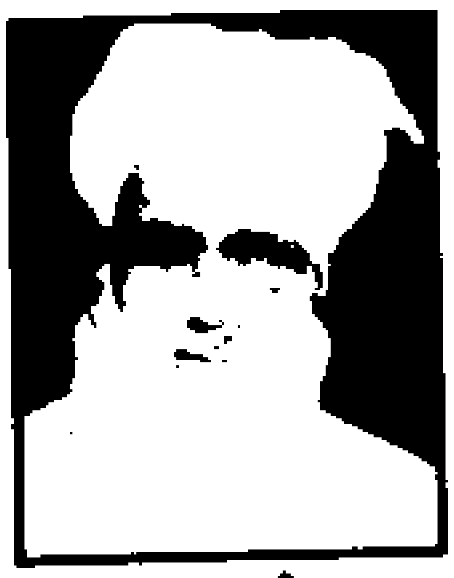
شیر محمد خان

محمد حسین خان

سردار عبداللہ خان ناڑ فیروز الال

غلام مرتضےٰ خان

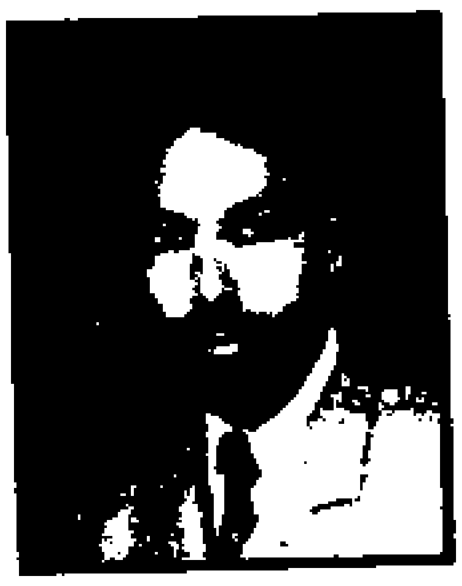
غلام مصطفےٰ خان

کرامت اللہ خان

دوست محمد خان

محمد قاسم خان

محمد زید خان

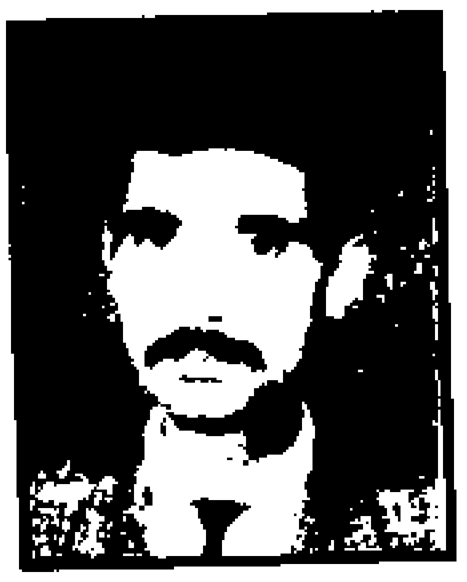
طارق حسین خان

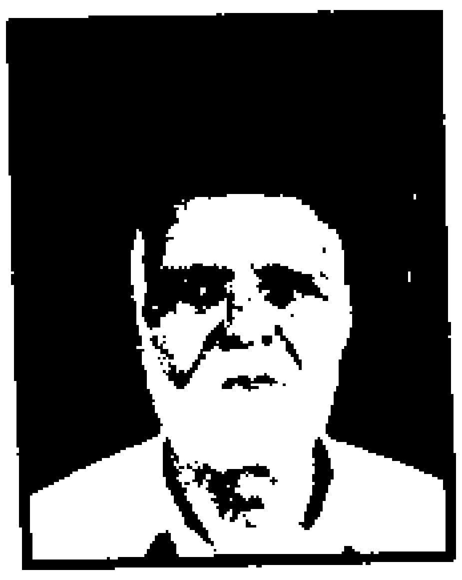
سردار عزیز خان

محمد علی خان

غلام مجتبیٰ خان

ٹھیکیدار شادی خان

ذاکر حسین خان

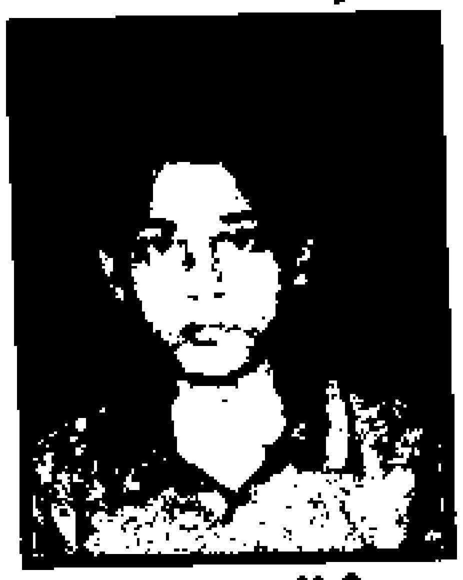
غلام مجتبیٰ خان

محمد اقبال خان ایڈووکیٹ

محمد رفیق خان ہٹاں

پروفیسر ممتاز خان

راجہ ذکریا کیانی

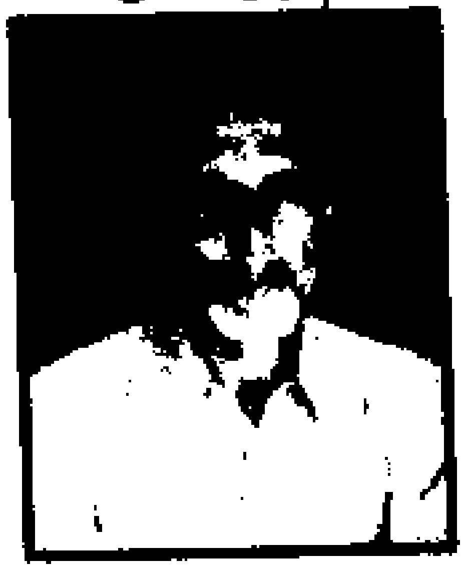
محمد سریر خان

کبیر خان

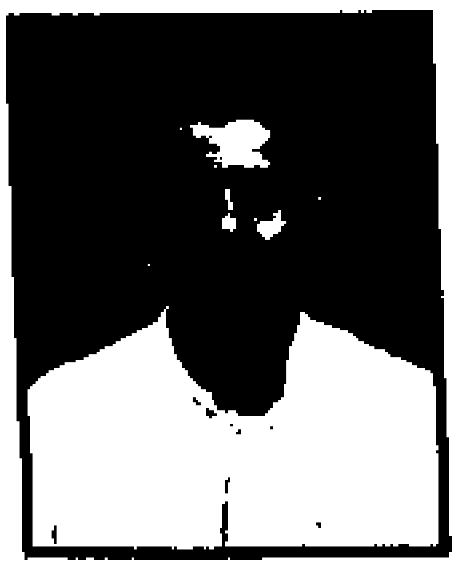
امتیاز احمد خان ہرنی

مرزا مشتاق احمد، محمد فضل شوق
اور پروفیسر محمد معروف چوہان

Marfat.com

Marfat.com

مصنف کا سوانحی خاکہ

پیدائش: یکم دسمبر 1941ء موضع بھانہ دھوڑیاں تحصیل مینڈر ضلع پونچھ ریاست جموں وکشمیر
تعلیم: ایم۔اے (تاریخ) بی۔ایڈ پنجاب یونیورسٹی

میٹرک: 1958ء گورنمنٹ ہائی سکول سرن کوٹ ضلع پونچھ، ایم۔اے تاریخ 72-1971ء پنجاب یونیورسٹی، بی۔ایڈ سال 1972ء گورنمنٹ ٹریننگ کالج ملتان (پنجاب)

مئی 1959ء میں محکمہ تعلیم میں ملازمت شروع کی۔ پرائمری سکول تراڑ انوالی سے ٹیچرز ٹریننگ سکول پونچھ مامور ہو کر بی ای سی کی اور اُسی ادارہ میں تعیناتی ہوئی۔ پاک بھارت جنگ 1965ء میں ہجرت کر کے میرپور آزاد جموں وکشمیر آئے۔ 23 نومبر 1965ء کو ٹریننگ سکول افضل پور میں بطور جونیئر مدرس تقرری ہوئی۔ 1968ء میں سینئر گریڈ میں ترقیاب ہو کر صدر معلم مڈل سکول کھنڈہار نکیال تعینات ہوئے۔ 1974ء میں اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر تحصیل نکیال تبادلہ ہوا۔ اکتوبر 1981ء سے صدر معلم ہائی سکول اور نومبر 1998ء سے پرنسپل ہائیر سیکنڈری سکول ترقیابی ہوئی۔ یکم دسمبر 2001ء کو ملازمت سے ریٹائرمنٹ ہوئی۔ ہائی سکول افضل پور، چکسواری، ڈڈیال، پائلٹ ہائی سکول نمبر 1 میرپور، کھنڈہار، کریلہ مجہان، سلون، جندروٹ، ہائیر سیکنڈری سکول سنگولہ ضلع پونچھ اور ہائر سیکنڈری سکول دھنواں ضلع کوٹلی میں فرائض انجام دیئے۔ صدر غیر جریدہ ملازمین تحصیل نکیال، صدر ٹیچرز ایسوسی ایشن نکیال، جنرل سیکرٹری ہیڈ ماسٹرز ایسوسی ایشن ضلع کوٹلی، ممبر مرکزی مجلس عاملہ صدر انجمن اساتذہ میرپور ڈویژن، جنرل سیکرٹری مسجد/ دار العلوم اسلامیہ قادریہ کمیٹی نکیال، ناظم جماعت اہل سنت تحصیل فتح پور تھکیالہ، ممبر جمعیت اہلسنت پاکستان، ممبر انجمن احباب اہلسنت سہنسہ کوٹلی و دیگر سماجی و مذہبی تنظیموں سے منسلک ہیں۔

آزاد کشمیر کے با اصول، نظم وضبط کے پابند، دیانتدار، دیندار اور لائق فائق تعلیمی آفیسران میں شمار ہوتا ہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد 2003ء میں حج بیت اللہ شریف کیا۔ تاریخ وادب پر گہری نظر ہے۔ تصانیف سوانح عمری مولانا محمد یوسف خان قادری تھکیالوی، سوانح حیات مولانا محمد ابراہیم خان درانی کابلی مرحوم، جموں وکشمیر کی پہاڑی ریاستیں حصہ اول اور میری یادیں (خودنوشت سوانح حیات) چھپ چکی ہیں۔ نغمات شوق (شعری مجموعہ)، تاریخ گکھڑاں جموں وکشمیر و دیگر کتب زیر تکمیل ہیں۔ تاریخ نویسی اور شعروشاعری میں اچھا مقام رکھتے ہیں۔ تھکیال ٹاؤن/ میرپور رہائش رکھتے ہیں۔

Marfat.com